انہ لقول فصل وما ہو بالہزل

الحمد للہ والمنہ کہ

(حصہ سوم)

فیصلہ آسمانی

ملقب بہ

دلائل حقانی

(جسمین)

مسیح قادیانی کی تردید مین نہایت روشن دلیلیں اور لائق دید محققانہ بحثیں ہین

از افادات کاملہ

عالم ربانی ماحی وساوس شیطانی سید ابو احمد رحمانی دام فیضہ

مطبوعہ سبحانی پریس واقع حیدرآباد دکن

طبع ثانی ۱۳۳۶ھ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تعریف اُسی ذات اقدس کے لئے زیبا ہے جو ہر عیب سے پاک اور اپنے بندوں پر کمال مہربان ہے جس نے ہماری ہدایت کیلئے اپنے برگزیدہ رسول بھیجے اور حق اور باطل کے تمیز کرنیکے لئے عقل سلیم عنایت کی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِ الْهَادِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَرَحْمَةٍ لِّلْعَالَمِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۵

برادران اسلام اس ناچیز نے محض آپ کے خیر خواہی کے خیال سے رسالہ فیصلۂ آسمانی لکھا ہے یہ اُسکا تیسرا حصہ ہے طالبین حق سے میں التجا کرتا ہوں کہ اس رسالہ کو بنظر غور ملاحظہ کریں مذہب اسلام کی روشنی جب سے پھیلی ہے اُس کے دوسری صدی سے ایسے لوگ پیدا ہونے شروع ہوئے جنھوں نے اسلام کو بظاہر مانکر اُسکی روشنی کو ماند کرنا چاہا اور اس بہترین اُمت کو فتنہ میں ڈالا کتنوں نے نبوت کا دعویٰ کر کے خلق کو گمراہ کیا بعضے مہدی موعود بنکر بادشاہ ہوگئے لاکھوں کے مقتدا قرار پائے غرض کہ اپنی لیاقت اور ہمت اور کوشش کے بموجب کامیاب ہوئے اور بعض ناکام رہے ہندوستان میں بھی ایسے لوگ ہوئے مثلاً نویں صدی میں سید محمد جونپور میں یک شخص ہوا اس نے مہدی ہونیکا دعویٰ کیا اور اپنے آپ کو

تمام انبیاء سے افضل بتایا اور اُسکی سحر بیانی کی وجہ سے لاکھوں نے اُسے مانا اور اسوقت اُسے مرے ہوئے چار سو (۴۰۰) برس سے زیادہ ہوگئے مگر ابتک اُس کے ماننے والے حیدر آباد وغیرہ میں موجود ہیں تیرھویں (۱۳) صدی میں علی محمد بابی نے ملک فارس میں مہدی ہونیکا دعویٰ کیا اور باوجود حاکم وقت کے مخالفت کے کثرت سے اُس کے ماننے والے ہوئے اور اسوقت اُسکے ماننے والے بمبئی - رنگون - استنبول - مصر - شام - امریکہ - لندن وغیرہ میں موجود ہیں - اسیطرح چودھویں (۱۴) صدی میں ہندوستان کے خطہ پنجاب میں یہ فتنہ اُٹھا اور مرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیان نے معجون مرکب ہونیکا دعویٰ کیا - یعنے یہ کہا کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے "مَیں مہدی اور مسیح ہوں" اور ہندوؤں کیلئے کرشن ہوں اُن کے حالات معلوم کرنیسے اسکی بنیاد یہ معلوم ہوتی ہے کہ ابتدا میں مرزا صاحب نیک مزاج اور ذی علم تھے اور مناظرہ اور تحریر کا ذوق طبعی تھا اسکے ساتھ جبلی طور سے انکی طبیعت میں غلو اور کبر تھا اتفاقاً اس وقت پادریوں کا زور تھا اُن سے مقابلہ کا اتفاق ہوا اور اسلام کی حقانیت کے اثبات میں دلائل لکھنے کا ارادہ کیا براہین احمدیہ لکھنا شروع کیا پہلی دلیل جو انہوں نے لکھی وہ بہت عمدہ لکھی چونکہ خلقی طور سے اُنکی طبیعت میں غلو تھا اس لئے وہ خود اُن سے متاثر ہوئے اور اپنے آپکو بہت ہی بڑا قابل اور مضمون نگار سمجھنے لگے اور انکی قابلیت کی خیالی عظمت نے اُن کے ذہن میں یہ جما دیا کہ ایسے ایسے تین سو (۳۰۰) دلیلیں ہم لکھ سکتے ہیں اسی بنیاد پر انہوں نے بڑے زور سے نہایت جلی

۱؎ علی محمد بابی کی حالت رسالہ مذہب الاسلام مطبوعہ پیسہ اخبار لاہور کے خاتمہ سے اور سفرنامہ حافظ عبدالرحمن صاحب امرتسری مطبوعہ مفید عام لاہور سے معلوم کرنا چاہئے جن حضرات کو تحقیق حق کا شوق ہو اور مرزا صاحب کی طرف انہیں رجحان ہو وہ اس کی حالت پر غور کریں - اس کے مریدین کی حالت جہانتک سُنی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے مریدوں سے بہت اچھے تھے کچھ عرصہ ہوا اُن کے خلیفہ عبدالبہا لندن میں آئے تھے اور بعض اہل ولایت نے اُنہیں اعزاز سے لیا تھا اور انکی تقریر سننے کیلئے وہاں کے لوگوں کو دعوت دی تھی اور اُنھوں نے فارسی میں لکھ دیا تھا اور مترجم انگریزی میں ترجمہ کرتا گیا تھا مرزا صاحب کے ایک مرید خواجہ کمال الدین وہاں پہنچے ہوا ور ایک اخبار بھی جاری کیا ہے مگر وہاں انکی وقعت نہیں ہے ایک مرتبہ انھوں نے لکچر دینے کیلئے مجمع کیا مگر انکی تقریر کی تمہید بھی پوری نہوئی تھی کہ اکثر لوگ چلے گئے -

حرفوں میں اعلان دیا (چونکہ وہ خیالی علو کا ثمرہ تھا اس لئے وہ پورا نکر سکے) چونکہ براہین میں جو دلیل لکھی گئی تھی وہ عمدہ تھی اس لئے ہر طرف سے آفرین اور مرحبا کی صدا بلند ہوئی اور اُنکی طرف لوگ متوجہ ہوئے تعریف ہونے لگی اور روپیہ بھی آنے لگا اب خدا تعالیٰ کا امتحان شروع ہوا اور سخت ابتلا پیش آیا جسکا ذکر قرآن مجید میں

اسطرح ہوا ہے فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ رَبُّهٗ فَاَکْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ فَیَقُوْلُ رَبِّیْۤ اَکْرَمَنِ (پروردگار جب کسی انسان کو آزمایش میں ڈالتا ہے تو اُسکا اکرام کرتا ہی یعنے خلق کو اسکی طرف متوجہ کرتا ہے اور مخلوق اسکی عظمت کرنے لگتی ہے اور دنیاوی نعمتیں بھی اُسے ملنے لگتی ہیں اُسوقت یہ شخص سمجھتا ہے کہ میرے پروردگار نے میری عظمت کی میں مقبول خدا ہوگیا) اس حالت میں اُسکا دماغ ٹھکانے نہیں رہتا اور جیسی طبیعت اسکی عالی ہوتی ہے ویسا ہی عالی دعویٰ کرنے لگتا ہے خلق کا رجوع ہونا اور خوش حالی سے گزر ہونے لگنا سخت ابتلا ہی اسمیں مرزا صاحب کا دماغ بگڑا اور پہلے مجدد اور محدث ہونیکا دعوی کیا پھر جسقدر لوگوں کی توجہ زیادہ ہوئی اور اہل کمال ذیعلم نے قابل توجہ نہ سمجھکر سکوت اختیار کیا اسوجہ سے مرزا صاحب نے اپنے مقابل میں سب کو جاہل خیال کرکے جو جی میں آیا کہنا شروع کیا اور دلی خواہش اُنکی یہ ہوگئی کہ ساری دنیا مجھے اپنا مقتدا مان لے اور دنیا کے تمام باشندے یعنے ہندو مسلمان عیسائی - وغیرہ سب مجھے اپنا پیشوا بنالیں مگر افسوس ہی کہ بجز چند مسلمانوں کے اور کسی نے اُنہیں نہیں مانا اور اُن کی ذات سے مسلمانوں کی تعداد میں کچھ بھی اضافہ نہوا اور بڑی حسرت اور افسوس کی بات یہ ہوئی کہ انھوں نے تمام اہل اسلام کے کفر کا فتوی دیدیا جنھوں نے اُنھیں نہیں مانا اور دنیا (۲۳) کروڑ مسلمانوں کو کافر بنادیا اور کسی کافر کو مسلمان نہ بنایا اسلام کیلئے اس سے زیادہ اور کیا آفت ہوسکتی ہے کہ تمام دنیا سے اسلام گویا نابود ہوگیا اب اُنکے خلیفہ اور صاحبزادے کا اس پر اصرار ہی کہ سب کو کافر بنایا جائے اور کسی سے میل نہ رکھا جائے جس روز سے

لہ رسالہ تشحیذ الاذہان بابت ماہ اپریل ۱۹۱۱ء ملاحظہ ہو - ۱۲

کوشش مرزا صاحب نے اپنی شہرت اور پیشوا بننے میں کی اُس کے لحاظ سے تو گویا ناکام رہی کیونکہ دنیا کی آبادی میں جو بہت بڑے دو گروہ عیسائی اور ہندو ہیں اُنمیں سے کوئی اُنپر[1] ایمان نہ لایا اب رہی مسلمان اُنمیں سے بعض کا اُنہیں مان لینا کوئی عجب کی بات نہیں ہے کیونکہ پہلے اُنکی ظاہری اصلاح اور دینی حمایت یعنی عیسائی اور آریہ کے جوابات نے اُنکی طرف بہت لوگونکو متوجہ کردیا پھر دعوئی مہدویت کے بعد انھوں نے اپنے بیحد ار تحریروں کا ایسا سلسلہ پھیلایا کہ بعض اہل علم بھی اُسمیں آگئے اور پھر نکلنا مشکل ہوگیا اور ہمیں بھی ماننے میں کیا عذر ہوسکتا تھا اگر اُنمیں وہ باتیں پائی جاتیں جو مقتدا اور برگزیدۂ خدا حضرات میں ہونا چاہئیں بزرگوں کے حالات کی کتابیں ملاحظہ کیجائیں اُنکے مفید ہدایات کو دیکھا جائے پھر مرزا صاحب کے حالات پر غور سے نظر کیجائے تو بدیہی طور سے حق و باطل کا فرق معلوم ہوتا ہے مگر طلب حق ہو اور عنایت خداوندی اُسکی مدد کرے حضرت امام مہدی کی علامتیں تو صحیح حدیثوں میں موجود ہیں وہ انمیں ہوتیں تو سر آنکھوں پر اُنہیں لیتے مگر نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہا جاتا ہے کہ ان میں سے تو کوئی علامت مرزا صاحب میں نہ پائی گئی بلکہ اُن علامتوں کے بالکل برخلاف ظاہر ہوا اور ہو رہا ہے؟

[1] میرے علم میں اُنکی تمام عمر کی کوشش میں ایک عیسائی یا ہندو اُن پر ایمان نہیں لایا اگر وہ ایک غیر مشہور عیسائی یا ہندو اُن پر ایمان لاتے ہوں تو اُن کے اس عظیم الشان دعویٰ اور ایسے بلیغ کوشش کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ جن دیندار علما کو کچھ بھی اپنے فضل کمال کا دعویٰ نہیں ہے اُنکے ہاتھ پر کتنے عیسائی اور ہندو توبہ کرچکے ہیں پھر مرزا صاحب کے عیسویت اور مہدویت کی خصوصیت کیا ہوئی اُنکا دعویٰ تو یہ ہے کہ میں تثلیث کے ستون کو توڑنے آیا ہوں اب کوئی اُنکا ستون توڑنا دکھائے۔

بھائیو کچھ تو خوف خدا کرو جو شخص بڑے زور سے یہ دعوا کر رہا ہے کہ اگر میں تثلیث پرستی کے ستون کو نہ توڑوں تو میں جھوٹا ہوں اب تم انصاف سے کہو کہ جسکا یہ دعویٰ ہو اُس کے ہاتھ پر سو دو سو عیسائی تثلیث پرست مسلمان نہیں ہوئے پھر اُسنے تثلیث پرستی کے ستون کو کسطرح توڑا جب اتنا خفیف اثر بھی تثلیث پر اسکا نہوا تو کیا وجہ ہے کہ اُس کے اقرار کے بموجب اُسے کاذب نہ مانا جاوے۔

اور بزرگوں کے حالات تاریخ میں دیکھو کہ اُن کے ذات سے کس قدر یہود و نصاری اور دیگر کفار اور گنہگار اُن کے ہاتھ پر توبہ کرتے تھے۔

. . . .

بھائیو۔ ذرا غور کرو کہ مرزا صاحب کے قبل کیسے کیسے عالی مرتبت اولیاء اللہ گزرے مثلاً حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی[۱] رضی اللہ عنہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ جنکے سلسلہ میں خلیفہ صاحب[۲] مکہ معظمہ پہنچکر داخل ہوئے تھے اور اب بھی انکا مرید بتاتے ہیں ان حضرات سے مسلمانونکو اور اسلام کو بہت کچھ فائدہ پہنچا اور سینکڑوں اولیاء اللہ انکے سلسلہ میں ہوئے جن کے کرامات و نشانات کے دفتر لکھے ہوئے اسوقت موجود ہیں باانیہمہ ان بزرگونکی خبر قرآن و حدیث میں نہیں دیگئی مگر حضرت امام مہدی اور حضرت مسیح کا غل سینکڑوں برس سے ہے اور انکے آنیکی خبر حدیثوں میں دیگئی ہے اور خاص و عام میں انکا انتظار ہے پھر یہ کیوں ہے یہ اس لئے ہے کہ انکی ذات سے اسلام کو مسلمانونکو ایسا عظیم الشان فائدۂ دینی اور دنیاوی پہنچیگا کہ کسی ولیاء اللہ کی ذات مقدس سے نہ پہنچا ہوگا اب یہ بتایا جاوے کہ مرزا صاحب کے آنیسے کیا فائدہ پہنچا اسلام کی کیا ترقی ہوئی مسلمانونکی تعداد میں کسقدر ترقی ہوئی انکی نکبت اور پریشانی میں کیا کمی ہوئی ذرا نظر اٹھا کر دیکھو پھر ہر طرف ناکامی اور ذلی کی گھٹا چھائی ہوئی دیکھو گے اگر آپکو دنیا کی حالت پر نظر ہے اور مسلمانوں کے دلی دردمند ہیں تو ملاحظہ کیجئے کہ مرزا صاحب کا وجود شریف جب سے ہوا اور جبتک وہ زندہ رہے اور اب اُن کے

۱؎ شیخ عبدالحق محدث دہلوی آپکے حالات میں لکھتے ہیں کہ حضرت کی کوئی مجلس یہود و نصاری اور دیگر کفار اور عصاۃ سے خالی نہیں ہوتی تھی آپ کی وجہ سے پانسو سے زیادہ یہود و نصاری مسلمان ہوئے مرزا صاحب کو تو پچیس تیس برس کی بے انتہا کوشش اور اپنی مدح سرائی سے کچھ بھی اثر نہوا اس پر تمام اولیا سے برتری کا دعوی ہے اب اُن کے خلیفہ اور متعین کوشش کر رہے ہیں اسپر کیا ہوا خواجہ کمال الدین جو لندن میں جاکر کوشش کر رہے ہیں تو اسوقت تک نفس مذہب اسلام پر لکچر دیتے ہیں اگر وہاں کوئی مسلمان ہوتو وہ اسلام کی خوبی کا اثر ہے اور وہ بھی اسوجہ سے کہ خواجہ صاحب مسلمانونکو کافر نہیں کہتے درحقیقت وہ اس عظیم الشان مسئلہ میں مرزا صاحب کے مخالف ہیں اور بالفرض اگر وہاں کوئی مرزا صاحب کو بھی مان گیا تو ایسا ہی ہوا جیسا بعض عیسائی شیخ علی محمد بابی اور شیخ عبدالبہا کو مان چکے ہیں ع ۔ یعنے حکیم نور الدین صاحب ۔ ۱۲

۲؎ خلیفہ صاحب نے مکہ معظمہ میں شاہ عبدالغنی صاحب مرحوم سے بیعت کی تھی اور اخبار بدر مورخہ میں خلیفہ صاحب لکھتے ہیں کہ میں اب بھی انکا مرید ہوں شاہ صاحب مرحوم حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہیں انکے خلیفہ مولوی عبدالحق صاحب مہاجر مکہ معظمہ میں موجود ہیں وہ کہتے تھے کہ شاہ عبدالغنی صاحب فیض یافتہ حضرت مولانا فضل رحمن صاحب گنج مراد آبادی علیہ الرحمہ کے تھے یعنے حضرت ممدوح سے بہت کچھ فیض حاصل کیا تھا۔

خلیفہ صاحب

خلیفہ صاحب موجود ہیں اس عرصہ میں کسقدر مسلمانونکی دینی اور دنیاوی حالت میں تنزل ہوا
کئی اسلامی سلطنتیں زیر وزبر ہوگئیں ہندوستان میں دیکھو کہ کتنی زمینداریاں مسلمانوں کی
ہنود کے ہاتھ میں جا چکی ہیں اور مسلمان تاجرونکا کیا حال ہو رہا ہی دینداری کی حالت
دیکھی جائے کہ کیسی افسوسناک ہو رہی ہی حدیثوں میں جو حالت مسلمانوں کے شوق عبادت
کی امام مہدی کیوقت میں بیان ہوئی ہی اُسے خیال کیجئے اور اب مسلمانوں کی حالت کو
دیکھئے تو رونا آتا ہی شوق عبادت تو بڑی بات ہی اب تو عبادت کا خیال بھی بہت کم معلوم
ہوتا ہے جو انپر ایمان لے آئے ہیں اور اُنکی صحبت میں رہکر صحابی کا لقب حاصل کر چکے ہیں
خواہ وہ مرد ہوں یا عورت اُنکی حالت بیان کرنیمیں شرم آتی ہی اور دیکھنے والے دیکھ رہی ہیں
نہ اُنکی صورت صلحا کی سی ہی نہ اُنکے حالات و اقوال نیکوں اور سچوں کے سے ہیں اور روحانیت
کا غلبہ اور اہل دل ہونا تو عظیم الشان بات ہی میں اُسکی تفصیل نہیں کرتا دیکھنے والے
دیکھ رہی ہیں اور جنھیں خوف خدا اور طلب حق ہی وہ کچھ دن بُری صحبت سے علحدہ ہو کر مرزا صاحب
اور اُنکے متعلقین کے حالات پر انصاف سے غور کریں پھر اللہ تعالیٰ سے پوری اُمید ہی کہ
امر حق اُنپر آفتاب کیطرح روشن ہو جائیگا یہ ایسی بدیہی اور روشن باتیں ہیں کہ اُن پر تھوڑا
غور کرنیکے بعد کوئی حق پسند مرزا صاحب کے کاذب ہونیمیں تامل نہیں کرسکتا اور کسی حجت
اور دلیل کی اُسے حاجت نہیں رہتی مگر میں نے بنظر کمال خیر خواہی اور اتمام حجت اُن کے
دلائل کی حالت بھی اظہر من الشمس کر دی ہی اور دکھا دیا ہے کہ جو دلیلیں اُنکی صداقت میں
پیش کیجاتی ہیں اُنہیں سے اُنکا کاذب ہونا ثابت مثلاً (۱) بعض وقت قرآن مجید کی
بعض آیتوں سے اُنکی صداقت ثابت کیجاتی ہی اُسکا نمونہ رسالۂ معیار المسیح میں دکھایا
گیا ہی اور ثابت کر دیا ہی کہ یہی آیتیں اُنکے کاذب ہونیکی دلیلیں ہیں اور حق پسند نظریں
اُنہیں دیکھ چکی ہیں اور اُنکے دلونمیں میرے بیان کی صداقت سما گئی ہو گی اُن مسلمانونکی
حالت پر افسوس ہی کہ جن حضرت کی مختصر حالت ابھی بیان کیگئی اُنکی صداقت کا ثبوت

قرآن مقدس میں سمجھتے ہیں (۲) بڑی دلیل مرزا صاحب نے اپنی صداقت کی گہنوں کا اجتماع بیان کیا تھا اور اس کے بیان میں خاص رسالے لکھے تھے اور آسمانی شہادت اُسے ٹہرایا تھا اور جا بجا اپنے رسالوں میں بڑے شد و مد سے اُسے پیش کیا تھا اُسکا حاصل یہ ہی کہ ۱۳۱۲ھ ماہ رمضان میں چاند گہن اور سورج گہن کا اجتماع ہوا تھا مرزا صاحب نے ایک نہایت ضعیف بلکہ موضوع روایت پیش کر کے یہ ثابت کرنا چاہا ہی کہ یہ اجتماع امام مہدی کے وقت میں ہوگا اس سے پیشتر کبھی اسکا ظہور نہوا ہوگا چونکہ یہ اجتماع میرے وقت میں ہوا اسلئے میں مہدی ہوں اس غلط فہمی یا دانستہ غلطی کے اظہار میں رسالہ شہادت آسمانی لکھا گیا اور بحمد اللہ آفتاب کیطرح روشن کر کے دکھایا گیا کہ یہ سب خیالات مرزا صاحب کے محض غلط اور بے سر و پا تھے نہ گہنوں کے ایسے اجتماع کو کسی حدیث میں امام مہدی کی علامت بیان کیا ہی اور نہ یہ اجتماع عقلاً اور نقلاً علامت ہو سکتی ہی کیونکہ ایسے اجتماع بہت ہو چکے ہیں اور ہوتے رہیں گے حضرات ناظرین اس رسالہ کو ضرور ملاحظہ کریں

(۳) مرزا صاحب کے صداقت کی وہ دلیل جسے انہوں نے نہایت ہی عظیم الشان ٹہرایا تھا یعنے منکوحہ آسمانی کا نکاح میں آنا اور اس کے شوہر کا مرنا اسکا غلط ہونا تو ایسا روشن ہوا کہ ہر کہہ و مہہ نے اُسے دیکھ لیا اور معلوم کر لیا ہے اسی کے بیان میں رسالہ فیصلہ آسمانی لکھا گیا جسنے اظہر من الشمس کر دیا کہ مرزا صاحب یقیناً کاذب تھے اور اُنکا کاذب ہونا نصوص قطعیہ اور آیات قرآنیہ سے اور اُنکے پختہ اقراروں سے نہایت روشن ہی اس سے بڑھکر اُنکے کاذب ہونیکا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہی اس پیشین گوئی کے غلط ہونے کے جواب میں عاجز ہو کر عجیب عجیب[1] طرحکی باتیں بنائی جاتی ہیں مگر اس پر نظر نہیں کیجاتی کہ مرزا صاحب اپنی صداقت کی دلیل میں نہایت عظیم الشان دلیل یہ پیش کرتے تھے کہ میرا نکاح محمدی سے ہوگا اور اُسکا شوہر میرے روبرو مریگا جب دنیا پر واقعات نے روشن کر دیا کہ محمدی مرزا صاحب کے نکاح میں نہیں آئی اور اُسکا شوہر مرزا صاحب کے روبرو

[1] ان باتوں کی تفصیل مع اُن کے جوابات کے آئندہ آئیگی اور تتمہ میں شایع ہو چکی ہی۔

نہیں مرا تو اظہر من الشمس ہو گیا کہ مرزا صاحب نے جس بات کو اپنی صداقت کا نہایت عظیم الشان نشان قرار دیا تھا اُسکا ظہور نہوا اب اسکی وجہ جو ہو اسکو ماننا ہر طرح ضروری ہی کہ وہ معجزہ ظاہر نہیں ہوا جسے انھوں نے عظیم الشان قرار دیکر دنیا کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا

الغرض مذکورہ رسائل کو دیکھکر کسی طالب حق کو اسمیں شبہ نہیں رہ سکتا کہ مرزا صاحب کی دلیلیں محض غلط تھیں کسی دلیل سے اُنکی صداقت ثابت نہیں ہو سکتی بلکہ مرزا صاحب اپنے مقرر کردہ معیار اور اپنے پختہ اقراروں سے کاذب ثابت ہوتے ہیں الحمد للہ اتمام حجت ہر طرح سے کر دیا گیا مگر افسوس ہی کہ مرزائی جماعت میں ایسے حضرات نظر نہیں آتے کہ ایسے محققانہ اور مہذبانہ رسالونکو تحقیق و انصاف کی نظر سے دیکھیں بعض نے ہمارے خلاف میں کچھ لکھا بھی ہی مگر سوائے غلط دعووں کے دلیل کا نشان نہیں ہی اُنکی تحریر نہایت بے تہذیبی سی گندہ اور عقل اور انصاف سی معرا ہی اور اسوقت جو اُن کے مقتدا ہیں باوجود مہذب ہونیکے ایسے بیہودہ اور بے عقلی کی تحریروں پر اپنی جماعت کو متنبہ نہیں کرتے بلکہ اپنی اخبارونمیں اُن گندہ اور محض غلط تحریرونکی تعریف چھاپتے ہیں اور خود جواب دینے کی جرأت نہیں کرتے مگر وہ ارشاد نبوی کو یاد رکھیں کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ میدان حشر میں اس افسری کی حقیقت کھل جائیگی

اب میں بغرض حصول برکت اصل مقصد بیان کرنیسے پہلے ایک پیشینگوئی اصدق الصادقین حبیب رب العالمین کی آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اگر آپکو اُمت محمدیہ ہونیکا فخر حاصل ہی اور کامل یقین ہی کہ انسان کو حیات ابدی اُسیوقت حاصل ہو سکتی ہی کہ وہ حضور انور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا پیرو اور ساری باتونکا ماننے والا ہو اور تبقاضائے نفس نؤمن ببعضٍ و نکفر ببعضٍ اُسکی حالت نہو تو ضرور آپ توجہ سے اُسے ملاحظہ کرینگے اور اُسی کے بموجب اعتقاد رکھینگے وہ رسول برحق کی سچی پیشین گوئی یہ ہی۔

سبکون

(۱) سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَاتَزَالُ طَائِفَۃٌ مِّنْ اُمَّتِیْ عَلَی الْحَقِّ ظَاھِرِیْنَ لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَالَفَھُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰہِ

مسلم۔ ترمذی۔ ابوداؤد وغیرہم مِنْ اَئِمَّۃِ الْحَدِیْث۔ میری اُمت میں تیس جھوٹے پیدا ہونگے ہیں انمیں سے ہر ایک کا گمان یہ ہوگا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہی اسلئے انکا یہ دعوی کرنا ہی اُن کے جھوٹے ہونیکی دلیل ہے۔ میری اُمت میں ہمیشہ ایک گروہ حق پر رہیگا اور غالب رہیگا اُسکے مخالف اُسی ضرر نہیں پہنچاسکیں گے یہاں تک کہ خدا کا حکم یعنے قیامت آجائے۔

اس حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہی کہ میرے بعد نبوت کے جھوٹے مدعی پیدا ہونگے اور اُنکے جھوٹے ہونیکی وجہ یہ بیان فرمائی ہی کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہی یعنے میرے بعد کسیکو نبوت کا مرتبہ نہیں ملسکتا اس سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نبوت کا دعوی کرے وہ جھوٹا ہے۔

اس حدیث سے اسکا بھی فیصلہ ہوگیا کہ خاتم النبیین کے معنے آخر النبیین کے ہیں یعنے کلام خدا اور رسول میں جنکو نبی کہا گیا ہی اُن سب کے بعد آنیوالے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بایں معنی کہنا کہ آپ تشریعی انبیا کے خاتم ہیں یا تمام انبیا کیلئے زینت یا مہر ہیں محض غلط اور قرآن شریف میں تحریف کرنا ہی یہ دونوں تراشیدہ معنوں کی غلطی اس حدیث نے ظاہر کردی اگر خاتم النبیین کے معنے میں کوئی تخصیص کیجائے یا اسکے دوسرے معنے لئے جائیں تو جملۂ وانا خاتم النبیین اُن کاذبوں کے جھوٹے ہونے کی وجہ نہیں ہوسکتا واقعات اور تاریخ سے ظاہر ہی کہ جن جھوٹے مدعیان نبوت نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانکر دعوی کیا ہی اُنمیں کل یا اکثر ایسی ہی ہیں جنھوں نے نبوت غیر تشریعی کا دعوی کیا ہی اسلئے ان کے کذب کیلئے حضور کا یہ ارشاد

صحیح نہ ہوگا ۔ (نعوذ باللہ)

الحاصل یہ حدیث قرآن مجید کے مطابق اور آیت وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کے بعض مضمون کی تفسیر ہے اس حدیث نے اول تو خاتم النبیین کے معنے بیان کر دئے یعنے اتمام انبیاء کرام بمنزلہ ..... مقدمۃ الجیش کے تھے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلطان الانبیاء ہیں اب آپکے بعد کوئی نبی آنیوالا نہیں ہے آپکی ہدایت کا آفتاب قیامت تک چمکتا رہیگا اور آپکی شریعت حقہ کی روشنی عمل کرنیوالوں کے دلونکو منور کرتی رہیگی ہاں علمائے اُمت اور مجددین ہونگے جو آپکے دین مستقیم کی حقانیت کو ظاہر کرتے رہینگے اور مسلمانونکی خراب حالت کی درستگی اُنکا کام ہوگا اور یہ بھی بشارت حضور انور نے دیدی کہ یہ گروہ حقانی جھوٹوں پر گمراہوں پر غالب رہیگا اس لئے کسی نبی کے آنیکی ضرورت نہیں اسی مضمون کی شہادت میں بہت حدیثیں پیش ہوسکتی ہیں مگر بغرض اختصار صرف دو حدیثیں یہاں نقل کیجاتی ہیں[1]

امام بخاری اور مسلم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اسطرح روایت کرتے ہیں

(۲) اَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ میں عاقب ہوں (یعنے پیچھے آنیوالا) اور عاقب وہ ہے کہ اُس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے ۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام بہت ہیں اُنمیں ایک نام عاقب بھی ہے اس کے معنے پیچھے آنیوالا اس حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نام کی شرح فرمادی جسکا حاصل یہ ہے کہ تمام انبیاء کے پیچھے آنیوالا اس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے اس

---

[1] نمونہ کیطور پر چند حدیثوں کے بعض الفاظ آپکے روبرو پیش کیجاتے ہیں تاکہ میرے دعوے کی صحت میں آپکو تامل نہ رہے ۔

(۱) لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب ترمذی وغیرہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتا اس سے صاف ظاہر ہوا کہ نبوت مرتبہ کا ایسے جب کسیکو نہ ملیگا

(۲) لا نبوۃ بعدی الا المبشرات میرے بعد نبوت نہیں مگر مبشرات ہیں یعنے بزرگونکو صلحا کو خوابیں بعض باتیں معلوم ہوتی رہینگی، کرا

(۳) ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی بلا شبہ رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی میرے بعد نہ رسول ہے نہ نبی ہے ۔

(۴) عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکان سے تشریف لائے اور تین مرتبہ فرمایا ۔ انا النبی الامی ولا نبی بعدی میں نبی امی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی ہونیوالا نہیں ہے یہ حدیث امام احمدؒ نے اپنے مسند میں روایت کی ہیں ۔

بیان نے خاتم النبیین کی نہایت واضح شرح کردی یعنے پہلی حدیث میں تھا انا خاتم النبیین لا نبی بعدی اور یہاں اُسکی جگہ ارشاد ہوا انا العاقب الخ یعنے میں سب نبیوں کے بعد آنیوالا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہی اس حدیث نے خاتم النبیین کے لفظی معنے آخر النبیین کے صاف طور سے کرئے اور یہی معنے محاورہ عرب کے مطابق ہیں جسکا ذکر عنقریب آیگا۔

الغرض اس الہامی لفظ کے معنے صاحب الہام نے وہی بیان فرمائے جو عرب کے محاورہ کے بالکل مطابق ہیں۔

(۳) صحیح بخاری میں ہی کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلك نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون قالوا فما تامرنا قال فوا ببیعۃ الاول فالاول اعطوھم حقھم فان اللہ سائلھم عما استرعاھم (بخاری باب نزول عیسیٰ) بنی اسرائیل پر انبیا حکومت کرتے تھے جب کوئی نبی انتقال کرتا تو اُنکی جگہ دوسرا نبی قائم ہوتا تھا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہی البتہ خلفا ہونگے (جو مسلمانوں کے تمام اُمور کا نظم کریں گے اور اُنکی کثرت ہوگی صحابہ نے عرض کیا کہ آپ ہمکو کیا ارشاد فرماتے ہیں (یعنے جب بہت سے ہوگئے تو اگر ایک وقت میں کئی ہوئے تو ہمکو کیا کرنا چاہئی)

حاشیہ سابقہ صفحہ (۱۰) (۵ و ۶) صحیح بخاری اور مسلم میں یہ الفاظ بھی ہیں ختم بی الانبیاء وختم بی المرسلون یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انبیاء کا خاتمہ مجھپر کیا گیا اس مضمون کی روایتوں سے حدیث کی کتابیں بھری ہیں بیس صحابی اس مضمون کے روایت کرنیوالے اسوقت میرے پیش نظر ہیں اور کامل تلاش سے کسقدر رہوں اسمیں میں نہیں کہہ سکتا الغرض عام طور سے ختم نبوت کا ثبوت قرآن و حدیث سے کامل طور سے ہے مگر نبوت تشریعی اور غیر تشریعی کا فرق کرکے کسی ضعیف روایت میں بھی پتہ نہیں چلتا کہ نبوت غیر تشریعی ختم نہیں ہوئی جن صحابہ نے ختم نبوت کی حدیثیں روایت کی ہیں اُن میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ جابر بن عبد اللہ[1] ابو سعید خدری[2] ابو الطفیل[3] ابو ہریرہ[4] انس بن مالک[5] عفان بن مسلم[6] ابی معاویہ[7] جبیر بن مطعم[8] عبد اللہ بن عمر[9]۔ ابی بن کعب[10] حذیفہ[11] ثوبان[12] قتادہ[13] عبادۃ بن الصامت[14] عبد اللہ بن مسعود[15] جابر[16] عبد اللہ ابن عمرو[17] عائشہ[18] عبد اللہ بن عباس[19] عطاء بن یسار[20] رضی اللہ عنہم۔

حکم ہوا کہ جس سے پہلے بیعت کر لو اُسکو پُورا کرو اور اُنکی حقوق کو ادا کرتے رہو اللہ تعالےٰ
خلفاء سے ماتحت کی نسبت سوال کریگا کسطرح انھوں نے رعیت سے برتاؤ کیا
اس حدیث سے نہایت صفائی سے ظاہر ہوگیا کہ ''آپکے بعد کوئی نبی کسی قسم کا نہیں ہوگا''
اُمت کی سیاست خلفاء کے ہاتھ میں ہوگی اور یہہ بھی ضرور نہیں کہ وہ خلفاء سب راشدین
ہونگے اس حدیث سے خود ظاہر ہے کہ اُنکی حالت اچھی نہوگی مگر چونکہ حاکم ہوں گے
اس لئے اُنکی اطاعت کیلئے ارشاد ہوا اور کہا گیا کہ اُنکی حالت کو خدا پر چھوڑ دینا خدا اُنسے
باز پرس کریگا - دوسری حدیث سے اسکا فیصلہ ہو جاتا ہے کہ خلافتِ راشدہ کا زمانہ
زیادہ نہیں ہی بلکہ صرف تیس برس کے اندر محدود ہی - یعنے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد تیس برس تک خلافت راشدہ رہیگی پھر خلافت کیساتھ رشد کی صفت ضرور نہیں ہے
الحاصل ان حدیثوں سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
کسی کو نبوت کا مرتبہ نہیں دیا جائیگا البتہ جھوٹے مدعی نبوت پیدا ہونگے - اب میں
مختصر طور سے یہ بیان کرتا ہوں کہ خاتم النبیین کے جو معنے حدیث مذکور سے معلوم ہوئے
اگر قرآن مجید کے الفاظ میں غور کیا جاوے تو اُنسے بھی یہی معنے ثابت ہوتے ہیں کیونکہ
خاتم النبیین میں جو لفظ خاتم ہی اُسمیں صرف تا کو زبر بھی ہی اور زیر بھی ہے اگرچہ
روایت کے لحاظ سے زیر زیادہ مستند اور معتبر ہے کیونکہ زبر کی روایت کرنیوالے صرف
دو راوی ہیں باقی جتنے ماہرین قرآن اور قُراء ہیں وہ سب زیر کے ساتھ روایت کرتے ہیں[1]

[1] علامہ جریر طبری اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حسن اور عاصم کے سوا تمام قاری خاتم کے (تے) کو زیر پڑھتے تھے بیضاوی کے
حاشیہ شیخ زادہ میں ہی کہ عاصم کے سوا سبنے خاتم بکسر التا پڑھا ہی اور تفسیر مدارک میں بھی اسی طرح ہی اور تفسیر روح المعانی
کے جلد (۶) میں ہی وقرأۃ الجمهور خاتِم بکسر التاء علیٰ انه اسم فاعل ای الذی ختم النبیین
والمراد آخرهم اور فتح البیان میں بھی یہی ہی الغرض ان پانچ تفسیروں سے معلوم ہوا کہ سوا ایک یا دو قاریوں کے
سبنے خاتم کے (تے) زیر پڑھا ہی اسلئے زیادہ مستند زیر ہی ہی - ۱۲

مگر ہندوستان میں زبر کیساتھ معمول اور مشہور ہو گیا ہے اسلئے عوام سمجھتے ہیں کہ صحیح یہی ہے
مگر یہ اُنکی ناواقفی ہے کلام عرب میں خاتم کے کئی معنی ہیں انگوٹھی، مُہر، آخر القوم یعنے
جو سب سے آخر میں ہو مگر یہ لفظ جب مضاف ہو جاتا ہی اُسوقت کئی معنے نہیں رہتے بلکہ
مضاف الیہ کے اعتبار سے اسکے معنے خاص ہو جاتے ہیں مثلاً خاتم فضہ یعنی انگوٹھی
چاندی کی یہاں خاتم خاص انگوٹھی کے معنے میں ہی اسیطرح جسوقت خاتم کو قوم وغیرہ کیطرف
مضاف کرینگے مثلاً خاتم القوم کہیں گے تو اُسکے معنے صرف آخر قوم کے ہوں گے
دوسرے معنے نہیں ہونگے لسان العرب جو اہل زبان کے نزدیک نہایت مستند لغت ہے
اُسمیں لکھا ہی ختام القوم وخاتِمہم وخاتَمہم - آخرہم یعنے لفظ ختام اور خاتِم
اور خاتَم تینوں کو جب مضاف کرتے ہیں اور مثلاً خاتم القوم کہتے ہیں تو اُسکے ایک ہی معنے
ہوتے ہیں یعنے ساری قوم کے آخر میں آنیوالا اسیطرح جب لفظ نبیین کی طرف مضاف
ہوگا اور خاتم النبیین کہیں گے تو اُسکے معنے یہ ہونگے کہ سب انبیاء کے بعد آنیوالا
اُس کے بعد کوئی نبی نہیں ہی کیونکہ اگر اُسکے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ دیا جائے تو وہ
آخر الانبیا نہوا - الغرض قرآن پاک عرب کی زبان میں اُتارا گیا ہی اسلئے اُسکی الفاظ
کے وہی معنی لئے جائینگے جو عرب کے محاورہ میں ہیں اور اس بیان سے ظاہر ہو گیا
کہ عرب کے محاورہ میں خاتم النبیین کے معنے آخر النبیین کے ہیں یعنے سب کے
آخر میں آنیوالا اسکے سوا دوسرے معنے نہیں ہو سکتے اس بیان سے بخوبی ثابت ہو گیا
کہ آیت وَلٰکِن رَّسُولَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اس باب میں نص قطعی ہی کہ جناب محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں آپکے بعد کسی کو مرتبہ نبوت نہیں ملیگا آپ کے وجود
با جود سے کسی نبی کے آنیکی ضرورت نہیں رہی آپکی نبوت اور آپکی شریعت کا آفتاب
قیامت تک چمکتا رہیگا - اہل علم اسکو سمجھتے ہوں گے کہ قرآن مجید میں اور حدیثوں میں
اس مقام پر لفظ النبیین جمع سالم معرف باللام آیا ہی ایسے لفظ کو اُصول فقہ وغیرہ میں

ﷺ بالفتح وبالکسر - ۱۲ - خاتم کے (ت) کو زبر ہو یا زیر ہو دونوں کے ایک ہی معنی ہیں -

الفاظ عام میں شمار کیا ہی اسلئے خاتم النبیین کے یہ معنے ہیں کہ جسکو نبوت کا مرتبہ دیا گیا اور جس پر نبی کا اطلاق کیا جائے خواہ وہ ظلی اور بروزی نبی ہوں یا تشریعی اور غیر تشریعی جس قسم کے ہوں سب کے آپ خاتم ہیں آپ کے بعد کسی قسم کی نبوت کا مرتبہ کسی کو نہ ملیگا۔ الغرض جسطرح صحیح حدیثوں سے ثابت ہوا تھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسیکو کسی قسم کی نبوت نہیں ملگی اسیطرح قرآن مجید کی اس آیت نے اس مطلب کی صراحت کردی۔ الحاصل قرآن مجید کے نص قطعی اور مستند اور متعدد احادیث کے صریح الفاظ سے یقینی طور سے ثابت ہوگیا کہ حضور انور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسیکو نبوت کا مرتبہ نہیں مل سکتا اسلئے آپکے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہی البتہ علمائے کاملین آپکے نائب ہوتے رہینگے اور وہ وہی کام کرینگے جو انبیاء بنی اسرائیل کرتے تھے۔ اس مختصر بیان سے اظہر من الشمس ہوگیا کہ مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت کا کرنا اور انکی جماعت کا انہیں کسی قسم کا نبی سمجھنا قرآن مجید کے نص قطعی اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہی سنا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ کے سرگروہ قرآن مجید کا مشغلہ زیادہ رکھتے ہیں مگر حیرت ہی کہ ایسی صریح باتوں سے بیخبر ہیں اور سورۂ اعراف کی آیت سے یہ ثابت کرنا

لہ یہی بات بعض کاملین اُمت محمدیہ کے کلام سے بھی ظاہر ہوتی ہے اور وہ کلام بھی روحانی اور القائی ہے۔ شاہ ولی اللہ علیہ الرحمت وصیت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ ایں فقیر از روح پر فتوح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوال کرد کہ حضرت چہ میفرمائید در باب شیعہ کہ مدعی محبت اہل بیت اند وصحابہ را بد می گویند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بنوعی از کلام روحانی القا فرمودند کہ مذہب ایشاں باطل است وبطلان مذہب ایشاں از لفظ امام معلوم میشود چوں ازاں حالت افاقت دست داد در لفظ امام تامل کردم معلوم شد کہ امام باصطلاح ایشاں معصوم مفترض الطاعت منصوب الخلق است ووحی باطنی در حق امام تجویز می نمایند پس در حقیقت ختم نبوت را منکر اند گو بزبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را خاتم الانبیاء می گفتہ باشند۔

اس کے بعد جناب شاہ صاحب کے قول کے شرح میں قاضی صاحب فرماتے ہیں فقیر محمد ثناء اللہ گوید کہ آنچہ حضرت تشیع را در بطلان مذہب امامیہ از جناب رسالت پناہ علیہ السلام القا شدہ وواضح گشتہ کہ عقیدہ شاں مستلزم انکار ختم نبوت است بطریق توارد بریں فقیر ہم واضح شدہ کہ فقیر آنرا در شمشیر برہنہ باستیعاب نوشتہ۔ یہ ہر دو بزرگ اُن

چاہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی رسول آئیں گے وہ آیت یہ ہے یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (اعراف - جز (۸) رکوع (۴) -) اس آیت سے یہ ثابت کرنا کہ حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد انبیا آئیں گے بہت بڑی غلطی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جماعت علوم قرآنیہ سے بالکل ناواقف ہے قرآن مجید میں انبیاء سابقین کے حالات اور واقعات بہت بیان ہوئے ہیں اُنہیں واقعات کے بیان میں یہ آیت بھی ہے اس سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر آنیکا قصہ ہے اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے انکی اولاد سے یہ خطاب کیا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ (۱۴)

کاملین علما اور واصلین خدا ایسے ہیں جنکے علم و فضل پر اُمت محمدیہ ناز و فخر کرتی ہے یہ دونوں حضرت فرماتے ہیں کہ شیعہ کا مذہب اسوجہ سے باطل ہے کہ آل اطہار اور ائمہ کبار کے ساتھ ایسا عقیدہ رکھتے ہیں جس سے ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے اس عقیدہ میں شاہ صاحب چار باتیں لکھتے ہیں (۱) امام کو معصوم جانتے ہیں (۲) اُسکی اطاعت کو فرض سمجھتے ہیں (۳) یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ مخلوق کیلئے مقرر کئے گئے ہیں (۴) وحی باطنی اُن پر اُترتی ہے ان چار باتوں میں آخر کی دو باتیں انبیاء سے مخصوص ہیں اور پہلی دو باتیں انکو لازم ہیں البتہ چوتھی بات میں اسقدر کمی ہے کہ انبیا کو ظاہری اور باطنی ہر قسم کی وحی ہوتی ہے اور امام کو صرف باطنی ہوتی ہے مگر باوجود اس کمی کے اُنکے عقیدہ کو انکار ختم نبوت لازم ہے اور یہ دونوں حضرات کاملین شیعہ کو منکر ختم نبوت فرماتے ہیں اُنکے کلام سے یہ بھی ظاہر ہے کہ خاتم النبیین کے معنے آخر النبیین کے ہیں اور وہ نبی تشریعی یا غیر تشریعی جسطرح کا ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے خاتم ہیں کیونکہ شیعہ اماموں کو تشریعی نبی نہیں جانتے ۔

مرزائی حضرات تو مرزا صاحب کو رسول بلکہ انبیاء اُولو العزم سے افضل اعتقاد کرتے ہیں اور کامل وحی الٰہی کا انپر اُترنا انکے عقیدہ میں ہے مرزا صاحب تو نزول وحی کا اسطرح دعوی کرتے ہیں کہ کسی نبی نے نہیں کیا چنانچہ حقیقۃ الوحی میں لکھتے ہیں (بعد میں جو خدا کی وحی بارش کیطرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا) ملاحظہ کیا جائے کہ بارش کیطرح نزول وحی کا دعوی کسی نبی نے نہیں کیا مگر مرزا صاحب کرتے ہیں اُس کے ساتھ صاف طور سے یہ بھی لکھتے ہیں کہ صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا ۔

اسلئے بموجب ارشاد شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ و قاضی ثناء اللہ علیہ الرحمہ بھی مرزائی حضرات منکر ختم نبوت ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے گو زبان سے اسکا اظہار کریں اور اپنے اشتہاروں اور رسالوں میں چھاپیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں جب کوئی دریافت کرتا ہے کہ جب تم مرزا کو نبی مانتے ہو تو پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے خاتم الانبیاء

اے بنی آدم میرے رسول تمھارے پاس آئیں گے اور میری باتیں تم سے کہیں گے پھر جس نے اُنہیں مانا اور اُسپر عمل کیا اُسے کچھ خوف وخطر نہیں ہے اور جس نے نہ مانا وہ ہمیشہ جہنم میں رہیگا اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے بعض اُن انبیاء کا ذکر کیا جو اس عام حکم سنانیکے بعد آئے یعنے حضرت نوحؑ - حضرت ہودؑ - حضرت صالحؑ - حضرت لوطؑ حضرت شعیبؑ - حضرت موسیٰ علیہم السلام - اس سے ظاہر ہے کہ اس آیت میں اُسی وقت کا ذکر ہی اس کے علاوہ اگر قرآن مجید پر نظر ہی تو سورۂ بقر پارۂ اول رکوع (۴) میں ذیل کی آیت کو ملاحظہ کیجئے جسمیں یہی مضمون ہی مگر اسطرح کہ میرے بیان کی اُس سے پوری تصدیق ہو جاتی ہی وہ آیت یہ ہے فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (سورۂ بقر پارۂ اول رکوع (۴) ترجمہ یعنے آدمؑ نے خدا سے چند کلمات سیکھے اور خدا نے اُسپر مہربانی کی اور وہ بڑا مہربان ہی ہمنے آدم اور اُسکی اولاد سے کہا کہ تم سب جنت سے چلی جاؤ اور جب میری ہدایات آئیں تو جو اُنکو مانیگا اُس پر کسی قسم کا اندیشہ اور تکلیف نہو گی البتہ جو نہ مانیں گے اور اُنکی تکذیب کریں گے وہ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں جلیں گے یہ آیت اور سورۂ اعراف کی آیت دونوں مضمون کے

بقیہ حاشیہ صفحہ (۱۴)

تو بسبب جہالت اور کم علمی کے عجیب عجیب طرحکی باتیں بناتے ہیں - حاصل یہ کہ خلاف قرآن و احادیث صحیحہ اور محاورہ عرب کے خاتم النبین کے معنے قرار دے رکھے ہیں اور خوش ہیں اور کسی وقت کہتے ہیں کہ ظلی نبی ہیں اصلی نہیں ہیں مگر وہ یہ بتائیں کہ جب مرزا صاحب اپنے اوپر نزول وحی کا یہ زور بیان کرتے ہیں کہ کسی اولو العزم نبی نے بھی بیان نہیں کیا اور یہ بھی دعوی ہے کہ صریح طور سے مجھے نبی کا خطاب دیا گیا پھر اصلی نبی میں اس سے زیادہ کیا ہوتا ہے جو اُس سے انکار کیا جاتا ہی الغرض انہیں شبہ نہیں کہ مرزا صاحب علانیہ دعویٰ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں اور صاف طور سے ختم نبوت کے منکر ہیں اور عوام کے دھوکہ دینے کو باتیں بناتے ہیں رسالہ ختم نبوت مطبوعۂ اخبار اہل فقہ امرتسر میں عمدگی سے اُسکی تفصیل کی ہی -

لے قرآن مجید میں جو کامل مہارت رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس آیت میں اُمت محمدیہ سے خطاب نہیں ہوا -

اعتبار سے ایک ہیں اور معنی اور حاصل میں کچھ فرق نہیں ہے البتہ کچھ لفظوں کا اختلاف ہے اور جب اس آیت میں صاف ہے۔ کہ یہ خطاب حضرت آدمؑ کو جنت سے جدا ہونیکے وقت کیا گیا تھا اسلئے سورۂ اعراف کی اس آیت کے خطاب کا وقت بھی یہی ہے کیونکہ یہ دونوں ایک ہیں الغرض آیت کا مضمون اور اُس کے بعض لفظ اور قرآن مجید کی دوسری آیت اس بات کی کامل شہادت دیتی ہے کہ سورۂ اعراف کی آیت مذکورہ میں اُمت محمدیہ سے خطاب نہیں ہے بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت میں اُنکی اولاد سے خطاب ہے اب اس کی تائید حدیث سے بھی ملاحظہ کریجئے۔

تفسیر دُر منثور میں ہے۔ اخرج ابن جریر عن ابی یسار السلمی قال ان اللہ تبارک و تعالیٰ جَعَلَ اٰدَمَ وَ ذُرِّیَّتَہٗ فِیْ کَفِّہٖ فَقَالَ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی الخ اس روایت میں خاص اُسی آیت کی تفسیر ہے جسکا ذکر ہو رہا ہے اور نہایت صفائی سے وہی تفسیر کی ہے جو ہم نے بیان کی ہے یعنی اُس آیت میں اُمت محمدیہ سے خاص خطاب نہیں ہے بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت میں یہ خطاب کیا گیا ہے اور اُس کی صورت خیالی اس روایت میں بیان کی گئی ہے چونکہ مرزا صاحب نے اس تفسیر سے بہت حوالے دیئے ہیں اس لئے اس تفسیر سے لکھنا میں نے مناسب سمجھا اس تفسیر کے علاوہ جب خاتم النبیین کے معنی محاورہ عرب اور احادیث صحیحہ سے معلوم ہوئے کہ آخر النبیین کے ہیں تو آیت وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ نے قطعی فیصلہ کر دیا کہ سورۂ اعراف کی آیت میں قیامت تک کے نبی آدم مراد نہیں ہیں بلکہ خاص حضرت آدم علیہ السلام کے وقت کا ذکر ہی کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے اب اہل علم انصاف پسند جماعت احمدیہ کے ہر گروہ کی قرآن دانی معلوم کرلیں کہ قرآن مجید کے معنی سے کسقدر نا آشنا ہیں اور نص قطعی کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں اور عوام کو دھوکہ دینے کو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ

اور شیخ محی الدین عربی رضی اللہ عنہ کا قول پیش کرتے ہیں مگر نص قطعی اور احادیث صحیحہ کے خلاف ان حضرات کا قول پیش کرنا یہ دعویٰ کرنا ہے کہ ان مقدس حضرات نے صریح قرآن و حدیث کے خلاف ایک بات کہی" مگر یہ بڑی غلطی ہے ان بزرگوں کے شان نہایت اعلیٰ و ارفع ہے اُن کا کوئی کلام خلاف قرآن و حدیث کے نہیں ہو سکتا جو حضرات صوفیہ کے اصطلات نہیں جانتے اور اُنکی حالات سے واقف نہیں ہیں اُنھیں یہ منصب نہیں ہے کہ اپنے دعوے کی دلیل میں اُن کے کلام کو پیش کریں اس کی تفصیل دوسرے رسالہ میں کیجائے[1] گی جو خاص ختم نبوت کے بحث میں لکھا جائیگا انشاء اللہ تعالے یہاں اس کا بھید معلوم کرنا چاہیئے کہ جب خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہیں یعنی سب انبیاء کے بعد آنیوالا تو اس میں کیا خوبی اور نعمت ہوئی بلکہ خوبی تو اسمیں ہی تھی کہ آپ کے بعد آپ کی شریعت کے پیرو بہت سے انبیاء آتے جسطرح حضرت موسیٰؑ کے بعد شریعت موسوی کے پیرو بہت انبیاء ہی آئے۔ یہ خیال ظاہر میں کم علم کو ہو سکتا ہی مگر جنکو فضل خداوندی نے اسرار شریعت پر آگاہی دی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود با جود سب کے بعد اس لئے ہوا کہ آپ کی ذات مقدس سے اللہ تعالیٰ کو دین کا کمال منظور تھا آپ کو شریعت کاملہ دی گئی اور ارشاد ہوا الیوم اکملت لکم دینکم الخ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کے وقت سے لیکر حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ تک دنیا کے لوگ اس لائق نہ تھے کہ اُنھیں کامل شریعت دیجاتی پہلے انبیاء جس قدر آئے وہ سب بمنزلہ مقدمۃ الجیش کے تھے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سلطان الانبیاء ہیں تمام انبیاء سابقین نے آہستہ آہستہ آراستہ اور اس لائق کیا کہ شریعت کاملہ دیجائے اس لئے سب کے بعد آنیوالے کی زیادہ عظمت

[1] اس وقت جیسے دیکھنا ہو وہ رسالہ ختم نبوت مطبوعہ مطبع اخبار اہل فقہ امرت سر ملاحظہ کرے اُسمیں تفصیل سے اس کا جواب دیا ہے اور خوب لکھا ہے۔

ہونی چاہیئے کیونکہ اُس کے ذریعہ سے شریعت کاملہ مخلوق کو ملے جو اصل مقصود ارسال انبیاء ہے چونکہ آپ مظہر کامل صفت رحمت کے ہیں اور رحمۃ للعالمین آپ کا خطاب ہے اس کا مقتضا یہ ہوا کہ آپ کے بعد نبوت کا مرتبہ کسی کو نہ دیا جائے کیونکہ شرعی نبی وہی ہے کہ جس کا منکر کافر ہے یعنی وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اب اگر آپ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو حسب عادت قدیمہ ضرور بہت لوگ ایسے ہوتے کہ حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے ہوتے اور اس نبی پہ ایمان نہ لاتے جو آپ کے بعد ہوا اور اسوجہ سے وہ دائمی عذاب کے مستحق ہوتے یہ آپ کے شان رحمت کے بالکل خلاف تھا کہ آپ کو مانکر کیوجہ سے دائمی عذاب میں مبتلا رہے یہ نہیں ہو سکتا اس لئے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا مگر آپ کی اُمت کے علمائے کاملین کی عظمت وشان وہی ہے جو انبیاء کی ہونی چاہیئے۔

علامہ سیوطی خصائص کبریٰ میں امت محمدیہ کی خصوصیات میں یہ بھی لکھتے ہیں علمائھم کانبیاء بنی اسرائیل یعنی امت محمدی کے علماء بنی اسرائیل کے مانند ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے علماء کی شان میں فرمایا العلماء ورثۃ الانبیاء اور یہ بھی فرمایا۔ فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادنٰکم۔ یہ ظاہر ہے کہ انبیاء کا ترکہ مال و دولت نہیں ہوتا یہی عظمت اور بزرگی اور علم اُن کا ترکہ ہے اس لئے حدیث کے یہ معنی ہوئے کہ انبیاء کی شان اور عظمت اور ہدایت

لہ امام احمد نے اپنے مسند میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد لکھا ہے۔ الابدال فی ھذہ الامۃ ثلاثون مثل ابراھیم خلیل الرحمٰن کلما مات رجل ابدل اللہ مکانہ رجلا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس امت میں تیس ابدال ابراہیم خلیل اللہ کے مثل ہوتے رہینگے اُن میں سے جب ایک کا انتقال ہوا کریگا اُسکی جگہ دوسرا اُس کے قایم مقام ہوگا یعنی ایسے بزرگ ذی مرتبہ سے امت محمدیہ خالی نہیں رہیگی یہاں اُن بزرگونکو حضرت ابراہیم کے مثل کہا ہے اس سے کوئی صاحب یہ خیال نہ کریں کہ اُن کا مرتبہ بعینہٖ حضرت ابراہیم کا سا ہوگا اور وہ ظلی اور بروزی نبی حضرت ابراہیم کے مثل ہوں گے اور اُن کا منکر کافر ہے استغفر اللہ یہ ہرگز نہیں ہے بلکہ جسطرح مثال دیجاتی ہے کہ زید کالاسد یعنی زید شیر کے مانند ہے اس مثال سے یہ غرض ہرگز نہیں ہوتی کہ جو حالتیں اور خواص شیر کی ہیں وہ سب یا اکثر زید میں ہیں

وعلم علماء کو ملتی ہے جب علماء امت کی شان انبیاء کی شان سی ہوئی تو جسطرح حضرت موسیٰؑ کے بعد انبیاء کے ہونے سے حضرت موسیٰؑ کی عظمت معلوم ہوتی ہے اسی طرح یہاں علمائے کاملین سے آپ کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے البتہ یہ فرق ہے کہ حضرت رحمۃ للعالمینؐ کو مانکر پھر کسی بزرگ اور عالم کے نہ ماننے سے دائمی عذاب کا مستحق نہیں ہو سکتا اور حضرت موسیٰؑ کو مانکر اُن کے بعد کے نبی کو نہ ماننے سے عذاب دائمی کا مستحق ہے مثلاً یہود حضرت موسیٰؑ کو مانتے ہیں مگر حضرت عیسیٰؑ کے نہ ماننے سے کافر ہیں اس فرق سے حضرت رحمۃ للعالمینؐ کی شان بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے دوسری حدیث سے تو علمائے کاملین کی بہت ہی بڑی عظمت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اُنکی فضیلت کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فضیلت کے مشابہ فرماتے ہیں۔

اب خیال کرنا چاہیئے کہ اس فضیلت کی کیا انتہا ہے اللہ اکبر یہ خیال کہ اگر نبوت ختم ہوجائے تو خدا تعالیٰ کی صفتِ کلام معطل[1] ہوجائے گی جاہلانہ خیال ہے ذرا غور کرو کہ خدا تعالیٰ کی ذات پاک ازلی وابدی ہے اسیطرح اُس کی صفات ازلی وابدی ہیں اور انسان کا وجود اور اس نبوت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے چلا جنکی نبوت کو آٹھ نو ہزار برس سے زیادہ نہیں ہوا اس سے پہلے نبوت کا سلسلہ نہ تھا اُس وقت

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ
پائی جاتی ہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ شیر کی ایک خاص صفت جو انسان کے مناسب اور اُسکے لئے خوبی ہوسکتی ہے وہ ایک حد تک زید میں پائی جاتی ہے اسیطرح انکی ابدال میں قرب خداوندی اور خلعت حضرت ابراہیم کے مشابہ ہوگی۔ مگر جس قسم کے دعوے مرزا صاحب نے کئے یہ ہرگز نہ کریں گے۔ الغرض امت محمدیہ میں ولایت اور نبوت کے مشابہ کمالات ہوں گے جسکی وجہ سے العلماء ورثۃ الانبیاء اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ کہا جا سکے مگر نبوت کا وہ خاص درجہ جسکی وجہ سے اسکا منکر کافر ہوجاتا ہے کسیکو نہیں دیا جائے گا اور اس کی وجہ وہی ہے کہ آپ کی شان رحمت کے منافی ہے۔

[1] یہ شبہ بعینہ وہی ہے جو دہریہ وقائلین قِدَمِ عالَم کرتے ہیں۔ کہ عالم قدیم ہے اس لئے کہ عالم حادث ہو تو تعطل باری لازم آئے گا۔ یعنی عالم کے وجود کے قبل خدا معطل تھا اور تعطل باری محال ہے اس لئے عالم قدیم ہے۔

اس کی صفت کلامیہ کا کیا حال تھا اگر اس نبوت کے ختم ہو جانے سے اُس کی صفت کا معطل ہو جانا لازم آئے تو حضرت آدم علیہ السلام کے وجود سے پہلے تو اس نبوت کا سلسلہ ہی نہ تھا تو اس خیال کے بموجب اُس غیر متناہی زمانے میں خدائے پاک کی یہ صفت معطل رہی مگر اس خیال کی بنیاد محض نادانی اور ناواقفی ہی خدا کی مقربین فرشتے ہیں جن سے وہ ہمیشہ کلام کرتا رہا ہے اور کرتا رہیگا ان کے علاوہ خدا کی مخلوق کا احاطہ انسان نہیں کرسکتا۔ وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا۔ اُس کا ارشاد ہے پھر یہ بھی نہیں معلوم کہ اُس کا کلام کس کس طرح ہوتا ہے اور کون کون بندے اُس سے ممتاز ہوتے ہیں انسان کا علم اس کا احاطہ نہیں کرسکتا مگر اس قدر کہتے ہیں کہ اُس کے مخصوص فرشتے اور خاص خاص اولیاء اللہ اس کے خطاب اور کلام سے ممتاز ہوتے رہتے ہیں اور ہوتے رہیں گے[۱] اسکے لئے رسالت اور نبوت کی ضرورت نہیں ہے اس بیان کے بعد برادران اسلام کی خیر خواہی اس پر آمادہ کرتی ہے کہ اس رسالہ کے پہلے دو حصوں میں مرزا صاحب کے کاذب ہونیکی جو دلیلیں صراحتاً یا ضمناً بیان کی گئی ہیں اُنکو مستقل طور سے دوسرے پیرایہ سے طالبین حق پر ظاہر کروں اور اس کی ضرورت اس لئے زیادہ ہے کہ بعض دلیلیں اُن حصوں میں ایسی لکھی گئی ہیں کہ ہر ایک شخص یہ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کوئی مستقل دلیل ہے بلکہ ضمنی بات خیال کرے گا۔

پھر حضرات مرزائی بھلا اسطرف کیا توجہ کریں گے اور کیا سمجھیں گے جو دلائل صاف طور سے مذکور ہو چکے ہیں انھیں ذکر کرنا اس لئے ضرور ہے کہ ان کے جواب میں مرزا صاحب یا ان کے خلیفہ صاحب نے یا کسی دوسرے احمدی نے جو کچھ کہا ہے اسکی حالت کو خوب روشن کرکے دکھایا جائے تاکہ مرزا صاحب کے دعوی کی غلطی بندگان خدا پر آفتاب کی طرح روشن ہو جائے اور جو سچائی کے طالب ہیں انھیں حق کے قبول کرنیمیں کوئی عذر نہ رہے۔

[۱] چنانچہ مرزا صاحب حقیقۃ الوحی میں لکھتے ہیں کہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ اور مخاطبہ الٰہی سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے۔

مرزا صاحب کے کاذب ہونیکی روشن دلیلیں

پہلی دلیل قرآن مجید کی صریح آیت اور متعدد صحیح حدیثوں سے ثابت کر کے دکھا دیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور جو نبوت کا دعویٰ کریگا وہ جھوٹا ہوگا مرزا صاحب نے نبوت و رسالت کا دعویٰ[1] کیا اور اُن کے مریدین انھیں نبی مانتے ہیں اور اُن کے خاص اخباروں میں انھیں خاتم الانبیاء جلی قلم سے لکھا جاتا ہے اس لیئے قرآن مجید کی نص قطعی اور صحیح حدیثوں کے بموجب مرزا صاحب کاذب ٹھیرے اس کا خوب خیال رہے کہ یہاں نبی سے مراد وہی نبی ہے جسے قرآن و حدیث میں نبی کہا ہے جس کے انکار سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے صوفیہ کے اصطلاح سے یہاں بحث نہیں ہے اصطلاحی نبی کے منکر کو حضرات صوفیہ نے کافر نہیں کہا ہے۔ شیخ عبد القادر جیلانی رضؓ اور حضرت معین الدین چشتی رحؒ جو نہایت عالی مرتبہ بزرگوں میں گذرے ہیں جنکے نشانات اور مکاشفات نہایت کثرت سے ہیں اُن کے منکر کو بھی کسی نے کافر نہیں کہا مگر مرزا صاحب تو اپنے منکر کو

[1] مرزا صاحب کی اکثر باتیں پیچیدار ہوتی ہیں صادقوں کی سی صفائی کسی بات میں نہیں ہے اسیطرح اس دعوے میں بھی اُن کے اقوال متعارض ہیں یہاں اُن کے بعض اقوال نقل کیئے جاتے ہیں جن سے اُن کا دعویٰ نبوت ظاہر ہے یہ اقوال تین طرح کے ہیں ایکؔ یہ کہ صاف طور سے وہ اپنے رسول ہونے کے الہامات بیان کرتے ہیں دوسرؔے یہ کہ بعض اولوالعزم انبیاء سے اپنے آپ کو افضل کہتے ہیں۔ تیسرؔے یہ کہ وہ اپنے منکر کو کافر اور مستحق سزا سمجھتے ہیں۔ پہلے طریق کا اثبات۔ بعض الہامات مرزا صاحب نے الاستفتاء کے خاتمہ میں نقل کیئے ہیں اُنمیں یہ الہام بھی ہے (۱) انک لمن المرسلین علی صراط المستقیم بلاشبہ تو رسولوں میں سے ہے سیدھے راستہ پر یہ بعینہ ویسا ہی الہام ہے جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی نسبت قرآن مجید میں کیا گیا کوئی فرق نہیں ہے اس قول سے نہایت تاکید کے ساتھ ویسے ہی رسالت ثابت ہوتی ہے جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (۲) رسالہ دافع البلاء مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان میں ہے۔ سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ دیکھا جائے کہ کس صفائی سے دعویٰ رسالت ہے اس قسم کے بہت اقوال ہیں۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۹۱،۲۹ - اور اعجاز احمدی وغیرہ ملاحظہ

کافر کہتے ہیں اور اُن کے خلیفہ اور بیٹے کا بڑا زور ہے کہ مرزا صاحب کے منکرین سب کافر ہیں البتہ "بعض مرزائی" اس سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے ہیں مگر کسی احمدی ذی علم کی زبان سے یا قلم سے یہ جملہ نکلنا بجز کسی پالیسی کے نہیں ہو سکتا کیونکہ مرزا صاحب اور اُن کے خلیفہ کے صریح اقوال اور تمام مرزائیوں کے افعال اس بات کے شاہد ہیں کہ وہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو جو احمدی نہیں ہیں مسلمان نہیں جانتے ملاحظہ کیا جائے کہ جو غیر احمدی حضرات کو کافر کہنے سے انکار کرتے ہیں وہ کسیوقت غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے جس مقام پر دو چار احمدی ہوں اور عید کی نماز ہو اسوقت بھی وہ ہزاروں کی جماعت کو چھوڑ کر علیحدہ نماز پڑھتے ہیں اور پھر اسقدر اصرار ہے کہ حاکم وقت سے استغاثہ کرتے ہیں اور باہم لڑتے ہیں اسبات پر کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔

کیا جائے۔ دوسرے طرز کے اثبات میں اُنکے اقوال ملاحظہ کئے جائیں۔ (۱) اسی رسالہ دافع البلاء میں ہے خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے اور اسکا نام غلام احمد رکھا۔ (۲) پھر اُس میں کہتے ہیں ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ؎ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ (۳) اینک منم کہ حسب بشارات آمدم ؎ عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم ملاحظہ کیا جائے کہ مرزا صاحب نے اس پر بس نہیں کی کہ اپنی فضیلت ایک اولوالعزم نبی پر ثابت کرتے بلکہ ایسے ذیشان رسول کی تحقیر کرنے لگے جنکے قلب میں ایمان ہے وہ اس شعر کے دوسرے مصرعہ پر غور کریں کہ کیسی بے ادبی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یاد کرتے ہیں حضرت سرور انبیاء علیہ السلام کا تو ارشاد تعلیم ادب کیغرض سے یہ ہے کہ مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو اور مرزا صاحب نہایت زور سے اپنی ہر شان کو حضرت مسیح سے افضل کہکر اُن کی تحقیر کرتے ہیں جب اُن کا یہ دعویٰ ہے تو پھر اس کہنے کے کیا معنی کہ انھیں نبوت مستقلہ کا دعویٰ نہیں ہے بلکہ ظلی نبوت اور شعبہ نبوت کا دعویٰ ہے۔

بھائیو جب حضرت مسیح جو اولوالعزم انبیاء میں ہیں جنکا مستقل رسول خدا ہونا قرآن مجید کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہے جنکی شان میں وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُن سے مرزا صاحب اپنے آپکو ہر طرح افضل بتاتے ہیں تو پھر نہایت ظاہر ہے کہ مستقل رسالت کا دعویٰ ہے بلکہ بعض اولوالعزم انبیاء سے بھی بڑھا ہوا اپنے آپ کو خیال کرتے ہیں اب کسی وقت ظلی اور بروزی کہدینا اور حقیقی نبوت سے انکار کرنا اس غرض سے معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت اُن کے نبی ہونے پر اعتراض کیا جائے کہدیا جائے کہ ہم حقیقی نبی ہونیکا دعویٰ نہیں کرتے۔ تیسرے طرز کا ثبوت مرزا صاحب کے فرزند محمود احمد کا رسالہ تشحیذ الاذہان جلد ۶۔ بابت ماہ اپریل ۱۹۱۱ء دیکھا جائے اُس میں نہایت زور کے ساتھ مرزا صاحب کے صریح اقوال سے ثابت کیا ہے کہ دنیا میں ۲۲ کروڑ بلکہ ۴۰ کروڑ مسلمان جو نہیں

ہم اپنی جماعت علیحدہ کریں گے اُن کی جماعت کا کیسا ہی فاسق و فاجر ہو اُس کے پیچھے نماز پڑھیں گے غیر احمدی کو بیٹی دینا بالکل حرام سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۸ مطبوعہ قادیان ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء میں مرزا صاحب لکھتے ہیں یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر و مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اب جو شخص اس قول پر عمل کر رہا ہے اور اس کے خلاف وہ کسی وقت اور کسی حالت میں نہیں کرتا تو بالضرور وہ غیر احمدیوں کو کافر جانتا ہے مسلمان اگرچہ فاسق ہو مگر اس کے پیچھے نماز پڑھنا قطعی حرام نہیں ہے۔ جو اخبار خلیفۃ المسیح کے دربار سے نکلتا ہے اُسمیں صاف لکھا ہے کہ جو غیر احمدی کو اپنی بیٹی دے وہ احمدی نہیں ہے یہ باتیں نہایت صفائی سے شہادت دے رہی ہیں کہ تمام مرزائی مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں[1] کو کافر سمجھتے ہیں مگر بعض حضرات کسی مصلحت سے اپنے خیال اور عقیدہ کے خلاف ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کسی اہل قبلہ غیر احمدی کو کافر نہیں کہتے اُن کی خلاف گوئی کی نہایت ظاہر وجہ یہ ہے کہ تمام احمدی مرزا صاحب پر ایمان لائے ہیں اُنھیں نبی اور مسیح موعود مانتے ہیں اور مرزا صاحب اپنی آخری کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳ میں اپنے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔

جسنے مرزا صاحب کے دعویکو نہیں مانا وہ کافر ہے چنانچہ مرزا صاحب کی ایک عبارت اسمیں یہ ہے۔ ہر ایک شخص جسکو میری دعوت پہنچی ہے اُس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے اسی طرح ان کی آخری کتاب حقیقۃ الوحی سے بھی ظاہر ہے الغرض اسمیں شبہ نہیں کہ مرزا صاحب اپنے منکر کو کافر کہتے ہیں اور اب اُن کے خلیفہ کا بھی یہی قول ہے اور یہ عقیدہ اجماعیہ ہے کہ کسی شخص کے انکار سے کافر نہیں ہوتا جب تک وہ خدا کا رسول نہ ہو اور جب مرزا صاحب نے اپنے منکر کو کافر کہا تو نہایت صفائی سے اپنے رسول مستقل ہونیکا دعوی کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے منکر ہوئے اب اس کے خلاف کوئی قول اُنکا پیش کرنا خود اُنھیں اور اُن کے خلیفہ اور اُن کے بیٹے کو جھوٹا کہنا ہے اسمیں خوب غور کرو۔ ۱۲

[1] ابتو ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء سے مرزا صاحب کے جانشین اُن کے بیٹے میاں محمود احمد ہوتے ہیں جنہوں نے اپنے خاص رسالہ میں تمام دنیا کے کروڑہا مسلمانوں کو کافر ٹھیرایا ہے جو مرزا صاحب پر ایمان نہیں لاتے۔ رسالہ تشحیذ الاذہان بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء ملاحظہ ہو۔ ۱۲

اپنے کسی مرید کا سوال نقل کر کے اس کا جواب دیتے ہیں ملاحظہ ہو۔

سوال ۶

حضور عالی نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ علاوہ اُن مومنوں کے جو آپ کی تکفیر کر کے کافر بنجائیں صرف آپ کے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا لیکن عبدالحکیم خاں کو آپ لکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص جسکو میری دعوت پھونچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اس بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے یعنی پہلے آپ تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا اور اب آپ لکھتے ہیں کہ میرے انکار سے کافر ہو جاتا ہے۔

الجواب

یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والیکو دو قسم کے انسان ٹھیراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افترا کرنیوالا سب کافروں سے بڑھکر کافر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ ۔ یعنی بڑے کافر دو ہی ہیں ایک خدا پر افترا کرنیوالا، دوسرا خدا کے کلام کی تکذیب کرنیوالا۔ پس جب کہ میں نے ایک مکذب کے نزدیک خدا پر افترا کیا ہے اسصورت میں نہ میں صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا اور اگر میں مفتری نہیں تو بلاشبہ وہ کفر اُسپر پڑیگا جیسا کہ اللہ تعالےٰ اس آیت میں خود فرماتا ہے علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا

خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ الخ۔

بنظر انصاف دیکھا جائے کہ مرزا صاحب اصل سوال کا جواب نہیں[1] دیتے بلکہ مختلف طور سے اپنے نہ ماننے والیکو کافر کہتے ہیں چونکہ سائل کا یہ خیال ہے کہ جو مرزا صاحب کی تکفیر کرتا ہے تو بمقتضائے حدیث شریف کے وہ خود کافر ہو جاتا ہے اور جو تکفیر نہیں کرتا صرف منکر ہے اُسے کافر نہ ہونا چاہیئے اس لئے مرزا صاحب اُس کے خیال کو غلط ٹھیرا کر یہ کہتے ہیں کہ کافر کہنے والے اور انکار کرنیوالے دونوں کافر ہیں کیونکہ جو میرا منکر ہے وہ مجھے مفتری علی اللہ سمجھتا ہے اور ایسا مفتری بہت بڑا کافر ہے غرضکہ جو میرا منکر ہے وہ بھی مجھے کافر سمجھتا ہے اور چونکہ میں مفتری نہیں ہوں اس لئے وہ خود کافر ہو جاتا ہے دوسری وجہ اس کے کفر کے علاوہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا یعنی جو میرا منکر ہے وہ خدا اور رسول کا بھی منکر ہے غرضکہ اس جواب سے نہایت ظاہر ہے کہ مرزا صاحب اپنے منکر کو کافر کہتے ہیں اور کافر کے یہ معنی نہیں ہیں کہ منکر امام ہیں بلکہ اُسے منکر خدا اور رسول کہتے ہیں کیونکہ مرزا صاحب صاف لکھتے ہیں کہ جو مجھے نہیں[2] مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳

[1] کیونکہ سوال کا حاصل یہ ہے کہ پہلے بہت رسالوں میں آپ نے تمام اہل قبلہ کو مسلمان ٹھیرایا ہے خواہ آپ کا منکر ہو یا نہ ہو اور اب آپ اپنے منکر کو کافر کہتے ہیں یعنی آپ کے کلام میں تناقض ہے مرزا صاحب نے اسکا جواب کچھ نہیں دیا اگر منکر اور کافر سے مراد منکر امام ہوتا اور مسلمان نہ ہونے سے مراد یہ ہوتا کہ کامل مسلمان نہیں ہے تو سوال کا نہایت آسان جواب یہ ہوتا کہ میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ کوئی اہل قبلہ کافر نہیں ہے اور اپنے نہ ماننے والے کی نسبت جو میں نے یہ لکھا ہے کہ وہ مسلمان نہیں ہے اس سے مقصود یہ ہے کہ مسلمان کامل الایمان نہیں ہے مگر یہ نہیں لکھا اس سے بخوبی ظاہر ہو گیا ہے کہ مرزا صاحب بجز اپنے ماننے والوں کے تمام اہل قبلہ کو کافر سمجھتے ہیں۔

[2] ناظرین مرزا صاحب کے اس قول پر نظر رکھیں اس میں بھی مرزا صاحب کامل نبوت کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ کیونکہ جس کے نہ ماننے سے خدا اور رسول کا انکار لازم آئے یہ شان مستقل سچے رسول کی ہے۔

ملاحظہ ہو۔ الغرض یہ یقینی طور سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب اپنے نہ ماننے والے کو کافر کہتے ہیں
اور یہ اوسیوقت ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب کو نبوت مستقلہ کا دعویٰ ہو اس لئے
ضرور ہے کہ جو حضرات مرزا صاحب پر ایمان لائے ہیں وہ مرزا صاحب کو
نبی اور اُن کے منکر کو کافر سمجھتے ہیں اور جب قرآن مجید کی نص صریح اور صحیح حدیثوں
سے ثابت ہو گیا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا
اس لئے مرزا صاحب کا دعویٰ خدا اور رسول کے کلام سے غلط ثابت ہوا اور یہ
ایسی غلطی ہے کہ کوئی ذی علم سچائی سے اس کا انکار نہیں کر سکتا دوسری
دلیل فیصلہ کے حصہ ۲ کی تمہید میں مرزا صاحب کے رسالہ اعجاز احمدی
اور اعجاز المسیح۔ کا ذکر کر کے یہ دکھایا ہے کہ ان رسالوں کو معجزہ کہنا محض
غلط ہے اس حصہ میں اس دعوے کی غلطی ظاہر کرنے کے بعد یہ دکھایا جائے گا
کہ مرزا صاحب کا یہ دعویٰ اُن کے کاذب ہونیکی بین دلیل ہے اور ایک طریقہ
نہیں بلکہ کئی طریقوں سے

اہل حق غور سے ملاحظہ کریں ان دونوں رسالوں کی نسبت کہا جاتا ہے کہ
جس طرح قرآن مجید جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ
نے عرب و عجم کے روبرو پیش کر کے فرمایا کہ اس کے مثل لاؤ اور
پھر یہ کہدیا کہ تم ہرگز نہ لاسکو گے اور ایسا ہی ہوا کہ کوئی اس کے مثل نہ لاسکا
اسی طرح مرزا صاحب نے یہ دو رسالے پیش کئے ایک نظم اور دوسرا نثر اور
ایسا ہی دعویٰ کیا اور کوئی اُن دونوں کے مثل نہ لاسکا۔

مناظرۂ مونگیر کی کیفیت میں جو انھوں نے مرزا صاحب کے نبوت کے
ثبوت میں قرآن مجید کی آیتیں پیش کی ہیں اُن میں وہ آیت بھی پیش کی ہے جو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رسالت کے دعوے میں پیش کی تھی یعنی

آیت وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا الخ - اب راستباز حق پسند حضرات کامل طور سے متوجہ ہوں اس کے جواب میں کئی باتیں میں کہنا چاہتا ہوں (۱) پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد اس دعوٰی سے یہ تھا کہ اسوقت اہل عرب فصاحت و بلاغتِ کلام میں اعلٰی درجہ کا کمال رکھتے تھے اور شب و روز انھیں فصیح و بلیغ نظم و نثر لکھنے کا مشغلہ تھا اور مضامین لکھکر ایک دوسرے پر فخر و مباہات کیا کرتے تھے اور دوسرے ملک کے لوگوں کو عجم کہتے تھے - یعنی بے زبان گونگے اس لئے ایسے وقت اور ان کاملین فصحا کے مقابلہ میں ایک ایسا شخص دعوی کرے جو معمولی طور سے بھی کچھ پڑھا لکھا نہ ہو اور پھر وہ فصحائے عرب جنکی حالت ابھی بیان کی گئی اس کے جواب سے عاجز ہو جائیں یہ البتہ بدیہی طور سے نہایت عظیم الشان معجزہ ہے پھر اس کا معجزہ ہونا ایک طور سے نہیں ہے بلکہ کئی طور سے ہے اسکی عبارت ایسی فصیح و بلیغ ہے کہ دوسرا کوئی فصیح و بلیغ ایسی عبارت نہیں لکھ سکتا اس کے مضامین ایسے عالی اور باعث ہدایت عالم ہیں کہ کوئی بڑے سے بڑا رفارمر اور مقنن ایسی کامل ہدایت کی باتیں اور پبلک کیلئے مفید قانون نہیں بنا سکتا اور پھر وہ قانون بھی ایسا ہو جو کسیوقت لایق منسوخ ہونیکے نہ ہو یہ صفت صرف قرآن مجید ہی میں ہے اور اس کا اقرار بڑے بڑے عقلا مخالفین اسلام نے بھی کیا ہے اس کے علاوہ قرآن مجید کا یہ دعوی کسیوقت اور کسی شخص سے خاص نہیں ہے یعنی کوئی شخص خود لکھکر پیش کرے یا کسی دوسرے کا لکھا ہوا ہو اور کسیوقت کا لکھا ہوا ہو وہ سامنے لائے یا آئندہ کوئی لکھے مگر اُس وقت اہل زبان نہ اپنا کلام پیش کر سکے نہ اپنے کسی گذشتہ بزرگ کی تحریر اس کے مثل دیکھا سکے اور اب تیرہ سو برس سے زیادہ ہو گیا مگر کوئی مخالف اُس کے مثل نہ لا سکا۔

(۳) الغرض امور ذیل کیوجہ سے قرآن مجید معجزۂ بیّنہ قرار پایا - (۱) ایسے انسان کی

زبان سے نکلا جو معمولی طریقہ سے کچھ لکھے پڑھے نہ تھے امی کہلاتے تھے (۲) جس
زبان میں قرآن مجید لکھا گیا دعوے کے وقت اُس کی فصاحت و بلاغت انسانی کمال
کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ درجہ پر پہونچی ہوئی تھی۔ (۳) اُس ملک کے رہنے والوں کو
اُسوقت اپنی زبان میں کمال پیدا کرنیکا نہایت شوق ہی نہ تھا بلکہ اُسے مایہ فخر
سمجھتے تھے (۴) پھر یہ کہ خیالی شوق ہی نہ تھا بلکہ اس کمال کو حاصل کرتے تھے
اور نظم و نثر لکھنا اُنکا مشغلہ تھا (۵) اس تحصیل کمال کیساتھ اُن کے دماغ میں
کبر بھی تھا کہ ہر ایک دوسرے کو اپنے سے زیادہ کمال میں نہیں دیکھ سکتا تھا اور
اپنے عمدہ نظم و نثر دعوے کے ساتھ عام جلسوں میں پڑھتے تھے اور بعض وقت یہ دعویٰ
بھی کرتے تھے کہ کوئی اُس کے مثل لائے جس وقت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم
پر قرآن پاک کا نزول شروع ہوا ہے اُسوقت اس قسم کے سات قصیدے سات
شخصوں کے لکھے ہوے خانہ کعبہ پر لٹکے ہوئے تھے اور جب قرآن مجید کی
فصاحت و بلاغت کو دیکھا تو وہ قصائد اتار لیئے گئے اِس بنیاد پر کہ قرآن مجید نے
اُن کی فصاحت و بلاغت کو گرد کر دیا اب وہ اس لائق نہ رہے کہ قرآن مجید کے
مقابلہ میں انھیں خانہ کعبہ پر لٹکا کر اُن پر دعویٰ کیا جاے ایسے وقت میں اُن
عربوں کے مقابلہ میں جنکا مایہ ناز فصیح و بلیغ عبارت کا لکھنا تھا قرآن مجید کا یہ دعویٰ
پیش ہوا اور اُس کے ساتھ یہ بھی کہدیا گیا کہ تم ہرگز نہ لاسکوگے باوجودیکہ جواب کے
لئے میدان نہایت وسیع رکھا گیا تھا نہ اُس کے لئے کوئی میعاد معین کی تھی نہ کسی زمانہ کی
تخصیص تھی کہ آئندہ کوئی لکھے گذشتہ کا لکھا ہوا نہ ہو بلکہ الفاظ آیت کا عموم صاف
طور سے یہ مطلب بتا رہا ہے کہ تم اس کا جواب لکھکر لاؤ۔ یا اپنے کسی اُستاد یا کسی
گذشتہ شخص کا لکھا ہوا پیش کرو۔ یا آئندہ کوئی کسیوقت لکھدے اور یہ بھی ضرور نہیں کہ
سارے قرآن کا جواب ہو بلکہ اس کی ایک ہی سورت کا جواب لاؤ غرضکہ قرآنی

تحدی ایسی عام ہے کہ مذکورہ پانچ حالتیں اُس میں داخل ہیں اب غور کیا جاے کہ ان امور کیساتھ اُن مخالفین عرب سے جواب کا طلب کرنا کسقدر غیظ وغضب کا باعث ہو سکتا ہے اور اپنے طبعی حالت کی وجہ سے اُنھیں کسقدر جواب دینے کا جوش ہوا ہوگا مگر چونکہ کلام کی فصاحت و بلاغت میں کامل مہارت رکھتے تھے اسلئے اپنے تئیں عاجز سمجھے اور نہ خود جواب دیا اور نہ کسی دوسرے کا کلام پیش کیا اور عاجز رہے اس لیے قرآن مجید معجزہ باہرہ اور اعجاز بیّنہ ٹھیرا اور اُس کے اعجاز میں کسی طرح کا شبہ نہ رہا اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دعوے کی صداقت میں اُسے پیش کیا۔

(۳) اب مرزا صاحب کے دعوی پر نظر کیا جاے اور بتایا جاے کہ یہ چھ باتیں جو قرآن مجید کے دعوے کیوقت تھیں مرزا صاحب کے دعوے کیوقت اُنمیں سے ایک بات بھی تھی؟ ہرگز نہیں مرزا صاحب امی نہ تھے اچھے لکھے پڑھے تھے اور اُن کے مقابل کے علما جنمیں اُنکا نشو ونما ہوا تھا اُنھیں عربی عبارت لکھنے کا شوق تو کیا توجہ بھی نہتھی اور یہ تو بڑی بات تھی کہ کمال درجہ فصیح و بلیغ عبارت لکھنے کا خیال ہو اور لکھنے کا مشغلہ رکھتے ہوں ایسی حالت میں اگر کسی ذی علم کو عربی ادب سے طبعی مناسبت ہو تو تھوڑی توجہ سے وہ ایسی عبارت لکھ سکتا ہے کہ دوسرے نہیں لکھ سکتے خصوصاً جس وقت یہ لکھنے والا دوسری لئے میعاد مقرر کردے اور وہ میعاد بھی اسقدر کم ہو کہ مشّاق لکھنے والیکو بھی لکھنا اور چھپوا کر بھیجدینا اس کی وسعت سے باہر ہو نہایت ظاہر ہے کہ اگر ایسی حالت میں کوئی جواب نہ دے تو اس شخص کی عربی تحریر معجزہ کسی طرح نہیں ہو سکتی بلکہ جواب نہ لکھنے کے متعدد وجوہ ہو سکتے ہیں مثلاً علما، کو عربی تحریر کیطرف توجہ نہیں ہے اس لئے نہیں لکھا یا یہ کہ لکھنے کی میعاد اس قدر کم رکھی گئی تھی کہ اس میں لکھنا اور چھپوا کر بھیجنا ممکن نہ ہو اور میعاد کے بعد بھیجنا بیکار سمجھے اس لئے نہیں لکھا یہ ایسی بدیہی باتیں ہیں

ہیں کہ کوئی صاحب عقل انکا انکار نہیں کر سکتا۔

یہ پہلی وجہ ہے مذکورہ رسالوں کے معجزہ نہ ہونیکی - اور نہایت سچی اور قوی وجہ ہے (۲) میرے بیان سے کوئی صاحب یہ نہ سمجھ لیں کہ مرزا صاحب کے دعوے کے وقت ہندوستان میں عربی تحریر کا مذاق کسی ذی علم کو نہ تھا مرزا صاحب اس فن میں اس وقت کے لحاظ سے اپنا مثل نہیں رکھتے تھے میری یہ غرض ہرگز نہیں ہے بلکہ اکثر اہل علم کے لحاظ سے کہا ہے کہ انھیں عربی نظم و نثر کی طرف توجہ نہیں تھی جن حضرات کو عربی تحریر کا مذاق ہے اور عربی نظم و نثر میں کسیقدر کمال رکھتے ہیں یا رکھتے تھے۔ وہ مرزا صاحب کی نظم و نثر سے بدرجہا زائد عمدہ عبارت لکھتے تھے - اور اب لکھ سکتے ہیں ان کی توجہ نکرنے کی نہایت روشن وجوہ بھی موجود ہیں اس میں شبہ نہیں کہ وہ توجہ وہ ذوق جو اہل عرب کو اُسوقت تھا وہ اسوقت کسی کو نہیں ہے اور نہ اُسطرح کا مشغلہ کسی کا سنا گیا. جیسا کہ اہل عرب کو تھا مگر اس فن میں ایک حد تک کمال رکھنے والے موجود ہیں اور اسوقت بھی موجود تھے مگر نہایت ظاہر ہے کہ اہل کمال جسے اُس فن میں لائق نہیں سمجھتے اُس کی تحریر کو ردّی کیطرح پھینکدیتے اور اسطرف توجہ کرنیکو وہ ننگ و عار سمجھتے ہیں اس لئے انھوں نے توجہ نہ کی یہ کہنا کہ مرزا صاحب کے دعوے کے باطل کرنیکے لئے لکھنا ضرور تھا صرف اس لئے لکھتے کہ مخلوق اس غلطی میں پڑنے سے بچے یہ کہنا میرے خیال میں کسی قدر صحیح ہے. مگر اس پر نظر کرنا ضرور ہے کہ یہ توجہ اسی وقت ہو سکتی ہے کہ علما کے قلب میں مرزا صاحب کی اور ان کے دعوے کی کوئی وقعت ہوتی یا انھیں یہ خیال ہوتا کہ ایسے بیسر و پا دعویسے کوئی گمراہ ہوگا اور جو گمراہ ہونے والے ہیں وہ ہر طرح ہوں گے - نہایت ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کے عظیم الشان دعوے غلط ثابت کر دئے گئے پھر کسی ماننے والے نے اُسے مانا ہے ہرگز نہیں ایسا ہی ان رسالون کے جوابکے

بعد ہوتا۔ ہندوستان کے ادیب اور اہل کمال کے نزدیک مرزا صاحب کی جو وقعت
ہے وہ ذیل کے دو شاہدوں سے معلوم ہو سکتی ہے (۱) ہندوستان میں عربی کے ادیب
مولوی شبلی صاحب نعمانی مشہور ہیں ان سے ان دونوں رسالوں کی حالت دریافت
کی گئی وہ لکھتے ہیں۔ قادیانی کو عربیت سے مطلق مس نہ تھا ان کا قصیدہ اور
تفسیر فاتحہ میں نے خوب دیکھی ہے نہایت جاہلانہ عبارت ہے۔ مصر کے مشہور
رسالے نے لوگوں کے اصرار سے اس کی غلطیاں بھی نہایت کثرت سے دکھائی
ہیں افسوس تو یہ ہے کہ عربیت اس قدر مفقود ہے کہ قادیانی کو ایسی جرأت ہو سکی
۵ جولائی ۱۹۱۱ء کا یہ خط ہے (۲) مولوی حکیم شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی
بھی مشہور عالم ہیں انھیں بھی عربی ادب سے پورا مذاق تھا ان سے کہا گیا کہ
اعجاز المسیح کا جواب لکھئے انھوں نے رسالہ کو دیکھکر کہا کہ اس کا جواب کیا لکھوں
جس کتاب میں نہ عمدہ مضامین ہوں نہ اس کی عبارت فصیح و بلیغ ہو اس کے جواب
میں کون ذی علم اپنی اوقات عزیز کو خراب کر سکتا ہے اگر مضامین کچھ عمدہ
ہوتے یا عبارت ہی فصیح و بلیغ ہوتی تو اس کے جواب دینے میں دل لگتا غرضکہ
کوئی ادیب ذی علم تو اس کو عمدہ اور فصیح بھی نہیں کہہ سکتا اور معجزہ کہنا تو عظیم الشان
بات ہے اور جنہیں یہ مادہ ہی نہیں ہے کہ عمدہ مضامین اور معمولی باتوں اور فصیح
اور غیر فصیح عبارت میں تمیز کر سکیں یا مرزا صاحب کی محبت نے ان کے عقل
و تمیز کو کھو دیا ہے ان کے لئے اگر سو جواب لکھے جائیں گے تو وہ ہرگز نہ مانیں گے
جیسا کہ مرزا صاحب کے متعدد باتوں میں تجربہ ہو رہا ہے کیسے کیسے صریح اقوال
انھیں کی زبان سے نکلے انھیں کے قلم سے لکھے ہوئے ان کے کاذب ہونیکے
ثبوت میں پیش کئے جاتے ہیں مگر سوائے بیہودہ باتیں بنانے کے کچھ نہیں کہتے
پھر ایسے حضرات کی خیر خواہی میں محنت کرنا بیکار ہے۔ جواب نہ لکھنے کی یہ وجہ

دوسرے حصہ میں لکھی گئی ہے حق پسند حضرات دیکھیں کیسی معقول وجہ ہے۔ اس کے جواب میں حضرات مرزائی دم نہیں مارتے مگر یہ کہتے ہیں کہ کسی نے جواب نہیں دیا۔ جناب اگر جواب نہیں دیا تو اس سے اعجاز ثابت نہیں ہوتا بلکہ اُن رسالوں کی کمال حقارت ثابت ہوتی ہے کہ اہل کمال کی لائق توجہ نہیں ہیں۔ ان شہادتوں کے علاوہ حق پسند حضرات ملاحظہ کریں کہ ان رسائل کو مصر کے فصحائے اہل زبان نے بھی نہایت حقارت کی نظر سے دیکھا اور اُن کی عبارت کی غلطیاں کثرت سے ظاہر کیں (مصر کا مشہور رسالہ المنار ملاحظہ کیا جائے) جس سے بالیقین ظاہر ہو گیا کہ ماہرین ادب کے نزدیک ان رسالوں کی تحریر فصیح و بلیغ ہرگز نہیں ہے بلکہ اُس سے ادنیٰ مرتبہ یہ ہے کہ صرف و نحو کے قواعد کی رو سے عبارت صحیح ہو وہ بھی نہیں ہے اور جب فصاحت و بلاغت کے درجہ سے بھی گری ہوئی ہے تو اعجاز کی حد تو بہت بلند ہے وہاں تک کیونکر پہنچ سکتی ہے اسپر علاوہ یہ ہے کہ اُن کے مضامین بھی عالی اور مفید نہیں ہیں کہ اُن کی عمدگی کیوجہ اُن کی طرف توجہ ہو جب ان رسالوں کی یہ حالت ہے تو انسانی نیچر کا اقتضا یہ ہے کہ ایسی لچر تحریر کیطرف اہل کمال کی توجہ نہ ہو اگرچہ ناواقف کیسا ہی عمدہ اسے سمجھے مگر اہل کمال اُس کے طرف توجہ کرنا عار سمجھتے ہیں اس لئے اُن رسالوں کی طرف کسی ذی علم صاحب کمال نے توجہ نہ کی یہ ایسی روشن وجہ ہے کہ کوئی حق پسند اس سے انکار نہیں کر سکتا۔

یہ دوسری وجہ ہے۔ ان رسالوں کے جواب نہ لکھے جانیکی۔

اب انھیں معجزہ خیال کرنا کسی صاحب عقل کا کام نہیں ہے یہ کہنا کہ جب یہ رسالے فصیح و بلیغ نہ تھے تو اُن کا جواب لکھنا زیادہ آسان تھا ان پھر کیوں نہ جواب لکھا گیا سخت نادانی ہے۔ افسوس ہے کہ جو مرزا صاحب کے معتقد ہو گئے ہیں

اُن کی عقل کی حالت بعینہ ایسی ہوگئی ہے جیسا تثلیث پرست عیسائیوں کی کہ دنیا کی باتوں میں اگرچہ وہ کیسے ہی دانشمند اور ذی رائے ہیں مگر تثلیث کے ماننے پر نجات کو منحصر جانتے ہیں اور کیسی یقینی اور روشن دلیلوں سے اُس غلط ثابت کیا گیا اور کیا جاتا ہے مگر وہ اپنے غلط اعتقاد سے نہیں ہٹتے اسیطرح مرزائیوں کا حال ہے کہ مرزا صاحب کے کاذب ہونیکی کیسی روشن اور کھلی کھلی دلیلیں پیش ہو رہی ہیں پر ایک نہیں سنتے اگر کسی کو شبہ ہو اور کسی مرزائی نے کوئی لچر اور مہمل سی بات اُسکے جواب میں کہدی اُسے وہ فوراً ماننے لگتے ہیں اور اہل حق کیسی ہی سچی اور محقق بات کہے مگر وہ خیال بھی نہیں کرتے ہیں کہ رہا ہونکہ اہل کمال کا نیچرل اقتضا یہ ہے کہ ایسی تحریر کیطرف اُن کی توجہ نہیں ہو سکتی بلکہ

اُس طرف توجہ کرنے کو عار سمجھتے ہیں پھر وہ حضرات کیوں قلم اٹھانے لگے یہی آسمانی مانع ہے جسکو مرزا صاحب نے عوام کے خوش کرنے کے لئے الہام کے پیرایہ میں ظاہر کیا ہے اس بے توجہی سے اُن رسالوں کا معجزہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ کمال درجہ کی اُن کی بیوقعتی ثابت کرتا ہے کہ اہل کمال نے اونھیں نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھا اور قابل توجہ نہ سمجھا۔

(۵) اس کے علاوہ اہل کمال صاحب قلب اُن کے طول طویل متقضاد تحریروں کو دیکھکر اور اُن کے اثر میں ظلمت قلب کا معائنہ کرکے اُن کی تحریروں سے اجتناب کرتے ہیں اور بعض تو انھیں مجنون ہی خیال کرتے ہیں اور جو کوئی اُن کے جواب کیطرف توجہ کرے اُسے روکتے ہیں چنانچہ مولف سوانح احمدی صفحہ ۲۳ میں لکھتے ہیں جب یہ کتاب چھپ رہی تھی اُسوقت ایک بزرگ باشندہ پنجاب جو پہلے مجدد وقت ہونیکے دعویدار تھے اور اب جھٹ پٹ ترقی کرکے مسیح موعود ہونیکے دعویدار ہو بیٹھے پہلے تو اُس دعوے کو خلاف اپنے اعتقاد قدیم کے دیکھکر مجھکو بھی تعجب ہوا تھا مگر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مسیح موعود بنی آدم میں

ایک فرد واحد ہے اُس کا ثانی نہ آجتک کوئی پیدا ہوا اور نہ آئندہ پیدا ہوگا اُن بزرگ کا یہ کہنا کہ میں مسیح موعود ہوں مجھکو قبول کرو۔ ٹھیک ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک دیوانہ آدمی یہ کہے کہ میں ہندوستان کا بادشاہ ہوں اور فلاں فلاں دلائل میرے دعوے کے ثبوت میں میرے پاس موجود ہیں اور فلاں فلاں حکیم اور مولوی نے میرے دعوے کو تسلیم کر لیا ہے۔

اے ناظرین صاحب بصیرت مسیح موعود بنی آدم میں ایک فرد واحد ہے اُس کو اپنے ثبوت میں دلائل پیش کرنے کی ضرورت نہ ہوگی یہ مدعی اگر دراصل مسیح موعود ہے تو عنقریب اُس کے جلال اور اقبال کا نشان ساری دنیا میں پھیل جائے گا اور اگر وہ جھوٹا اور مکّار اور مسیلمہ کذاب کا ہم مشرب ہی تو بہت جلد مثل کاذب دعویداران نبوت اور مہدویت اور مسیحیت کے بہت جھک مار کے تھوڑے دنوں کے بعد خود ہلاک ہوجائے گا۔ اور ہزارہا مسلمانوں کے ایمان کو تباہ کرجائے گا۔ انتہی مختصراً۔

طالبین حق غور فرمائیں کہ مخصوص علما کا یہ خیال ہے پھر وہ مرزا صاحب کے اعجاز المسیح اور اعجاز احمدی کیطرف کیوں توجہ کریں گے اور یہ بے توجہی کسی دانشمند کے نزدیک اُن کے اعجاز کا باعث نہیں ہوسکتی۔

الحاصل یہ تیسری وجہ ہے ان رسالوں کے معجزہ نہ ہونے کی۔

(۴) چونکہ کیفیت مناظرہ مونگیر میں قادیانی حضرات مرزا صاحب کے نبوت کے ثبوت میں وہ آیت پیش کی تھی جو قرآن مجید میں حضرت سرور انبیاء علیہ السلام کے ثبوت نبوت میں پیش کی گئی ہے اس لئے میں نے اعجاز المسیح کے

ل۔ مؤلف سوانح کی پیشگوئی نہایت صحیح ثابت ہوئی ۱۲

جواب میں دو کتابیں پیش کی تھیں (ایک) مدارج السالکین (دوسری) اعجاز البیان
یہ دو کتابیں سورۂ فاتحہ کی عربی تفسیر میں پہلی تفسیر دو جلدوں میں اور دوسری
ایک جلد میں مگر ۲۵۰ صفحوں میں ہے اور ہر صفحہ میں ۲۰ سطریں ہیں اور ہر سطر
میں گیارہ بارہ الفاظ ہیں اور مرزا صاحب نے جو غل مچایا ہے کہ میں نے
ستر دن میں ساڑھے بارہ جز لکھدیئے کیا صریح دھوکے میں ڈالنا ہے
اس کا کیا ثبوت ہے کہ ستر دن میں لکھی جب ہم تفسیر کی لکھائی دیکھکر انکے
ساڑھے بارہ جز کے دعوے کو دیکھتے ہیں تو بے اختیار دل صداقت یہی کہتی ہے
کہ صریح دھوکا دے رہے ہیں کہ تخمیناً ڈھائی جز کو موٹے موٹے حرفوں میں
لکھکر ساڑھے بارہ جز لکھنے کا دعوی بڑے زور سے کیا ہے جب اس حالت
کو ہم معاینہ کر رہے ہیں تو ان کے اس قول پر کیونکر اعتبار کریں کہ ستر دن میں
لکھی اس کی مفصل حالت ملاحظہ کر کے انصاف کیجیے چونکہ اس تفسیر کے اعلان میں
دو شرطیں لگائی تھیں ایک یہ کہ ستر دن میں لکھی جائے دوسرے یہ کہ چار جز سے
کم نہ ہو اس کے بعد زیادہ قابلیت دکھانے کیلیے یہ اعلان بڑے دعوے
سے کیا گیا کہ ہم نے اس میعاد میں ساڑھے بارہ جز لکھدیئے اور ہمارے
مخالف نے ایک ورق بھی نہ لکھا اور میرا الہام مَنَعَهُ مَانِعٌ مِنَ السَّمَاءِ سچا
ہو گیا۔ اب کوئی انصاف پسند ساڑھے بارہ جز کی حالت کو دیکھے اول تو رسالے
کو دیکھا جائے کہ کیسے موٹے حرفوں میں لکھا گیا ہے پھر یہ کہ صفحہ میں اصل عبارت
کی دس سطریں ہیں اب بنظر تحقیق حق تفسیر اعجاز التنزیل مطبوعہ دائرۃ المعارف
حیدر آباد دکن کی صرف لکھائی اور مقدار تحریر سے مقابلہ کیا جائے اگرچہ اعجاز التنزیل بھی

؎ اسی طرح میں دس بارہ تفسیروں کے نام بتا سکتا ہوں جو خاص سورۂ فاتحہ کی تفسیروں میں لکھی گئی ہیں
مگر جب مقابلہ میں کوئی طالب حق راستباز نہیں ہے تو کلام کو طول دینا بیکار ہے ۱۲

نہایت کشادہ لکھی گئی ہی مگر اُس کے ای واضح تحریر سے اعجاز المسیح کی تحریر کا مقابلہ کیا جای تو بالیقین معلوم ہوجائیگا کہ جنھیں ساڑھی بارہ جز کہا جاتا ہی وہ معمولی واضح تحریر سے تقریباً ڈہائی تین جزو سے زیادہ نہیں ہیں جسے تحقیق کرنا منظور ہو وہ دونوں تفسیروں کے صفحات کی الفاظ شمار کر کے دیکھ لے اور پھر اسپر بھی نظر کرے کہ صفحوں کی یہ مقدار صرف سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں نہیں ہیں بلکہ شروع سے ۷۶ صفحہ تک تو تمہید ہے جسمیں مرزا صاحب نے اپنی تعریف اور دوسرے علماء کی سختی کیساتھ مذمت کی ہے اس صفحہ پر پہنچکر لکھتے ہیں وسمّیتہٗ اعجاز المسیح۔ یعنی میں نے اسکا نام اعجاز المسیح رکھا اہل علم جانتے ہیں کہ مصنفین یہ جملہ اکثر پہلے یا دوسرے صفحہ میں لکھتے ہیں مگر مرزا صاحب نے اپنے تفسیر کے بڑھانے کو چار جز فضول باتوں میں سیاہ کر کے یہ جملہ لکھا اس حساب سے اصل تفسیر کی تقریباً آٹھ ہی جز ہوتے ہیں اس لئے مقتضائے دیانت یہ ہے کہ اسی آٹھ جز کا اندازہ کیا جائے اگر اس مقدار کا اندازہ کیا جائے گا تو فاتحہ کی تفسیر میں دو سوا دو جز سے زیادہ نہ ہوگا اب اس قلیل مقدار کے تحریر کو بڑے زور سے ساڑہی بارہ جز بار بار کہا جاتا ہے پھر یہ ابلہ فریبی نہیں تو کیا ہی خدا کیلئے خلیفہ صاحب یا اور اہل فہم کہیں تو غور کر کے انصاف سے کہیں مگر اُن سے ایسا نہیں ہوسکتا۔ افسوس

الغرض جب اس علانیہ بات میں ایسا صریح دھوکا دیا جاتا ہے تو اس کہنے پر کیونکر اعتبار کر لیا جائے کہ ستر دن میں لکھی جو حضرات اظہار فخر کے لئے ایسی صریح ابلہ فریبی کریں اُن سے ظہور اعجاز کی امید رکھنا کسی ذی عقل کا کام نہیں ہے ان دونوں تفسیروں کو میں نے اس لئے پیش کیا تھا کہ یہ دونوں تفسیریں بلحاظ عمدگی مضامین اور باعتبار فصاحت و بلاغت عبارت کے اسقدر بلند پایہ اعجاز المسیح سے ہیں کہ کوئی ذی کمال اُنھیں دیکھکر اگر اعجاز المسیح کو دیکھیگا تو نفریں کرنے لگیگا

اور پھر اُدھر نظر اُٹھا کر نہ دیکھے گا پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ اسے اس قابل سمجھے کہ اس کا جواب دیا جائے۔

بھائیو! اگر کچھ علم و فہم ہے تو ان صحیح اسباب میں غور کرو اور خدا سے ڈر کر انصاف سے کہو کہ جب ان رسالوں کی طرف توجہ نہ کرنے کے یہ اسباب ہیں تو اُن کے جواب نہ لکھے جانے سے اُن کا اعجاز کیونکر ثابت ہو جائیگا اس کے جواب میں بعض جہلا یہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کے جواب میں ان کتابوں کو پیش کرنا مرے مردوں کی ہڈیاں اُکھیڑنا ہے ایسے ہی بیہودہ جوابوں کی وجہ سے کوئی ذی علم اُن کے جواب کیطرف توجہ نہیں کرتا اور اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ پر عمل کرتا ہے مگر بعض کی خیر خواہی نے کسیقدر اُن کی طرف متوجہ کر دیا اب جنھیں کچھ علم و فہم ہو وہ ملاحظہ کریں۔

اعجاز المسیح کے فصیح و بلیغ ہونیکا دعویٰ کیا گیا ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷۹) اور پھر اُسے اعجاز کہا ہے اس لئے اُس کا نام بھی اعجاز المسیح رکھا ہے فن بلاغت میں کلام کی دو طرف بیان کی ہیں۔ ایک اعلیٰ، دوسری ادنیٰ، اعلیٰ مرتبہ کو اعجاز کہا ہے اور طاقت بشری سے اُسے خارج بتایا ہے یعنی کوئی انسان کسی وقت ویسا کلام نہیں لکھ سکتا اس سے ظاہر ہو گیا کہ اعجاز اور معجزہ اسی کلام کو کہیں گے جس کے مثل نہ زمانہ گذشتہ میں کسی نے لکھا ہو نہ حال اور آئندہ میں کوئی لکھ سکے اسی تحقیق علمی کی بنیاد پر میں نے ان تفسیروں کو پیش کیا تھا جس سے بالیقین ظاہر ہو گیا کہ اعجاز المسیح کو اعجاز کہنا محض غلط ہے کیونکہ اس سے ہر طرح نہایت عمدہ سورۂ فاتحہ کی تفسیریں موجود ہیں اب تفسیر لکھنے کی ضرورت نہیں ہے بیکار وقت ضائع کرنا ہے مگر چونکہ جماعت احمدیہ علم و فہم سے بے بہرہ ہے اسلیے سچے اور علمی جواب کو مذاق میں اُڑاتی ہے

الغرض یہ چوتھی وجہ ہے اعجاز المسیح کے معجزہ نہ ہونے کی

جب اس تفسیر سے بدرجہا زیادہ عمدہ تفسیریں موجود ہیں تو اعجاز المسیح کو اعجاز کہنا سراسر غلط ہے اور قصیدہ اعجازیہ کا جواب مولوی اصغر علی صاحب روحی پروفیسر کالج لاہور نے لکھا تھا اور اخبار اہل حدیث میں چھپا تھا اُس وقت کسی مرزائی نے اس کی نسبت دم نہیں مارا۔ مگر جھوٹا دعویٰ ہو رہا ہے کہ کوئی اُس کے مثل نہ لایا اب ان دونوں رسالوں کے لکھے جانیکا اصلی سبب بھی معلوم کرنا چاہیے جس سے مرزا صاحب کی حالت اور اُن کے اعجاز کی کیفیت اور زیادہ منکشف ہو جائیگی

اعجاز احمدی کے لکھے جانیکا ظاہری سبب۔

سنہ ۱۹۰۲ء میں ضلع امرتسر میں مولوی ثناء اللہ صاحب سے اور مرزا صاحب کے خاص مرید سے مناظرہ ہوا اور مرزائی اس میں نہایت ذلیل ہوئے اور مرزا صاحب کے پاس جا کر بہت کچھ فریاد کی مرزا صاحب کو بہت کچھ طیش آیا اور قصیدہ اعجازیہ شائد پہلے سے لکھ رکھا تھا اور اُس وقت حسب مناسب بعض اشعار کی بیشی و کمی کر کے یا کرا کے اپنے گھر کے مطبع میں فوراً طبع کرا کے مولوی صاحب کے پاس اس اشتہار کیساتھ بھیجا کہ اگر مولوی ثناء اللہ امرتسری اتنی ہی ضخامت کا رسالہ اردو و عربی نظم میں جیسا میں نے بنایا ہے بیس روز میں بنا دے تو میں دس ہزار روپیہ انعام دونگا پھر اس رسالہ کے لئے صرف بیس روز کی قید شدید پر مرزا صاحب نے بس نہیں کی بلکہ یہ بھی لکھا کہ رسالہ چھاپ کر اور مرتب کرا کے ہمارے پاس بھیجدیا جاوے اب جنکے قلب میں کچھ بھی انصاف کی بو ہے وہ صرف ان قیدوں میں تھوڑا سا غور کر کے مرزا صاحب کی حالت معلوم کر سکتے ہیں کیا صادقین کی باتیں ایسی چالاکی اور عیاری کی ہو سکتی ہیں؟ اس پر نظر کیجائے کہ مرزا صاحب اس کے جواب میں چار قیدیں لگاتے ہیں (۱) باریک قلم سے

لکھا ہوا صفحہ (۹۰) کا رسالہ ہو (۳) آدھا رسالہ اردو میں ہو اور آدھا عربی نظم میں۔ (۴)
بیس روز میں لکھیں (۴) پھر اسی میعاد میں چھپوا کر میرے پاس بھیجدیں
اہل انصاف اس روشن زبردستی کو ملاحظہ کریں کہ ان قیدوں کے ساتھ ظاہری اسباب کی نظر سے جواب لکھا جا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں ساڑھے پانچ جز کا رسالہ جس کے بعض صفحوں پر ۲۲ سطریں ہوں اور بعض میں ۱۲ پھر اتنے بڑے رسالے کی تصنیف کرنا اور تالیف بھی معمولی نہیں ایک بڑے مناظر مشاق کی باتونکا جواب دینا اور وہ بھی صرف اردو نہیں بلکہ عربی قصیدہ بھی اسطرح کا ہو جیسا کہ اُس میں ہے ان قیدوں کو دیکھکر ہر ایک منصف کہدیگا کہ مرزا صاحب اپنے دل میں سمجھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اُسکا جواب لکھدیں گے اس لئے ایسی شرطیں لگاتے ہیں کہ اُن کی وجہ سے لکھنا غیر ممکن ہو۔
حضرات انہیں شرطوں پر قناعت نہیں ہے یہ بھی لکھتے ہیں کہ اسی مدت میں چھپوا کر میرے پاس بھیجو۔ اب ملاحظہ کیجیے کہ معمولی پریس میں چار روز میں ایک جز چھپتا ہے اگر ہزار یا بارہ سو چھاپا جائے اس حساب سے ساڑھے پانچ جز ۲۲ روز میں چھپیگا پھر اُس کی ترتیب اور سلائی وغیرہ میں دو تین روز ضرور لگیں گے غرضکہ ہر طرح کی عجلت کیساتھ مطبع سے ۲۵ روز میں نکلیگا اور کم سے کم ڈاک کی معمولی حالت کی لحاظ سے تیسرے روز مرزا صاحب کو پہنچے گا۔
غرضکہ تخمیناً ایک مہینہ صرف چھپنے اور پہنچنے میں لگے گا اور تالیف اور تصنیف کا زمانہ اس سے علاوہ ہے اب تصنیف کا زمانہ کسقدر ہونا چاہیے اُسی مولویصاحب کی حالت دیکھکر اندازہ کرنا چاہیے مولوی صاحب نہ صاحب جائداد ہیں نہ اُنکے مریدین معتقدین ہیں کہ نذرانہ یا چندہ کے طور پر انہیں کچھ ملتا ہے۔ اخبار کے اجراء میں کوشش کرتے ہیں کچھ مشاغل ہیں اس سے بسر اوقات ہوتی ہے

اُن سب کیساتھ ساڑھے پانچ جز کا رسالہ جنمیں عربی قصیدہ بھی ہو ایک مہینہ سے کم میں نہیں لکھ سکتے بشرطیکہ عربی نظم کی طرف اُنھیں توجہ بھی ہو غرضکہ جو کام حسب عادت ۲ دو ماہ سے کم میں نہ ہو سکے وہ بیس دن میں کیونکر ہو سکتا ہے۔

حاصل یہ کہ انہیں مشکلات پر نظر کر کے مرزا صاحب نے ایسی قیدیں لگائیں کہ اُن قیدوں کی وجہ سے جواب غیر ممکن ہو جائے اور اگر ان قیدوں کو چھوڑکر کوئی جواب لکھے تو مرزا صاحب کہتے ہیں کہ ہم اُسے ردی کیطرح پھینکدینگے اہل حق فرماویں کہ جب ایسی شرطیں لگائی جائیں کہ اُن شرطوں کیوجہ سے جواب ممکن نہ ہو تو اصل کتاب کا اعجاز ثابت ہو سکتا ہے۔

انصاف سے اس کا جواب دیا جائے جماعت احمدیہ کچھ تو غیرت کرے اندنوں خلیفہ صاحب سے دریافت کیا گیا کہ اعجاز احمدی اور اعجاز المسیح کا اگر اب کوئی جواب دے تو وہ جواب سمجھا جائیگا یا نہیں اس کا جواب جناب مفتی محمد صادق صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا آیا کہ اعجاز احمدی کے بالمقابل لکھنے کی میعاد ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء کو ختم ہو گئی اور اعجاز المسیح کی میعاد ۲۵ فروری ۱۹۰۱ء کو ختم ہو گئی۔

لیجئے جناب خلیفہ صاحب کی تحریر سے بھی معلوم ہوا کہ ان رسالوں کا اعجاز بہت تھوڑی مدت کے اندر محدود تھا اب اُس کے بعد وہ اعجاز سلب ہو گیا اب اُس کے مثل اہل علم لکھ سکتے ہیں مگر وہ جواب جماعت احمدیہ کے لائق توجہ نہ ہوگا۔

برادران اسلام نے ایسا اعجاز نہ سنا ہو گا کہ بیس دن کے اندر تک تو معجزہ رہے اور اس کے بعد وہ اعجاز جاتا رہے یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس حد بندی کی اطلاع انکے مریدین اور معتقدین کو ہے یا نہیں ہے کیونکہ وہ ابتک ان رسالوں کو جواب کیلئے پیش کرتے اور باواز بلند کہتے ہیں کہ ابتک کسی نے جواب نہیں دیا جب یہ امر مشتہر ہو چکا ہے تو یہ نہیں ہو سکتا کہ اُن جماعت کو خبر نہ ہو بلکہ ناواقفوں کو دھوکا دینا مدنظر معلوم ہوتا ہے

غرض یہ ہے کہ اگر کوئی جواب نہ لکھے تو اُس کا اعلان ہے کہ کسی نے جواب نہیں دیا اعجاز ثابت ہوگیا اور اگر کسی نے جواب دیا تو فوراً کہدیا جائیگا کہ جواب کی تاریخ گذر گئی اب لایق توجہ کے نہیں ہے غرضکہ مرزا صاحب کے اور اُنکے متبعین کی باتیں عجب پیچ در پیچ ہوتی ہیں صادقوں کی سی سچائی اور صفائی ہرگز نہیں ہے۔ اِن باتوں نے آفتاب کی کیطرح روشن کر دیا کہ اس اعجاز کے دعوے سے مقصود لوگونکو اپنی طرف متوجہ کرنا تھا اور معلوم کر لیا تھا کہ ان شرطوں کے ساتھ جواب دینا غیر ممکن ہے کیونکہ جو کام اسباب ظاہری کے لحاظ سے کم سے کم ڈیڑھ دو مہینے کا ہو وہ بیس دن میں کیونکر ہوسکتا ہے مگر قدرت خدا ہے کہ جماعت احمدیہ کے پڑھے لکھے بھی ایسی موٹی بات کو نہیں سمجھتے اور ان رسالوں کو معجزہ مان رہے ہیں قصیدہ اعجازیہ کی تفصیلی حالت اور اُس کے اغلاط الہامات مرزا کے صفحہ ۸۶ سے ۹۶ تک دیکھنا چاہیئے مولوی صاحب نے قصیدہ کی غلطیاں دکھا کر یہ بھی لکھا ہے کہ مرزا صاحب اپنے قصیدہ کو ان اغلاط سے پاک کریں اور پھر زانو بزانو بیٹھکر عربی تحریر کریں اسوقت حال کھلجائے گا۔ مگر مرزا صاحب نے تو اسکے جواب میں دم بھی نہ مارا اگر عربیت میں دعویٰ تھا اور یہ رسالہ خود اُنھوں نے لکھا تھا تو کیوں سامنے نہ آئے یہ بدیہی دلیل ہے کہ قصیدہ دوسرے سے لکھوایا اور اپنے فہم کے موافق سمجھ لیا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب وغیرہ

له اس تحریر کے بعد خلیفہ صاحب کا رسالہ النور المبین نظر سے گذرا اُس میں اس حد بندی مقرر کر دینے کیلئے خلیفہ صاحب نے اپنی دانست میں نہایت عمدہ وجہ لکھی ہے وہ یہ ہے کہ غلام احمد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے برابری کا دعویٰ نہیں ہے بلکہ وہ غلام احمد یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو احمد ہیں اُن کا غلام ہے اس لیئے وہ اعجاز میں بھی برابری نہیں کرتا قرآن مجید میں جواب دینے کیلئے مدت مقرر نہیں کی ہے مرزا صاحب مدت معین کرتے ہیں تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معجزہ سے برابری نہ ہوجائے۔ خلیفہ صاحب کی ایسی باتوں کو دیکھکر حیرت ہوتی ہے کیا اسی عقل وفہم پر حکیم الامت کا خطاب دیا گیا ہے بھلا یہ تو فرمایئے کہ برابری کا نہ ہونا اور ادب اور غلامی کا ثبوت اسی پر منحصر تھا کہ جواب کیلئے ایسے انداز سے قید لگائی جاتی کہ اُس میعاد میں جواب لکھکر بھیجنا غیر ممکن ہو۔ ادب اور غلامی کا ثبوت تو اس طرح بھی ہو سکتا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب

ایسے ادیب نہیں ہیں جو ایسا رسالہ عربی میں لکھ سکیں پھر بطور احتیاط بیس دن کے اندر لکھکر بھیجنے کی قید لگادی اور سمجھ لیا کہ اس مدت کے اندر تو وہ لکھکر کسیطرح بھیج ہی نہیں سکتے اگرچہ وہ ادیب بھی ہوں اس لئے ایسا دعویٰ کردیا۔

الحاصل یہ قصیدہ مرزا صاحب نے خود لکھا ہو یا لکھوایا ہو اور اُن کی میعاد مقررہ کے اندر کسی نے جواب دیا ہو یا نہ دیا ہو مگر وہ معجزہ کسیطرح نہیں ہوسکتا اس کے متعدد وجوہ بیان کردئے گئے۔

اعجاز المسیح کا شان نزول بھی کچھ ملاحظہ کرنا چاہیئے پیر مہر علیشاہ صاحب جو پنجاب اور خصوصًا سیالکوٹ کے نواح میں زیادہ مشہور بزرگ ہیں مرزا صاحب نے ان سے مناظرہ کا اشتہار دیا اب قدرت خدا کا یہ نمونہ ہوا کہ مرزا صاحب نے اپنے ہاتھوں سے یہ بھی کہدیا کہ اگر میں پیر صاحب اور علماء کے مقابلہ پر لاہور نہ جاؤں تو پھر میں مردود و جھوٹا، ملعون ہوں اور اس شد ومد کے اشتہار اور اقرار کے بعد قدرت خدا سے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ اپنی تمام عمر میں اسکا جواب دیں یا دوسری کو لکھوادیں اسقدر قید انکی غلامی کے ثبوت کیلئے کافی تھی مگر یہ نہیں کیا کیونکہ بہت سخت اور تنگ میعاد مقرر کی اسکی وجہ بجز اسکے اور کوئی نہیں ہے جو ابھی بیان کیگئی اسکی علاوہ خلیفہ صاحب تو فرمائیں کہ اگر برابری کا دعویٰ نہیں ہے تو (۱) منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد۔ کس نے کہا ہی (۲) اعجاز احمدی کا وہ شعر بھی آپکو یاد ہی جسمیں مرزا صاحب لکھ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تو صرف چاند گہن ہوا اور میری لئے چاند گہن اور سورج گہن دونوں ہوئے کہئے جناب یہاں تو برابری سے گذر کر فضیلت کا دعویٰ ہے (۳) اسیطرح انکا الہام ہی لولاک لما خلقت الافلاک۔ یعنی اللہ تعالیٰ مرزا صاحب سے کہتا ہی کہ اگر تو نہ ہوتا تو میں زمین و آسمان پیدا نہ کرتا اسکا حاصل یہ ہی کہ اصل مقصود عالم میں مرزا صاحب کا پیدا کرنا تھا باقی۔ جتنے اولیاء انبیاء دنیا میں آئی انکا وجود مرزا صاحب کے طفیل میں ہوا اب خلیفہ کریج اور انکے ماننے والے بتائیں کہ اس الہام میں کسقدر فضیلت کا دعویٰ ہی۔ یہاں غلامی کہاں چلی گئی یہاں تو سرور انبیاء کو اپنا طفیلی بتارہی ہیں۔ (۴) تحفہ گولڑویہ کا وہ مقولہ بھی آپ کو یاد ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین ہزار معجزے ہوئی اس کے بعد اس قول پر نظر کیجئے جہاں لکھتے ہیں کہ مجھ سے تین لاکھ سے زیادہ نشان ظاہر ہوئی (اخبار البدر ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء ملاحظہ ہو) اب فرمائیے کہ یہاں سو حصہ زیادہ فضیلت کا دعویٰ ہی یا نہیں۔ ضرور ہے پھر یہاں دعویٰ غلامی کیوں چھوڑ گیا اسیطرح مرزا صاحب کے دعوے بہت ہیں مگر جیسا موقع اُن کے خیال میں آگیا ویسا دعویٰ کردیا حکیم صاحب کچھ تو ہوش کیجئے آپ کہانتک باتیں بنائیں گے۔ لَنْ یُّصْلِحَ الْعَطَّارُ مَا اَفْسَدَ الدَّهْرُ۔

صداقت کا ظہور نہایت آب و تاب سے اسطرح ہوا کہ باید و شاید حاصل یہ کہ پیر صاحب مرزا صاحب کی تمام شرطیں منظور کر کے مناظرہ پر آمادہ ہو گئے اور ۲۵ اگسٹ سنہ ۱۹۰۰ء مناظرہ کی تاریخ مقرر ہو گئی اور پیر صاحب اپنے اقرار کے بموجب ۲۴ اگسٹ سنہ ۱۹۰۰ء کو مع دیگر علماء اور معززین اسلام کے لاہو پہنچے اور ۲۹ اگسٹ تک منتظر رہے مگر مرزا صاحب گھر سے باہر نہ نکلے اس فواح کے مریدوں نے زور لگایا مگر وہ نہ آئے اور اپنے اس اشتہاری اقرار کی بھی پروانہ کی کہ لکھ چکے تھے کہ اگر مقابلہ پر لاہور نہ جاؤں تو جھوٹا اور ملعون ہوں مہتمان جلسہ نے اس جلسہ کی روئداد طبع کرا کے مشتہر کرائی تھی اس میں ذیل کا مضمون لائق ملاحظہ ہے۔ جملہ حاضرین جلسہ کے اتفاق رائے سے یہ قرار پایا کہ یہ شخص (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) مخاطب ہونیکی حیثیت نہیں رکھتا ہے اور شرمناک دروغ گوئی سے اپنی دوکانداری چلانا چاہتا ہے اس لیئے آئندہ کوئی اہل اسلام مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کی کسی تحریر کی پرواہ نہ کریں۔ یہ روئداد مسلمانوں میں بہت شایع ہوئی ہے جس سے مرزا صاحب کے دعوؤں کی حالت اظہر من الشمس ہو گئی اور اپنے پختہ اقرار سے جھوٹے اور ملعون ٹھیرے اس شرمناک ذلت مٹانیکے لئے مرزا صاحب نے تفسیر اعجاز المسیح لکھی اور پیر صاحب سے جواب طلب کیا اور منعہ مانع من السماء کا الہام

علماء حاضرین جلسہ اور معززین اسلام کے اتفاق رائے بہ نظر

[1] چنانچہ قادیانی اخبار الحکم مورخہ ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۵ میں ہے اعجاز المسیح حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کی عربی تصنیف ہی جو ستر دن کے اندر باوجود یکہ چار جز کا وعدہ تھا ساڑھے بارہ جز پر شائع ہو گئی۔ اور ۲۳ فروری سنہ ۱۹۰۱ء کو پیر صاحب گولڑیکو بصیغۂ رجسٹری بھیجی گئی اور بالمقابل پیر صاحب کیطرف سے ان ستر دن کے اندر چار جز ساڑھے بارہ جز تو کجا ایک آدھ صفحہ بھی اعجازی عربی کا شائع نہیں ہوا اور اسطرح پر الہام منعہ مانع من السماء پورا ہو گیا پیر گولڑی کی علمیت قرآن دانی کا راز طشت از بام ہو گیا اس الہام سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ اُس تفسیر میں اعجازی عربی نہیں ہے کہ اُس طرح کی عربی پر پیر صاحب قادر نہ تھے بلکہ کوئی مانع پیش آگیا اور اصلی مانع کو میں نے ظاہر کر دیا جس سے مرزا صاحب کا راز طشت از بام ہو گیا اور اُن کے دعوی اعجاز کی حقیقت کھل گئی ۱۲

بھی سنادیا کیونکہ روئداد سے معلوم کرچکے تھے کہ پیر صاحب اور تمام علماے حاضرین جلسہ مجمع عام میں ہزاروں معززین اسلام کے روبرو کہہ چکے ہیں کہ کوئی مسلمان مرزا صاحب کو مخاطب نہ بنائے اور اُن کی کسی بات کا جواب نہ دے اور ظاہر ہے کہ یہ علماء اپنے قول کے خلاف ہرگز نہ کریں گے اسلئے مرزا صاحب نے عمدہ موقع پاکر اپنی تفسیر پیش کی اور جواب طلب کیا اور پیر صاحب نے اور دیگر علماء نے اپنے قول کے بموجب سکوت کیا اور اپنے اقرار کے پابند رہے اور مرزا صاحب کیطرح بدعہد اور جھوٹا ہونا پسند نہیں فرمایا اس میں شبہ نہیں کہ پیر صاحب اور دیگر علماء کے لئے یہ آسمانی مانع تھا کیونکہ اپنے قول پر قائم رہنا آسمانی حکم ہے اس لئے الہام کا مضمون بلاشبہ صحیح ہے مگر مرزا صاحب نے اصلی حالت کو پوشیدہ کرکے ایسے پیچ سے اُسے بیان کیا ہے کہ مریدین اُسے معجزہ سمجھ رہے ہیں۔ ایک اور راز ملاحظہ کیجیے وہ یہ ہے کہ مرزا صاحب نے خیال کیا ہوگا کہ جو علماء اس جلسہ میں شریک تھے وہ تو اپنے عہد کے خیال سے جواب دیں گے نہیں اور دوسرے علماء جو دور دراز جگہ کے رہنے والے ہیں انھیں کیا خبر ہوگی اور کسی کو ہوئی بھی تو دیر میں ہوگی اس لئے جواب کیلئے ستّر دن کی قید لگادی اور معلوم کرلیا کہ اول تو اس میعاد کے اندر دوسرے علماء کو خبر ہی نہیں ہوسکتی اور اگر کسی کو ہوئی بھی اور جوش اسلامی نے انھیں آمادہ بھی کیا تو انھیں اتنی مدت نہیں مل سکتی کہ وہ اسقدر تفسیر لکھیں اور اس قلیل مدت کے اندر چھپوا کر اُن کے پاس بھیجدیں اس لئے یہ میعاد مقرر کردی۔

اب اہل حق اس داؤ پیچ کے اعجاز کو ملاحظہ کریں جس سے مرزا صاحب کی حالت آفتاب کی طرح چمک رہی ہے فاعتبروا یا اولی الابصار یہ وہ سچا بیان ہے کہ کسی مرزائی کی مجال نہیں کہ اسے غلط ثابت کرے الغرض ان بیانوں سے

دنیا پر دو باتیں نہایت روشن طریقے سے ثابت ہو گئیں۔ ایک یہ کہ اعجاز المسیح کے جواب نہ لکھے جانیکی اصلی وجہ کیا تھی۔ دوسرے یہ کہ اُن کے صریح اقرار سے یہاں بھی ثابت ہو گیا کہ وہ جھوٹے تھے۔

اس لئے قدرت الٰہی نے انھیں جانے نہ دیا اور روک لیا اگرچہ جانیکے بعد بھی جھوٹے ٹھیرتے مگر وہ جھوٹ دوسرے کی زبان سے ثابت ہوتا اور نہ جانے سے اُنکی زبان سے اُن کا جھوٹا ہونا ثابت ہوا اور اُن کے دعوٰیکی حالت بھی معلوم ہو گئی اس زور و شور سے مناظرہ کا اشتہار دیا اور پیر صاحب کو نہایت سخت اور توہین کے الفاظ لکھکر اُنھیں آمادہ کیا اور جب وہ آمادہ ہو کر میدان میں آ گئے تو گھر سے باہر نہ نکلے۔

حق پرست حضرات اس واقعہ پر انصاف سے نظر کریں اور بہتر ہے کہ روئداد[1] جلسہ اسلامیہ لاہور کو ملاحظہ کرلیں پھر فرماویں کہ خدا کے برگزیدہ رسول اُس کے نیک بندے سے نہایت سخت کلامی کر کے عہد و پیمان کریں اور نہایت پختہ اقرار کر کے اُسے پورا نہ کریں۔ ایسا ہو سکتا ہے؟ خدا کو عالم الغیب جانکر جواب دیجئے کیا ممکن ہے کہ خدا کے مقبول کسی سے ایسا پختہ وعدہ کریں کہ اُس کے پورا نہ ہونے پر اپنے کذب کو منحصر کر دیں؟ اور خدا اُن کی اسقدر رد نکرے کہ وہ وعدہ پورا کر سکیں؟ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

سنا گیا کہ نجانے کا عذر مرزا صاحب نے یہ کیا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ ولایتی مولوی مجھے مار ڈالنے کیلئے جمع ہوئے ہیں اب وہاں جانا اپنی جان کو ہلاکت میں

---

[1] یہ روئداد دوسری مرتبہ عمدۃ المطابع لکھنؤ میں بصورت رسالہ چھپی ہے۔ یعنی اس روئداد کے پہلے ایک لائق دید تمہید ہے اور اس مجموعہ کا نام حق نما ہے ۱۳۲۱ہجری میں رسالہ النجم کے ہمراہ بھی یہ رسالہ چھپا ہے اور علیحدہ بھی ہے۔

ڈالتا ہے اور قرآن مجید میں اس کی صریح ممانعت آئی ہے۔

بھائیو! ذرا تو غور کرو کہ مرزا صاحب نے خود ہی مناظرہ کا اشتہار دیا اور نہایت غیرت دار الفاظ لکھکر پیر صاحب کو آمادہ کیا اور جب مناظرہ کا ٹھیک وقت آپہنچا اور مقابل سامنے آگیا اسوقت یہ الہام ہوتا ہے کہ ولایتی مولوی مارنیکو لئے بلاتے ہیں کیا اُس علام الغیوب کو پہلے سے اس کا علم نہ تھا کہ اگر مناظرہ میں اجتماع ہوگا تو وہ مار ڈالنے کی فکر کریں گے اُس ملہم نے اشتہار دینے کیوقت یہ الہام نہ کیا کہ اب اشتہار نہ دے ورنہ رد کا جائیگا اور جھوٹا اور ملعون ٹھیریگا خدا تعالےٰ نے اپنے رسول کو اس فعل سے تو نہ روکا جس سے وہ تمام خلق کے نزدیک بدعہد اور جھوٹا قرار پائے اور اُسکی اس رسوائی اور کذب کو پسند کر کے اُس کے بچانیکے لئے الہام کیا کون صاحب عقل اسے باور کر سکتا ہے مگر اُن کے معتقدین کی کچھ ایسی عقل سلب کر دی گئی ہے کہ ایسی بدیہی بناوٹ بھی اُنھیں نظر نہیں آتی۔

اس پر غور کیا جائے کہ پیر جی کے مقابلہ پر اس زور شور سے مناظرہ کا اشتہار دیا کہ اپنے کذب کو اُس کے نہ کرنے پر منحصر کر دیا پھر کیا مقربین خدا خصوصاً انبیا بغیر الہام الٰہی ایسا اعلان کر سکتے ہیں ہرگز نہیں اور اگر غلطی کریں تو انھیں فوراً اطلاع خداوندی نہ ہو یہ نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ عام مخلوق کے روبرو وہ اپنی زبان سے جھوٹے ٹھیرتے ہیں اس کے علاوہ ایسے مقام پر انبیا کی حمایت نہ ہو اور انبیا کو اُس کی حمایت پر اعتماد نہ ہو یہ بھی نہیں ہو سکتا۔

جماعت احمدیہ۔ انبیا کے قتل نہ ہونے پر آیۃ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِی پیش کرتی ہے پھر کیا مرزا صاحب کو اسوقت تک اس آیت پر نظر نہ تھی جو ولایتی مولویوں سے ڈرگئے اور یہ بھی خیال نہ کیا کہ نہ جانے سے میں جھوٹا ٹھیروں گا اسی خجالت مٹانے کیلئے جو رسالہ لکھنے کا وعدہ کیا اُس کی واقعی حالت تو ہمیں معلوم نہیں ہو سکتی کہ

مرزا صاحب نے خود لکھا یا دوسرے سے مدد لی اور اگر خود ہی لکھا تو کتنے دن میں لکھا اس کا ثبوت جماعت احمدیہ نہیں دے سکتی ہے مناظرہ کا زور وشور مچا کر عین وقت پر گریز کر جانا اس بات کیلئے نہایت قوی قرینہ ہے کہ بالمشافہہ لکھنے کی قدرت نہ تھی علما خصوصاً صوفیہ کی حالت کو قیاس کر کے سمجھتے تھے کہ پیر صاحب مقابلہ کیلئے تیار نہ ہوں گے اس لئے مناظرہ پر زور تھا جب اُن کے خلاف قیاس وہ آمادہ ہو گئے تو بچنے کا ایک حیلہ نکالا اور بالفرض اگر ہم مان لیں کہ خود مرزا صاحب نے لکھا اور اسی مدت میں لکھا اور کسی دوسرے نے مدد نہیں دی پھر اس میں اعجاز کیا ہوا اتنی بات معلوم ہوئی کہ مرزا صاحب کو ادب میں مذاق اسقدر تھا کہ دو ڈہائی مہینے میں ڈہائی تین جز تفسیر کی عربی عبارت میں لکھ سکتے تھے اور وہ بھی اتنی محنت و مشغولی کے بعد کہ نمازیں بھی بہت سی قضا کیں اور پھر اُنہیں جمع کیا اتنی مدت میں ایسی شدید مشغولی کے ساتھ پونے تین یا تین جز عربی عبارت لکھ دینا کوئی کمال کی بات نہیں اگر شب و روز میں ایک صفحہ بھی لکھا جاتا تو چار جز سے زیادہ ہوتا اور مرزا صاحب کی تفسیر تو معمولی طریقہ سے اگر لکھی جائے تو تین جز سے زیادہ کسی طرح نہیں ہوتی پھر شب و روز کی محنت میں نمازیں قضا کر کے ایک صفحہ تفسیر کا لکھ دینا کون بڑی قابلیت کی دلیل ہے کہ دوسرے نہیں کر سکتے ذرا کچھ تو انصاف کرنا چاہیئے۔ اور بہت اچھا ہم نے مانا کہ اسوقت چونکہ اکثر علما کو عربی تحریر کا مذاق نہیں ہے مرزا صاحب عربی میں ایسی عبارت اور مضمون لکھ سکتے ہیں کہ دوسرے نہیں لکھ سکتے[1] پھر اس سے اُن کے رسالہ کا معجزہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا زیادہ سے زیادہ

[1] فرضی طور پر یہ لکھا گیا ہے ورنہ اسوقت بھی جنکو عربی تحریر کا مذاق ہے وہ مرزا صاحب سے بدرجہا عمدہ تفسیر لکھ سکتے ہیں البتہ عرب کا سا مشغلہ اور اُن کے سے خیالات کسی ذی علم کی نہیں ہیں کہ خواہ مخواہ دوسرے کو ذلیل کرنیکے لئے جواب لکھنے پر آمادہ ہو جائیں اور اپنی قابلیت کا اظہار کریں اور خصوصاً ایسی شخص کے مقابلہ میں جسے وہ لائق خطاب نہیں سمجھتے جسکی تحریر کو وہ جاہلانہ عبارت سمجھتے ہیں۔

یہ معلوم ہوگا کہ مرزا صاحب میں اتنی قابلیت تھی کہ شب و روز کی محنت میں ایک صفحہ عربی عبارت کا لکھ سکتے تھے اور وہ چند علما جنھیں ان کی طرف توجہ بھی تھی اور اُنھیں اس اعلان کی خبر بھی پہنچی وہ اس لئے نہ لکھ سکے کہ عربی لکھنے کی مشق نہیں رکھتے تھے یا بوجوہ مذکورۂ بالا متوجہ نہ ہوئے اس میں مرزا صاحب کا اعجاز کیا ہوا۔

الحاصل۔ اس رسالہ کو معجزہ کہنا اور اس کا نام اعجاز المسیح رکھنا محض غلط ہے اور اُس کی تصدیق خود مرزا صاحب کا دل بھی کرتا تھا اسی وجہ سے انھوں نے ستر دن کے اندر لکھنے کی قید لگائی ورنہ اعجاز کیلئے کوئی قید نہیں ہوسکتی اور مُنعہ مانع من السماء کا الہامی راز بھی بیان کردیا گیا اور اگر اس جملہ کی الہامی ہونے پر اصرار ہی تو پہلے یہ فرمائیں کہ کتنے الہامات مرزا صاحب کی غلط ثابت کردی گئی اُس سے کیا فائدہ ہوا منکوحۂ آسمانی کیمتعلق کتنے الہامات غلط ثابت ہوئے اور ایسی قطعی اور یقینی الہامات کہ برسوں ہوتی رہی اور ایسا پختہ یقینی وعدہ خداوندی بار بار ہوتا رہا[1] اور پھر اسکا کچھ ظہور نہ ہوا اب دیکھا جائے کہ اول تو مرزا صاحب نے اُس کے لئے کیا کیا باتیں بنائیں ہیں پھر اُن کے علاوہ خلیفہ صاحب نے عجیب وغریب لایق تماشا اُس کی توجیہیں نکالیں[2] بالآخر خدائے قدوس پر وعدہ خلافی کا الزام لگایا یہ بھی سنا جاتا ہی کہ اب بعض جدید مرید مرزا صاحب کی خطائے اجتہادی بتاتے ہیں اور بعض یہ کہدیتے ہیں کہ اگر ایسی نکتہ چینی کیجائے گی تو ہم قرآن مجید میں بہت سی ایسی باتیں نکالدیں گے (استغفر اللہ)

[1] جن کا ذکر تتمۂ فیصلۂ آسمانی حصۂ اول میں کیا گیا ہے۔

[2] یہ حضرت یہ بھی نہیں سمجھے کہ خطائے اجتہادی کا کون محل ہوتا ہی دعوئ نبوت کرکے خدا کیطرف سے نہایت پختہ وعدہ بار بار کیا جائے اور برسوں اسپر اصرار رہی اور پھر وہ پورا نہ ہو اُسکو خطائے اجتہادی وہی کہیگا جسکو علم اور عقل سے کچھ واسطہ نہ ہوگا یا وہ یہ دہ خدا پر الزام لگانا مدنظر ہوگا۔۱۲

برادران اسلام ان باتوں پر غور کریں یہ باتیں وہ ہیں جن سے مرزا صاحب کا راز فاش ہوتا ہے شائد اصل مقصد ان کارروائیوں سے یہی تھا کہ مقدس مذہب اسلام کو مورد اعتراضات بنایا جائے مگر ظاہر میں "حامی اسلام بنکر"

غرضکہ اُس الہام کی غلطی ثابت کر دینے سے حضرات مرزائی تو سچائی کو مانیں گے نہیں البتہ عاجز ہو کر خدا تعالیٰ پر کچھ نہ کچھ الزام لگا دینگے الغرض ان رسالوں کا جواب کسی نے لکھا ہو یا نہ لکھا ہو وہ معجزہ ہرگز نہیں ہو سکتی اس کے متعدد وجوہ ایسے قوی بیان کئے گئے ہیں کہ اُن کا جواب نہیں ہو سکتا ان سب باتوں کی قطع نظر اگر اب بھی خلیفہ صاحب کو اور اُس جماعت کے دوسرے ذی علموں کو اُس کے اعجاز کا دعویٰ ہے اور کہتے ہیں کہ وہ ایسے فصیح و بلیغ ہیں کہ دوسرا کوئی نہیں لکھ سکتا تو اُس کا اعلان دیں اور اس میں لکھ دیں کہ اگر کوئی عالم ایسا قصیدہ یا ایسی تفسیر سورہ فاتحہ لکھدیگا تو ہم مرزا صاحب کو کاذب سمجھیں گے تو وہ دیکھیں کہ اُن کا جواب کس زور اور عمدگی سے ہوتا ہے اگر اُس کیلئے میعاد مقرر کریں تو اول اس بات کو ثابت کریں کہ اعجاز میں ایسی قیدیں ہو سکتی ہیں، اُس کے بعد ایسی میعاد معین کریں جسے چند اہل علم تجربہ کار مجیب کیحالت پر نظر کر کے کہدیں کہ اتنے دنوں میں تالیف اور طبع ہو کر خلیفہ صاحب تک پہنچ سکتا ہے مرزا صاحب کیطرح قید نہ لگائی جائے جسمیں لکھا جانا اور چھپ کر اُن کے پاس بھیجنا غیر ممکن تھا۔ اس کے سوا یہ بھی بتائیں کہ اُس کا فیصلہ کون ذی علم ادیب منصف مزاج کرے گا کہ مرزا صاحب کا قصیدہ اور تفسیر عمدہ ہے یا اُن کا جواب ہر طرح فائق اور بدرجہا زائد عمدہ ہے اور یہ بھی ظاہر کردیں کہ اگر جواب دیا گیا اور منصف نے اُسی عمدہ اور مرزا صاحب کے رسالے سے بہت فائق کہدیا تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ یا خلیفہ صاحب اور دیگر اہل علم حق کی پیروی کریں گے یا عقیدہ

سابقہ باطلہ پر قایم رہیں گے اگر ایسا اعلان اتگاہ کے اندر نہ دیا جائیگا تو معلوم ہوگا
کہ اعجاز کا دعویٰ غلط تھا اور اُن کے پیرو مدعی کاذب کی پیروی کر رہے ہیں اب
اس کی وجہ بات کی پاسداری ہو یا جو کچھ ہو مَن یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ سچا
ارشاد ہی اب میں چاہتا ہوں کہ مرزا صاحب کی عربی دانی کا نمونہ اُن حضرات
کو بھی دکھاؤں جنھیں زبان عربی میں بہت تھوڑا دخل ہی یا انگریزی میں پورے
قابل ہیں اور قرآن وحدیث کا مطالعہ کرتے ہیں اعجاز المسیح کے لوح پر مرزا صاحب
نے عربی عبارت بھی لکھی ہے[1] جسمیں اس رسالے کی نسبت لکھا ہی۔ ھٰذا رَدٌّ
عَلَی الَّذِیْنَ یُجَھِّلُوْنَنَا یعنی یہ اُن لوگوں کا رد ہی جو ہمیں جاہل بتاتے ہیں اسکے
بعد لکھتے ہیں۔

وانی سمیتہ اعجاز المسیح وقد طبع فی مطبع ضیاء الاسلام
فی سبعین یوما من شہر الصیام وکان من الہجرۃ ۱۳۱۸ ومن شہر النصاریٰ
۲۰۔ فروری ۱۹۰۱ء مقام الطبع قادیان۔ جنکو علم وفہم سے اللہ تعالیٰ نے کچھ حصہ
دیا ہے وہ غور فرمائیں کہ کیسی لچر عبارت ہی اور جو نہایت معمولی مضمون مرزا صاحب
ادا کرنا چاہتے تھے وہ عربی عبارت میں ادا نہ کر سکے اور بہت غلطیاں کیں
اس عبارت کا ٹھیک ترجمہ یہ ہے۔ اس رسالہ کا نام میں نے اعجاز المسیح رکھا
اور مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں یہ رسالہ ستر دن میں چھاپا گیا اور اُسکی ابتدا
ماہ رمضان سے ہوئی اور ہجری ۱۳۱۸ تھا اور عیسوی ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء تھا۔
اب قدرت خدائی اور اس ہادی مطلق کی رہنمائی کا یہ عجب نمونہ ہی

[1] اس رسالہ کی غلطیاں تو رسالہ المنار مصری میں اور اعجاز احمدی کے اغلاط الہامات مرزا میں نمونہ کے طور پر شایع ہو چکے ہیں یہاں رسالہ کے ٹیٹل کے دو سطر عبارت نقل کر کے اسکی حالت دکھائی جاتی ہے ۱۲

کہ وہ رسالہ جس کی فصاحت و بلاغت کو مرزا صاحب اعجاز سمجھتے ہیں اُس کے معمولی اور متداول مضمون کے دو سطر عبارت بھی (جو رسالہ کے پہلے صفحہ پر ہی) صحیح نہ لکھ سکے اور جو مضمون لکھنا چاہتے تھے وہ عربی عبارت میں ادا نہ ہو سکا وہ چار جز یا بارہ جز معجز نما کیا لکھیں گے اگرچہ اس مضمون کو صحیح طور سے ادا کر دینا بڑی قابلیت کی دلیل نہ تھی مگر اُس قادر کریم کی قدرت کا نمونہ ہے کہ جس مدعی نے اپنے متکبرانہ خیال میں اپنے آپ کو علمی کمال کی نظر سے ایسا بلند پایہ سمجھ لیا ہو کہ ایک مضمون میرا لکھا ہوا معجزہ ہو سکتا ہے اور اسی خیال سے اُس نے رسالہ لکھا ہو اُس کے اول صفحہ میں دو سطر معمولی مضمون کی عبارت صحیح نہ لکھے اور ایسی غلطیاں کرے جو کم فہم بھی یقینی طور سے معلوم کر سکیں جنکو عربی صرف و نحو سے واقفیت ہے اور جنتریاں بھی دیکھ لیا کرتے ہیں وہ ملاحظہ کریں مرزا صاحب کا مطلب تو یہ ہے کہ اعجاز المسیح میں نے ستر دن میں لکھی اور انہیں دنوں میں وہ طبع بھی ہوئی اور ستر دن کی ابتداء اور انتہا بھی بیان کرنا چاہتے ہیں مگر منقولہ عبارت کا یہ مطلب کسیطرح نہیں ہو سکتا۔

غلطیاں ملاحظہ ہوں

(۱) نہایت ظاہر ہے (قد طبع فی سبعین یوماً) کے یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ ستر دن میں چھاپی گئی اس عبارت سے یہ کسیطرح نہیں سمجھا جاتا کہ ان ایام میں تصنیف اور طبع دونوں کام ہوئے اس مطلب کے لئے ضرور تھا کہ "صُنِّفَ" کا لفظ زیادہ کیا جاتا۔

(۲) سیاق عبارت یہ چاہتا ہے کہ من شہر الصیام بیان ہو سبعین کا۔ اس کا حاصل یہ ہوگا۔ کہ ماہ صیام ستر دن سے زیادہ کا ہے اب ناظرین اس غلط بیانی کو

دیکھ لیں ہیں نے اس غلطی سے چشم پوشی کر کے دوسرے پہلو سے ترجمہ کیا ہے۔

(۳) اگر خلاف سوق عبارت میں من شھر الصیام کے مِنْ کو ابتدائیہ کہا جائے اور یہ مطلب قرار دیا جائے کہ ماہ صیام سے رسالہ کی تالیف کی ابتدا کی گئی تو ضرور تھا کہ تاریخ بھی لکھتے کیونکہ اس بات کو ظاہر کرنا مقصود ہے کہ شروع میں ہم نے لکھا یہ اسی وقت ہو سکتا ہے کہ بیان مہینے کیساتھ تاریخ بھی لکھی جائے غرضکہ یہ تین غلطیاں ہوئیں اب اگر تیسری غلطی سے چشم پوشی کیجائے اور مرزا صاحب کی دوسری عبارت سے تاریخ معین کرنے کی نوبت آئے تو بھی کوئی تاریخ متعین نہیں ہوتی ساری احتمالات غلط ہیں اس کی وجہ ملاحظہ ہو۔

(۴) مذکورہ عبارت کے بعد مرزا صاحب تالیف اور طبع کا ہجری سال اور عیسوی سال مع مہینے اور تاریخ کے بیان کرنا چاہتے ہیں لکھتے ہیں وکان من الحجۃ سنہ ۱۳۱۸ ومن شھر النصاریٰ ۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۱ء۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جس ماہ صیام سے رسالہ لکھنے کی ابتدا ہوئی وہ ماہ صیام ۱۳۱۸ھ کا تھا اس عبارت کا ناقص ہونا نہایت ظاہر ہے کیونکہ مہینے کے تعین کے ساتھ یہاں تاریخ کا معین کرنا ضرور تھا تاکہ شروع کی ابتدا معلوم ہوتی مگر ایسا نہیں ہوا۔

یہ چوتھی غلطی ہے اس عبارت کی رسالے کے صفحہ ۱ سے ۷ تک دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس تفسیر کے لکھنے کی ابتدا ۲۳ رمضان کے قبل نہیں ہوئی بلکہ بعد ہوئی ہے مگر بعد کی کوئی تاریخ یہاں بھی بیان نہیں کی اور اس رمضان کی ۲۳ مطابق ہے ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کے اس لئے لکھنے کی ابتدا ۱۵ جنوری یا اس کے بعد ۱۶-۱۷ کو ہوگی اس کے بعد یہ جملہ ہے من شھر النصاریٰ ۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۱ء عربی کی طرز تحریر کا مقتضا یہ ہے کہ جسطرح پہلے جملہ میں لکھنے کی ابتدا نبوی ماہ اور سنہ سے بیان کیگئی ہے اس جملہ میں عیسوی ماہ اور سنہ کا بیان ہو یہ طرز

بالکل مطابق ہے اُردو طرز کے کہ اکثر ہجری سنہ کو بیان کر کے عیسوی مہینہ اور سنہ کے مطابقت لکھا کرتے ہیں مگر سوق عبارت اور عرف عام کے خلاف مرزا صاحب اس جملہ میں انتہائے تحریر کا زمانہ بتاتے ہیں جیسا کہ لوح کے دوسرے صفحہ سے ظاہر ہے۔

یہ پانچویں غلطی ہے۔ "قاعدۂ عربیت کے لحاظ سے" مگر افسوس ہے کہ اسی کی بھی نبس نہیں ہی بلکہ انہیں کے بیان سے فروری کے مہینے میں رسالہ کی نہ ابتدا ہوئی نہ انتہا یہ بیان بالکل غلط ہے کیونکہ پہلے بیان سے معلوم ہوا کہ ۱۳۱۸ھ کے ماہ صیام سے رسالہ کی ابتدا ہی اور یہ ماہ صیام ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء روز دوشنبہ سے شروع ہی اور ۲۱ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء روز دوشنبہ کو ختم ہو گیا اس لیے فروری کی کسی تاریخ سے ابتدا نہیں ہوئی اور اگر ختم کی تاریخ کا بیان ہے تو اگر ابتدا رمضان کی پہلی تاریخ کو فرض کریں تو اکھتروان دن فروری کے بعد ۲ مارچ کو ہوگا اور اگر ابتدا ۲۳ یا ۲۴ یا ۲۵ ماہ صیام سے ہی تو مارچ کے ۲۵۔ ۲۶۔ یا ۲۷ تاریخ مطابق ۴۔۵۔۶ تاریخ ذیحجہ ۱۳۱۸ھ روز دوشنبہ سہ شنبہ چہار شنبہ کو ہوگا۔ غرضکہ ۲۰ فروری کو انتہا کسی طرح نہیں ہو سکتی۔

یہ چھٹی غلطی ہے۔ اور بہت بڑی غلطی ہے یہ امر بھی لحاظ کے لائق ہی کہ ۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۱ء کو رسالہ کا ختم ہونا کئی مقام پر لکھتے ہیں (۱) ٹیٹل کے دوسرے صفحہ پر اطلاع لکھی ہے اوس کی پہلی اور دوسری سطر میں ہی خدا تعالیٰ نے "ستر دن کے اندر ۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۱ء کو اس رسالہ کو اپنے فضل و کرم سے پورا کر دیا۔ (۲) اس اطلاع کے آخر میں بھی یہی تاریخ لکھی ہے (۳) اس رسالہ کے آخر میں اعجاز کا اشتہار دیا ہے اُسمیں بھی ۲۰ فروری ہے اور ٹیٹل کے پہلے صفحہ پر بھی یہی تاریخ ہی اور اس رسالہ کے آخر صفحہ (۲۰۰) میں لکھتے ہیں قد طبع بفضلك في مدة

عدد ۲ العین فی یوم الجمعۃ و فی شہر مبارک بین العیدین ـ تیری فضل سے یہ کتاب عین کے عدد کی مدت میں جمعہ کے دن اور مبارک مہینے میں دو عیدوں کے درمیان چھاپی گئی اس سے تین باتیں ظاہر ہیں۔

اول یہ کہ اس رسالہ کا اختتام جمعہ کے دن ہوا دوسرے یہ کہ ماہ مبارک میں ہوا تیسرے یہ کہ وہ ماہ مبارک دو عیدوں کے درمیان میں ہے۔

اب دیکھا جائے کہ ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء کو رسالہ کا اختتام ہی تو روز جمعہ نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ تاریخ روز چہار شنبہ ۳۰ شوال ۱۳۱۸ھ کو ہی۔

اب کہیئے کہ ۲۰ فروری کو صحیح مانا جائے یا روز جمعہ کو غرضکہ اسی طرح اس عبارت میں اور بھی اغلاط ہیں سب کے بیان میں بیکار تقریر کو طول دینا ہی جنکو حق طلبی ہی ان کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ رسالہ جسکی نسبت دعویٰ بڑی روز سے ہو رہا ہے کہ اس کی عبارت ایسی فصیح و بلیغ ہی کہ اس کے مثل کوئی نہ لاسکا اور نہ لا سکے گا۔ اُس کے لوح کی دو سطر عبارت نہایت خبط اور محض غلط ہی پھر ایسا شخص فصیح و بلیغ عبارت کیا لکھے گا اور اگر لکھ سکتا تھا مگر یہاں ایسی غلطیاں ہو گئیں تو یہ روشن دلیل ہی کہ خدا تعالےٰ نے ایسی مدعی کے دعوے کے غلط کرنے کو اس عبارت کے لکھنے کیوقت اُس کے حواس سلب کر دیے کہ ایسی مہمل عبارت لکھی کہ ادنیٰ طالب علم ادب کا پڑھنے والا نہ لکھے گا مگر افسوس ہے کہ کذب کے ایسے بیّن ثبوت موجود ہیں مگر ماننے والے کچھ نہیں دیکھتے۔

اس کے بعد میں مرزا صاحب کے اس دعوے کی نسبت ایک عظیم الشان بات کہنا چاہتا ہوں جو حضرات علم و دانش سے حصہ رکھتے ہیں اور خوف خدا سے کیوقت اُن کے دل لرزنے لگتے ہیں وہ متوجہ ہو کر غور فرمائیں۔

اعجاز المسیح اور اعجاز احمدی کے مثل طلب کرنی اور معجزہ کہنے پر گہری نظر

حضرت سرور انبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت معجزات ظاہر ہوئے اور کثرت سے پیشگوئیاں آپ نے کیں اور جن کے پورا ہونے کا وقت گذر چکا وہ پوری ہوئیں مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بجز قرآن مجید کے کسی اپنے دعوی نبوت کے ثبوت میں پیش نہیں کیا اور کفار کے معجزہ طلب کرنیکے وقت آپ نے نہیں فرمایا کہ میں نے فلاں فلاں معجزہ دکھایا ہے اُس پر نظر کرو صرف قرآن مجید ہی کو پیش کر کے کہا گیا۔ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۝ یعنی اگر تم (مجھپر الزام دینے میں) سچے ہو تو قرآن مجید کے مثل ایک سورۃ لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے معین و مددگاروں کو بلاؤ اور اگر نہ لاسکو تو جہنم کی آگ سے ڈرو۔ اس فرمانیکے ساتھ یہ پیشینگوئی بھی کر دی کہ تم اس کے مثل ہرگز نہ لاسکو گے یہ دعویٰ قرآن مجید سے مخصوص ہے کسی آسمانی کتاب کی نسبت ایسا نہیں کہا گیا۔ مرزا صاحب اپنے رسالوں کو اپنی تصنیف سے کہتے ہیں مگر بعینہ وہی دعوی اپنے دونوں رسالوں کی نسبت کرتے ہیں۔ جو قرآن مجید میں کیا گیا۔

اب میں اہل دل حقانی حضرات سے ملتجی ہوں کہ اس بیان میں محققانہ طور سے غور فرمائیں اور ملاحظہ کریں کہ جب مرزا صاحب نے اپنے رسالوں کی نسبت بے مثل ہونے کا ویسا ہی دعوی کیا جیسا کہ قرآن مجید میں کیا گیا تھا

اور اس کے مثل نہ لانے پر اسی طرح پیشنگوئی کردی جس طرح قرآن مجید کے مثل نہ لانے پر کی گئی تھی اور جماعت احمدیہ اُسپر ایمان لے آئی اور اُسے مرزا صاحب کا معجزہ سمجھی تو نہایت صفائی سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کے رسالے اُنکے خیال کے بموجب ویسے ہی بے مثل ہیں جیسے قرآن مجید بے مثل ہی جب اس خاص صفت میں یعنی بے مثل ہونے میں وہ رسالے اور قرآن مجید یکساں ہوئے اور قرآن مجید کی خصوصیت نہ رہی تو اُس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ یہ رسالے قرآن مجید کے مثل ہیں اس لئے قرآن مجید کا یہ دعوی کہ اس کے مثل کوئی نہیں لاسکیگا غلط ٹھیرا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عظیم الشان معجزہ جسے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کیا تھا باطل ہوا اب اسکا فیصلہ ناظرین اہل علم پر چھوڑتا ہوں کہ جس دعوی کا انجام یہ ہے جو ابھی بیان کیا گیا کس غرض سے کیا گیا ہے میں اپنی زبان سے کچھ نہیں کہتا۔ اس کے علاوہ اسپر بھی نظر کیجائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف قرآن مجید اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کیا جو عربی نثر میں ہے مرزا صاحب اپنے دعوے کی ثبوت میں دو رسالے پیش کرتے ہیں ایک نظم میں اور دوسرا نثر میں اس کا نتیجہ بالضرور یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید یعنی صرف نثر عبارت پیش کر کے اس کے بیمثل ہونیکا دعوی کیا تھا۔

مرزا صاحب نظم اور نثر دونوں میں پیش کر کے یہی دعوی کرتے ہیں یہ دعوی ایسا ہی ہوا جیسا اعجاز احمدی میں کہا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تو صرف خسوف قمر ہوا تھا اور میری لئے چاند اور سورج دونوں کا گہن ہوا یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر میری فضیلت ثابت ہوگئی۔

میرا یہ کہنا اگرچہ آپ کو تعجب خیز معلوم ہوگا خصوصاً اس وجہ سے کہ مرزا صاحب نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت کچھ مدح سرائی کی ہے اور اپنے آپکو حضور کا ظل کہتے ہیں پھر اُن کی طرف ایسا خیال کیونکر ہو سکتا ہے مگر آپ خوف خدا کو دل میں لاکر اور طرفداری سے علٰحدہ ہوکر اور نظر کو وسیع کرکے مرزا صاحب کی بیحد اہانتوں پر غور کریں اس کے علاوہ اگر ان عظیم الشان باتوں سے تھوڑی دیر کیلئے قطع نظر کیجائے تو اس دعوے کا بدیہی نتیجہ یہ ہے کہ دشمنان اسلام کو مرزا صاحب نے بہت بڑے اعتراض کا موقع دیا اور جس معجزے کی ابطال سے تیرہ سو برس سے تمام مخالفین عاجز اور ساکت تھے اب مرزا صاحب کے طفیل سے نہایت دریدہ دہنی سے کہہ سکتے ہیں کہ جسطرح مرزا صاحب کا دعویٰ تمام دنیا کے اہل مذہب کے علاوہ ۲۳ کروڑ مسلمانوں کے نزدیک بھی محض غلط ہے اور اُس کے جواب نہ دیے جانیکی نہایت معقول وجوہ موجود ہیں ایسا ہی دعویٰ نزول قرآنی کیوقت بھی ہوگا اور جسطرح مرزا صاحب نے اپنی تصنیف کو معجزہ قرار دیا ہے نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا ہو کیونکہ اب کلام کا حدِ اعجاز تک پہنچنا قوت بشری سے خارج نہ ہوا بلکہ انسان ہی کا کلام بھی معجزہ ہو سکتا ہے اور یہ اعجاز خدا کے کلام سے مخصوص نہ رہا غرض کہ سادہ لوح مخالفین اسلام کی نظروں میں نہایت عظیم الشان معجزہ کو بیوقعت کر دیا یہ مجدد ہیں اور یہ مہدی موعود ہیں اسلام کے فائدہ پہنچانیکے لئے آئے ہیں اے اسلام کے سچے بہی خواہو مرزا صاحب کی باتوں پر خوب غور کرو میں نہایت خیرخواہی سے تمہیں متنبہ کرتا ہوں اس بیان پر روشنی ڈالنے کیلئے اور بھی چند باتیں آپ کی روبرو پیش کرتا ہوں انصاف دلی سے آپ غور کریں۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرۃ العینین حضرات حسنین رضی اللہ عنہم کی

کیسی مذمت کی ہی جس کا نمونہ میں نے حقیقۃ الوحی میں دکھایا ہی اور اُن کے
اقوال اعجاز احمدی سے نقل کئے ہیں پھر کیا عاشق رسول اللہ امت محمدی ہو کر
ایسا کہہ سکتا ہے ہر گز نہیں اور عاشق رسول ہونا تو بڑی بات ہی سچا مسلمان بھی
اس دریدہ دہنی سے رسول الثقلین کے نواسوں کو وہ کلمات نہیں کہہ سکتا جو
مرزا صاحب نے کہے ہیں -
(۲) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سید المرسلین اور خاتم النبیین مانکر کوئی یہ کہسکتا
ہی کہ میرے نشانات و معجزات جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے
سو حصے سے بھی زیادہ[1] ہیں ہر گز نہیں یہ تو فضیلت کلی کا دعویٰ ہے -
(۳) اسی طرح انکا یہ شعر تکذ رماء السابقین وعیننا ؛ الی آخر الایام لا تتکدر
اس شعر میں سابقین جمع ہی اور اُس پر الف ولام استغراق یا جنس کا آیا ہے

[1] اس کا ثبوت ملاحظہ ہو اخبار بدر مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء میں مرزا صاحب نے اپنی باب میں ایک فیصلہ شائع کیا ہی
جو لائق ملاحظہ ہی اُسی کی تمہید میں لکھتے ہیں جو میری لئے نشان ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے زیادہ ہیں اور کوئی مہینہ نشانوں سے
خالی نہیں گذرتا الخ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر عمر تک کبھی بھی نہیں فرمایا کہ میری لئے تین سو یا تین ہزار معجزے ظاہر ہوئے یا اس قدر
پیشنگوئیاں میں نے کیں مگر مرزا صاحب شمار کیلئے رجسٹر رکھتے ہیں اور تمام رسائل اور تحریروں میں وہ رجسٹر کھولا جاتا ہی
مگر جب کوئی طالب حق کیلئے تحقیق حق کے درپے ہو جائے تو ایک نشان کا بھی پتہ نہ ملیگا غرض تین لاکھ سے زیادہ اپنے معجزے
بیان کئے اور یہ بھی کہدیا کہ کوئی مہینہ بغیر نشانوں (معجزوں) کے نہیں گذرتا اس سے ظاہر ہوا کہ اب اہل بصیرت انکی عمر پر نظر
کر کے کہہ سکتے ہیں کہ تقریباً سوا تین لاکھ یعنی تین لاکھ پچیس ہزار معجزے مرزا صاحب سے ہوئے جسکا حاصل یہ ہوتا ہے
کہ دن کی ہر گھنٹہ میں ایک معجزہ مرزا صاحب صادر کرتے تھے جسکا جی چاہے حساب کر کے دیکھ لے مگر جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت مرزا صاحب کا یہ ارشاد ہی کہ تین ہزار معجزے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے۔
تحفہ گولڑویہ مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان کا صفحہ ۳۹ ملاحظہ ہو یہاں تین ہزار سے زیادہ ایک کا بھی اضافہ مرزا صاحب بیان
نہیں کرتے مگر اپنے لئے تین لاکھ نشانوں سے بھی بے تعداد اضافہ بیان کرتے ہیں اب اس پر غور کیجئے کہ معجزہ نما ر

اس لئے اس کے معنی یہ ہوئے کہ جتنے کہ اولیاء انبیاء پہلے گذر گئے اُن کے فیض کا پانی میلا اور مکدر ہو گیا اور میرا چشمہ کبھی میلا نہ ہوگا یہ نہایت بدیہی دعویٰ ہی تمام انبیاء کرام پر فضیلت کا جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں اور اپنے خاتم الانبیاء ہونیکا اور اپنی نبوت کے قیامت تک بقاء کا چنانچہ مرزا صاحب کے مریدین مرزا صاحب کو خاتم الانبیاء اپنی اخباروں میں لکھتے ہیں اسی طرح اور بھی فضیلتیں ہیں جن میں سے بعض کا ذکر آئندہ آئیگا۔

(۴) کیا ممکن ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والا اور آپ پیرو ہو کر حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت ایسے بیہودہ اور سخت کلمات زبان سے نکال سکتا ہے جیسے مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام آتھم وغیرہ میں نکالے ہیں اور ایک اولوالعزم نبی کی ہجر متی کی ہے ہرگز نہیں کسی مسلمان کی زبان یا قلم

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

خدا تعالیٰ کی طرف سے رسول کی صداقت اور عظمت ظاہر کرنیکیلئے ہوتا ہے اب جس قدر نشانات اور معجزات زیادہ ہوں گے اُسیقدر اُس رسول کی عظمت اور مرتبت زیادہ ہوگی اب مرزا صاحب اپنے تین لاکھ سے زیادہ معجزات بیان کرتے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین ہزار اس سے نہایت ظاہر ہے کہ مرزا صاحب اپنی عظمت اور مقبولیت کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے سَو حصے زیادہ بلکہ سوا سَو حصے سے بھی زیادہ بتاتے ہیں اور اُن کے پیرو اسپر آمنا کہہ رہے ہیں بھائیو! اس پر غور کرو جو رسول سید الاولین والآخرین ہو جسپر نبوت کا خاتمہ ہو گیا ہو خدا تعالیٰ نے قطعی طور سے جسے آخر الانبیاء قرار دیا ہو اُسکے بعد کوئی نبی آوے وہ سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سو حصہ زیادہ عظمت رکھتا ہو یہ ہو سکتا ہے کسی مسلمان کا دل اسے باور کر سکتا ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں مگر مرزا صاحب صاف طور سے کہہ رہے ہیں اب غور کرو کہ مرزا صاحب کا خیال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسا ہے اور اُنکی ہجو کرنیکا کیا منشا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ۱۲۔

(۱) ضمیمہ انجام آتھم کا حاشیہ صفحہ ۴ سے صفحہ ۹ تک دیکھا جائے جب یہ حاشیہ پیش کیا جاتا ہے تو ناواقفوں سے کہدیتے ہیں کہ یہ کلمات یسوع کو کہیں ہیں جب ان کے رسالہ توضیح المرام سے دکھایا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اور یسوع ایک ہیں تو اور بیہودہ باتیں کہنے لگتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ الزاماً ایسا کہا ہے مگر یہ سب اندھیر ہے الزام دینا ہم بھی جانتے ہیں اور ہم نے بھی الزام دئے ہیں مگر جس طرز سے مرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام وغیرہما کی ہجر متی کی ہے کوئی مسلمان

ایسے الفاظ نہیں نکل سکتے بلکہ قوی الاسلام اُن الفاظ کو سن نہیں سکتا اُس کا دل لرز جاتا ہی اگر کوئی دہریہ خدا تعالیٰ کے ساتھ گستاخی کرے یا کوئی مردود حضرت سرور انبیاء کی نسبت زبان سے بے ادبانہ کلمات نکالے تو کسی مسلمان سے یہ نہیں ہو سکتا کہ اُس کے جواب میں خدا تعالیٰ یا کسی برگزیدہ خدا تعالیٰ کو گالیاں دینے لگے بھلا یہ تو فرمایئے کہ انبیاء کرام کو ایسے سخت کلامات کہنا شریعت محمدیہ میں کسطور سے جائز ہے؟ حکیم نور الدین صاحب یا کوئی ذی علم شریعت محمدیہ سے اس کا جواز ثابت نہیں کر سکتا پھر اس سخت کلامی اور سخت بیہودہ گوئی کا یہ جواب دینا کہ پادری نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے ادبی کی تھی اُس کے جواب میں ایسا کہا گیا کیسا لغو عذر ہے بلکہ اس قسم کی تحریر اُنکی قلبی حالت کو ظاہر کرتی ہے کہ دل میں انبیاء کرام کی عظمت نہیں ہی بلکہ وہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

کسی طرح نہیں کر سکتا اور نہ شریعت محمدیہ میں اُسے اسطرح کہنا جائز ہی اُس واقعہ کو یاد کرنا چاہیئے جسے امام بخاری نے روایت کیا ہی کہ ایک صحابی اور یہودی سے لڑائی ہوئی تھی اور یہودی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ساری جہان پر ترجیح دی اور صحابی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اُس یہودی کے ایک طمانچہ مارا اور یہودی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت لے گیا اور حضور نے اُس یہودی کے سامنے فرمایا۔ لاتخیرونی علی موسیٰ ۔ مجھے فضیلت نہ دو موسیٰ پر۔ غور کیا جائے کہ صحابی نے کوئی لفظ بے ادبی کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں نہیں کہا تھا صرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت دی تھی اور وہ بھی یہودی کے مقابلہ میں الزاماً کہا تھا اور سچی بات تھی مگر حضور نے اُسکو بھی جائز نہ رکھا اور فرمایا کہ مجھے موسیٰ پر نہ بڑھاؤ۔ اس روایت کو حقیقۃ المسیح میں دیکھنا چاہیئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف یہود کے مقابلہ میں اپنی فضیلت کو منع فرمایا تو ایسی بیہودہ گوئی اور بیجد فضیحتے پادری کے مقابلہ میں کیونکر جائز ہو سکتی ہی جیسے مرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام وغیرہ انبیاء کی کی ہی اس کے علاوہ دافع البلاء کے آخر میں تو کسی پادری کے مقابلہ میں نہیں کہی بلکہ قرآن مجید کا حوالہ دیکر مسلمانوں ہی سے خطاب کر کے حضرت مسیح علیہ السلام کو نہایت فضیحت ناک الزام دیا ہی اب خلیفہ صاحب فرمائیں کہ جنکی عظمت و شان قرآن مجید میں بار بار بیان کیگئی ہی جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنا برگزیدہ رسول فرمایا ہو اُنکی نسبت کوئی مسلمان ایسے خیال کر سکتا ہی جیسے مرزا صاحب نے دافع البلاء کے آخر میں کئے ہیں۔ ہرگز نہیں اب سنا گیا کہ یہ رسالہ پھر چھپا ہی اور اس میں تصرف کیا گیا ہی مگر میں نے دیکھا نہیں ۱۲

انبیا علیہم السلام کو ایسا ہی سمجھتے ہیں جیسا انھوں نے حضرت مسیح کی نسبت لکھا ہے استغفر اللہ۔

العرض اس قسم کی باتوں کو خیال میں لاکر اس دعوی پر نظر کیجئے اور صاف دل ہو کر میری بیانیں غور کیجئے تو خدا کے فضل سے پوری امید ہے کہ جو کچھ میں نے کہا ہے اُسکی تصدیق آپ کے دل میں ہو جایگی اب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی اور اُنکی اتباع وظلیت کا دعویٰ اس غرض سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان انکیطرف متوجہ ہوں کیونکہ باوجود بے انتہا کوشش کے کوئی گروہ ہندو عیسائی یا دوسرے مذہب کا انکیطرف متوجہ نہیں ہوا اب اگر حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح نہ کرتے اور اُن کے اتباع وظلیت کا دعویٰ مسلمانوں پر ظاہر نہ کرتے تو کوئی مسلمان بھی انکیطرف متوجہ نہ ہوتا اس لئے اول انھوں نے خوب زور سے دین اسلام کی تائید کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کی پھر اپنی مدح سرائی اور ضمناً اپنی بیان اور الہامات میں اپنا تفوق جابجا ظاہر کیا پھر نہایت عمدہ پیرایہ سے حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہایت عظیم الشان معجزہ کا اس اندازسے ابطال کیا کہ مسلمان برہم نہ ہوں

یہ سب تمہیدیں بھی آئندہ اپنے مقصود کے اظہار کیلئے کیں جسطرح عبد اللہ چکڑالوی پہلے مقلد حنفی تھا اُسوقت اُس نے لوگوں کو اپنا معتقد اور پیرو بنایا پھر وہ غیر مقلد ہو کر اہل حدیث بنا اور اپنے تئیں خدیث کا پیرو بتایا اور معتقدین کو غیر مقلد بنایا پھر کچھ عرصہ کے بعد احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے بالکل منھ پھیر لیا اور تمام حدیثوں کو جھوٹی اور غلط کہنے لگا جب اسکی معتقدین نے اُس سے کہا کہ پہلے آپ مقلد تھے اور ہم سے آپ نے تقلید کی ضرورت اور تعریف کی تھی پھر آپ نے غیر مقلد ہو کر عمل بالحدیث کیطرف ہمیں متوجہ کیا اب آپ

اُس کی مذمت کرتے ہیں اور حدیثوں کو جھوٹی اور موضوع بتاتے ہیں اور صرف قرآن پر عمل کرنے کو کہتے ہیں یہ کیا بات ہی اُس نے جواب دیا کہ اگر میں آہستہ آہستہ تمہیں بتدریج راہ پر نہ لاتا تو تم ہرگز میری بات کو نہ مانتے میرا شروع سی یہی خیال تھا جو میں اب کہہ رہا ہوں چونکہ اُس کے معتقدین کا اعتقاد راسخ ہو چکا تھا اس لیئے وہ اُس کے پیرو رہی اور جو اُس نے کہا انھوں نے اُسے مانا۔

یہ واقعہ مرزا صاحب کی حالت پر پوری روشنی ڈالتا ہی اور طالبین حق کیلئے آفتاب کیطرح مرزا صاحب کی حالت کو دکھارہا ہی۔ مرزا صاحب نے پہلے مجدد اور محدث ہونیکا دعویٰ کیا پھر مثیل مسیح ہونیکا اور نہایت صفائی سی مسیح موعود ہونے سے انکار کیا۔ ازالۃ الاوہام صفحہ پھر بڑے زور سی مسیح موعود ہونیکا دعویٰ کیا اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہی کہ اہل اسلام حضرت مسیح کے منتظر تھے اور اس نازک وقت میں اُن کا بہت زیادہ انتظار تھا اس لئے بعض نیکدل مولوی بھی اُن کے معتقد ہوگئے مگر وہ اپنے اصلی مدعا تک کامیاب نہ ہوئے تھے کہ اس جہان فانی سی رحلت کر گئے مگر اپنے اصلی مقصد یعنی بیخ کنی اسلام کے لئے تخم پاشی کرتے رہے اور بہت سی سادہ دل حضرات اُس سے بیخبر رہے جب اُنکے بعض مقلدین نے اسکے اختلاف اقوال کی نسبت دریافت کیا تو جب کوئی بات نہ بنی تو کہدیا کہ جسطرح مجھپر خدا کی طرف سی ظاہر کیا گیا ویسا ہی کہا اب یہانتک نوبت پہنچی کہ اُنھوں نے خدائیتعالیٰ پر خلاف وعدگی کا[1] الزام لگاکر

[1] لطف یہ ہی کہ وعدہ خلافی کا لفظ نہیں بولتے تاکہ عوام بہرکیں بلکہ کسیوقت یہ کہتے ہیں کہ وعید کا پورا نہ ہونا سنت اللہ ہے کبھی کہتے ہیں سنت مستمرہ ہی وعدہ کی نسبت کبھی کہتے ہیں کہ بعض وقت وعدے میں پوشیدہ شرطیں ہوتی ہیں کہ اُن کا علم نہیں ہوتا اس سے بظاہر خلاف وعدگی معلوم ہوتی ہی کسیوقت بعض اولیاء اللہ کیطرف اس قول کو منسوب کرتے ہیں حالانکہ یہ تمام باتیں شان خداوندی کے بالکل خلاف ہیں مگر اُن کو ایسی رنگ آمیزی سی بیان کیا جاتا ہی کہ عوام کم علم حضرات کی تسکین ہوجائے اور خدائتعالیٰ کی طرف نسبت کرنیکو بُرا نہ سمجھیں افسوس اُس خیال پر ۱۲

اپنے آپ کو بچایا اور مریدین اُس پر آمنّا کہہ رہی ہیں اور نصوص قطعیہ کے خلاف جملہ یعید ولا یوفی پیش کر رہی ہیں مرزا صاحب کے خیال میں مریدین کی ابھی تک یہ حالت نہ پہونچی تھی کہ میرے علانیہ کہنے سے یہ لوگ حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انکار کر کے میرے پیرو ہو جائیں گے اس لئے در پردہ ایسی باتیں کہیں تاکہ آئندہ کسی وقت اصلی منشاء کا اظہار کریں اور اُس وقت کہیں کہ فلاں فلاں بات اس لئے کہی تھی مگر چونکہ تمہاری طرف سے پورا اطمینان نہ تھا اس لئے صاف طور سے نہیں کہا۔

الحاصل۔ رسالہ اعجاز المسیح اور اعجاز احمدی کی نسبت جو دعویٰ کیا گیا ہے وہ اگر صحیح ہو تو قرآن مجید کا اعجاز باطل ہو جائیگا اور دشمنان اسلام کو دریدہ دہنی کا عمدہ موقع ملیگا۔

برادران اسلام! مرزا صاحب کی اس گہری پالیسی کو غور سے دیکھیں اور خدا سے ڈر کر اُن سے پرہیز کریں۔

تیسری دلیل۔ مرزا صاحب شہادۃ القرآن میں لکھتے ہیں کہ پیشینگوئیاں کوئی ایسی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہو بلکہ اللہ جلشانہ کے اختیار میں ہیں۔ پھر منکوحۂ آسمانی کی پیشینگوئی کو بہت ہی عظیم الشان نشان بتایا ہے جو ایک عورت کے نکاح میں آنے اور اُس کے شوہر اور اُس کے والد کے مرنیکی خبر ہے اس میں شبہ نہیں کے انبیاء کرام علیہم السلام نے بوحی الٰہی پیشینگوئیاں کی ہیں اور اولیاء عظام بھی کرتے رہی ہیں مومنین کاملین بھی فراست سے پیشینگوئی کرتی ہیں اور کی ہے جسکی نسبت ارشاد ہے اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ مگر یہ کسی نے نہیں کہا کہ پیشینگوئی کرنا معیار صداقت ہے اور نبی کے سوا کوئی دوسرا نہیں کر سکتا اور سوائے وحی اور الہام کے کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے جس سے

انسان آئندہ کی خبر معلوم کر سکے یہ تخصیص محض غلط ہی کیونکہ اکثر ہوشیار تجربہ کار بخوبی واقف ہیں اخباروں میں دیکھتے ہیں معائنہ کرتے ہیں کہ رمال جفار نجومی پیشینگوئیاں کرتے ہیں اور پہلے کاہن کیا کرتے تھے اور اُن کی پیشینگوئیاں اکثر صحیح ہوتی تھیں پھر ایسی مشترک چیز کو یہ کہنا کہ انسان کے اختیار میں نہیں ہی سوائے وحی یا الہام کے کسی ذریعہ سے اس کا علم نہیں ہوسکتا کیا صحیح غلط دعویٰ ہے۔ اور پھر ایک معمولی پیشینگوئی کو نہایت عظیم الشان معجزہ بتانا محض سادہ لوحوں کو دھوکہ میں ڈالنا ہی جسپر خواص کیا عوام بھی شہادت دیسکتے ہیں تین چار برس ہوئے مونگیر میں ایک رمال آیا تھا اور جو کوئی اُس سے آئندہ کی بات کا سوال کرتا تھا وہ کچھ لیکر جواب دیتا تھا یعنی پیشینگوئی کرتا تھا اور دریافت کرنیوالوں نے بیان کیا کہ اُس کی اکثر پیشینگوئیاں صحیح ہوئیں بعض حضرات راقم الحروف کا تجربہ دریافت کرتے ہیں بہ نظر خیر خواہی اُسسے بھی کچھ بیان کرتا ہوں بعض بزرگ اہل اللہ کی پیشینگوئیوں کو دیکھا اور ایسا دیکھا کہ جس طرح اُنھوں نے کہا تھا ویسا ہی ہوا کبھی اُس کے خلاف نہیں ہوا مگر کسی وقت اور کسی طرح کا اُنھیں دعویٰ کرتے نہیں دیکھا اور بعض ایسے ہندو اور مسلمان کو بھی دیکھا جو علم نجوم وغیرہا کے ذریعہ سے پیشینگوئی کرتے تھے کم سنی میں میں نے ایک ذی علم ہندو کو دیکھا جو اپنی ہندی کے سوا علم عربی فارسی بھی اچھی طرح جانتا تھا ایک روز میرے روبرو ایک شخص کا ہاتھ اس نے دیکھکر کہا کہ تمہاری اولاد تو بہت ہی مگر یگی بھی بہت تیس چالیس برس تک دیکھا گیا جیسا اُس نے کہا تھا ویسا ہی ہوا اور اور جو پیشینگوئی اُس نے کی تھی وہ سچی ثابت ہوئی مولوی بقا حسین صاحب فلکی مشہور ہیں اُن کی پیشینگوئیاں چھپتی رہتی ہیں وہ ایک مرتبہ مجھ سے ملے اور اتفاقاً دریافت کیا کہ آپ کس روز اور کس وقت پیدا ہوئے ہیں میں نے

بتا دیا اُسوقت تو وہ چلے گئے کئی روز کے بعد پھر اُن سے ملاقات ہوئی اُسوقت انھوں نے میری حالت کیمتعلق گذشتہ اور آئندہ کی متعدد خبریں دیں اور وہ صحیح ثابت ہوئیں جنکو اخبار بینی کا شوق ہی وہ دیکھتے ہیں کہ اخباروں میں پیشینگوئیاں چھپتی رہتی ہیں اور اکثر پوری بھی ہوجاتی ہیں پھر اس سے انکار کرنا کس قدر بیخبری یا ابلہ فریبی ہی جس کی انتہا نہیں یہ تو موجودہ زمانہ کا تجربہ بیان کیا گیا گذشتہ زمانہ کا معتبر تجربہ بھی ملاحظہ کیا جائے۔ رمال اور نجومی کے علاوہ پیشتر کاہن پیشین گوئیاں کرتے تھے اور اکثر اُن کے کہنے کے مطابق ہوتا تھا۔ حدیث سے بھی اس کا ثبوت پایا جاتا ہی امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں حیرت خیز واقعہ لکھتے ہیں اسے ملاحظہ کیا جائے۔

ان الکاهنة البغدادیة التی نقلها السلطان سنجر بن ملك شاہ من بغداد الی خراسان وسألها عن الاحوال الاٰتیة فی المستقبل فذکرت اشیاء ثم انها وقعت علی وفق کلامها۔ قال مصنف الکتاب وانا قد رأیت اناسا محققین فی علوم الکلام والحکمة حکوا عنها انها اخبرت عن الاشیاء الغائبة اخبارا علی سبیل التفصیل وجاءت تلك الوقائع علی وفق خبرها وبالغ ابو البرکات فی کتاب المعتبر

ایک بغدادیہ کاہنہ کو سلطان سنجر بغداد سے خراسان لیگیا اور بہت سی آئندہ کے حالات اُس سے دریافت کئے اور اس عورت نے انکا جواب دیا اور جیسا اُس نے کہا تھا اسی کیمطابق ہوا یعنی جو پیشینگوئیاں اُسنے کی تھیں وہ سب پوری ہوئیں۔ امام فخر الدین رازی کہتے ہیں کہ میں نے بعض ایسے علما کو دیکھا جو علم کلام اور علم حکمت کی محقق تھے انھوں نے اُسی عورت کاہنہ کی نسبت بیان کیا کہ اُس نے بتفصیل بہت سی آئندہ باتوں کی خبریں دیں اور اُسکے کہنے کیمطابق انکا ظہور ہوا اور علامہ

فی شرح حالها وقال قد تفحصت عن حالها مدة ثلثاثین سنة حتی یتقنت انها کانت تخبر عن المغیبات اخبارا مطابقا تفسیر کبیر۔ ج ۔ ۸	ابوالبرکات نے اپنی کتاب معتبر میں اسکا مشرح حال بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ میں نے تیس برس تک اُس کے حالات کو تحقیق کیا یہانتک کہ مجھے یقین ہوگیا کہ اسکی پیشینگوئیاں صحیح ہوتی ہیں تفسیر کبیر کی آٹھویں جلد میں یہ بیان ہے۔

اور مرزا صاحب اس تفسیر کو ایسا معتبر سمجھتے ہیں کہ اپنے قول کی سچائی میں اس کی تصدیق پیش کی ہے (انجام آتھم ص۳۰ ملاحظہ ہو) اب اسپر نظر کیجائے کہ وہ عورت پیشینگوئیاں کرنے میں اسقدر مشہور تھی کہ خراسان کا بادشاہ اُسے بغداد سے لیگیا اور امام فخرالدین رازیؒ اسکی پیشینگوئیوں کی صداقت میں تین شہادتیں پیش کرتے ہیں اول بادشاہ خراسان کا تجربہ دوم متعدد علمائے محققین کا تجربہ کہ اس کاہنہ نے بہت سے آئندہ باتوں کی خبر دی اور جیسا اُس نے کہا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا۔ سوم علامۂ ابوالبرکات کے تیس برس کا تجربہ۔ اتنے تجربہ کے بعد اُس کی پیشینگوئیوں کے سچے ہونیکی نسبت اپنا یقین ظاہر کرتے ہیں اب یہ کیسی بین شہادتیں مرزا صاحب کے قول کو غلط بتا رہی ہیں اور موجودہ اور گذشتہ صحیح واقعات اُن کے کلام کو محض غلط ثابت کر رہی ہیں پھر ایسی غلط بات کو اپنے دعوے کی صداقت میں پیش کرنا اور ایک معمولی بات کو عظیم الشان نشان اور انوکھی معجزہ کہنا کسی دیندار ذی حلم کا کام نہیں ہو سکتا اور خدا تعالیٰ کے برگزیدہ رسولوں کو تو بہت بڑی شان ہے اُن کی زبان وقلم سے ایسی غلط باتیں نہیں نکل سکتیں کیا مسیح موعود اپنے دعوے کے اثبات میں ایسی بات پیش کریں گے جس کی غلطی آفتاب کیطرح روشن ہے جسکو موجودہ زمانیکے واقعات اور تجربہ اور گذشتہ زمانیکی

شہادتیں غلط بتا رہی ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کسی ایماندار کی عقل اسکو جائز نہیں رکھ سکتی اس کاہنہ کیحالتیں اُن حضرات کو غور اور انصاف کرنا چاہیئے جو مرزا صاحب کی بعض پیشینگوئیونکی (خیالی) صداقت پیش کرکے یہ کہتے ہیں کہ اگر مرزا صاحب سچے نہ تھے تو یہ پیشینگوئیاں کیوں سچی ہوئیں اور خدا تعالےٰ نے ان کے کذب و افترا کی کیوں تائید کی اگر مرزا صاحب جھوٹے ہوتے تو اُن کی پیشینگوئیاں پوری ہوتیں اور یہ کامیابی انھیں نہ ہوتی اور خدا تعالیٰ اُن کی تائید نہ کرتا اب یہ حضرات اس کاہنہ کے حال پر نظر کریں اور خدا تعالےٰ کے کرشموں اور حکمتوں کو ملاحظہ فرمائیں کہ ایک ادنیٰ کافرہ عورت اپنی پیشینگوئیونکی وجہ سے اسقدر کامیاب ہوئی کہ خراسان کا بادشاہ اُسے قدر کیساتھ لیگیا اور بڑے بڑے علما اُسکی تعریف کرتے ہیں اُس کافرہ ادنیٰ عورت کیلئے یہ بہت بڑی کامیابی تھی مرزا صاحب اپنی حیثیت کے لحاظ سے اسقدر کامیاب نہیں ہوئے اور کوئی ذی علم ایماندار یہ نہیں کہہ سکتا کہ پچیس یا تیس برس تک ہم نے مرزا صاحب کی پیشینگوں کا تجربہ کیا اور کوئی پیشینگوئی اُن کی جھوٹی نہ ہوئی۔

بھائیو جھوٹی پیشینگوئیوں کا انبار ہے۔ بایں ہمہ اگر مرزا صاحب کے کاذب ملنے میں خدا تعالیٰ پر الزام آتا ہے تو اس کاہنہ کی پیشینگوئیوں کے پورا ہونے پر بھی الزام آنا چاہیئے کیونکہ وہ کاہنہ باوجود کافرہ ہونے اور شیاطین سے رابطہ رکھنے کے اہل اسلام بالخصوص علماء کے روبرو پیشینگوئیاں کرتی رہی اور خدا تعالیٰ انھیں پوری کرتا رہا اور اس کے کفر اور شیاطین کے ذلیل کرنے کیلئے اُسے جھوٹا نہیں کیا جسکی وجہ سے بالاضطرار اور بالطبع مسلمانوں کے دلوں میں بھی اس کافرہ کی صداقت اور عظمت بیٹھی اور یہ وہ خطرناک امر ہے جس سے انبیاء کرام علیہم السلام کی پیشینگوئیوں کی عظمت عوام کے خیال میں نہیں رہتی۔

المختصر اگر مرزا صاحب کے کاذب ماننے پر خدا تعالی پر الزام آسکتا ہی تو ان کاہنوں کی پیشینگوئیوں کے سچے ہونے پر بھی آسکتا ہی - اگر مرزا صاحب کیطرح زبان درازی کی مشق ہوتی اور خوف خدا نہ ہوتا تو الزام کی تقریر کر کے دکھلا دیتا مگر عاقل کیلئے اشارہ کافی ہی -

الحاصل! یہ یقینی بات ہی کہ پیشینگوئی کرنا اور اُسکا سچا ہو جانا اور کامیاب ہونا نبوت یا ولایت کی دلیل نہیں ہی دیکھو اسوقت مخالفین[1] اسلام کسقدر کامیاب ہیں اور اُن کی کامیابی سے دنیا پر کیسا مذہبی اثر ہو رہا ہی خدا کیلئے نظر وسیع کر کے اس میں غور کرو پھر مرزا صاحب کی کامیابی کو اُس سے مقابلہ کرو - مدرسہ قادیان کے بعض تعلیم یافتہ اصل دلیل کے جواب میں کچھ ایسے مضطرب ہوئے کہ رمّال وغیرہ کی پیشینگوئیوں سے انکار کر دیا اور قرآن مجید کی یہ آیت پیش کی -

عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ الخ اس آیت کی تفسیر مجیب تو کیا سمجھیں گے اگر خلیفہ صاحب بھی سمجھے ہوں گے تو اس بات کے ہرگز قائل نہ ہوں گے کہ اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بغیر الہام یا وحی کے کوئی انسان

---

[1] یہاں مرزا صاحب کے پیرو یہ کہا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کا یہ دعوی ہی کہ جو الہام اور نبوت کا دعوی کرے اور مفتری علی اللہ ہو وہ کامیاب نہیں ہوتا یہ نہیں کہتے کہ کوئی مخالف اسلام کامیاب نہیں ہوتا افسوس ہی کہ بعض ذی علم نیک طبیعت بھی مرزا صاحب کی دام میں ایسے آگئی کہ اپنی علم و فہم کو بھی کھو بیٹھی ای عزیزو اِس پر تو غور کرو کہ مرزا صاحب نے یہ قید کیوں لگائی کیا قرآن و حدیث سے اسکا ثبوت ہی؟

یہ تو ہرگز نہیں ہی مفتری علی اللہ قرآن مجید میں فرعون کی جماعت کو بھی کہا ہی - یہود و نصاری کو بھی کہا ہی بغیر کسی کو بھی کہا ہی اور جو الہام نبوت کا جھوٹا دعوی کری اُسے بھی کہا ہی اب کوئی یہ ثابت کر سکتا ہی کہ مفتری کی آخری قسم کیلئے بالتخصیص ناکامی کسی آیت سے ثابت ہی دوسروں کیلئے نہیں - ہرگز نہیں بلکہ قرآن مجید میں موجود ہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی جماعت کو مفتری علی اللہ کہکر فرمایا وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی یعنی نقصان اور ٹوٹے میں پڑا وہ شخص جس نے خدا پر افترا کیا یہاں تو عام مفتری کیلئے یہ حکم خداوندی بیان ہوا ہی پھر قرآن مجید کے خلاف مرزا صاحب کی

کسیطرح پیشینگوئی نہیں کرسکتا یہ موقع اس کے تفصیل کا نہیں ہی صرف اس قدر کہوں گا کہ آیت میں لفظ غیب آیا ہی اور وہ مضاف ہی ضمیر کیطرف جو عالم الغیب کیطرف پھرتی ہے جس سے غیب کی خصوصیت سمجھی گئی اس لئے آیت کا یہ مطلب ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب کو کسی مخلوق پر ظاہر نہیں کرتا مگر اپنے خاص رسول پر اب اگر غیب کے معنی وہ لئے جائیں جو مجیب سمجھا ہی تو یہ ماننا ہوگا کہ قرآن مجید میں ایسے مضامین بھی ہیں جو واقعات صحیحہ کے خلاف ہیں اور جن کے غلط ہونیکو ہر خاص و عام جانتے ہیں اور جان سکتے ہیں مگر ایسے معنی کرنا مدرسہ قادیان کے تعلیم یافتوں کے سوا کوئی فہمیدہ ایماندار نہیں کرسکتا آیت کی بیان نہیں عوام کیلئے تو میں اسقدر کہتا ہوں کہ یہاں غیب کے معنی بھید کے ہیں یعنی اللہ تعالےٰ کسی پر اپنا بھید ظاہر نہیں کرتا بجز اپنے خاص رسول کے۔ اس لئے آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جو باتیں بھید کی نہیں ہیں ان کا علم بھی کسی کو نہیں ہوتا اور یہ نہایت ظاہر ہے کہ فلاں مرد کا نکاح فلاں عورت سے ہوگا اور اس عورت کا باپ یا شوہر اتنے دنوں میں مریگا۔ خدا کے بھید میں داخل نہیں ہے اس لئے علم رمل وغیرہ سے ایسی باتوں کا معلوم کرنا اس آیت کے خلاف نہیں ہی اور اہل علم سے یہ کہتا ہوں کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

شرط پیش کرکے یہاں الزام دینا چاہتے ہو اور خدا کا خوف نہیں کرتے اور اگر اس شرط کیلئے کوئی عقلی ثبوت رکھتے ہو تو وہی پیش کرو مگر ہم کہتے ہیں کہ ہرگز نہیں پیش کرسکتے مرزا صاحب اربعین میں اس مخصوص مفتری کی ناکامی کیوجہ یہ لکھتے ہیں کہ اس کی گمراہی دنیا میں نہ پھیلے۔

اب جن کی آنکھیں ہیں اور کچھ عقل بھی اُنکے ساتھ ہی تو دیکھ لے کہ اسوقت دہریہ اور نصاریٰ کسقدر گمراہی دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔

مرزا صاحب کی جماعت کو دہریوں کی جماعت سے مقابلہ کیا جای جب دوسری گمراہوں کی گمراہی جھوٹے ملہم کی گمراہی سے زیادہ دنیا کو تباہ و گمراہ کررہی ہی تو کیا وجہ ہی کہ نصاریٰ اور دہریہ ناکام اور برباد نہوں اور صرف جھوٹے ملہم ہی تک ناکامی محدود رہی بھائیو ذرا عقل سے کام لو مرزا صاحب کی شرطوں اور قولوں پر اپنے ایمان کو برباد نہ کرو۔

غیب کے کئی معنی ہیں ایک معنی یہ بھی ہیں کہ جو چیز انسان اپنے ظاہری اور باطنی حواس سے معلوم نہ کر سکے اسے غیب کہتے ہیں اب جس قدر باتیں رمّال نجومی۔ کاہن۔ اہل فراست بیان کرتے ہیں اور گذشتہ اور آئندہ کی خبریں دیا کرتے ہیں غیب میں داخل نہیں ہیں کیونکہ انسان انھیں اپنے علم اور اپنی فہم سے معلوم کر سکتا ہے الغرض مذکورہ آیت کا یہ مطلب سمجھنا کہ مطلقاً پیشینگوئی کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے محض غلط ہے۔

الغرض عام پیشینگوئیوں کو انسانی طاقت سے باہر بتانا اور معمولی پیشینگوئیوں کو بہت ہی عظیم الشان کہکر اپنی صداقت کی دلیل میں پیش کرنا کسی صادق کا کام نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ کسی نبی نے اپنی صداقت کے ثبوت میں اپنی پیشینگوئیوں کو پیش نہیں کیا اور نہ کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ پیشینگوئی کا نبوت یا مجدد ہونے کی دلیل ہو سکتی ہے۔ اس بیان سے روشن ہو گیا۔ کہ مرزا صاحب نے جو اپنی صداقت کا بڑا معیار پیشینگوئی کو قرار دیا تھا وہ محض غلط ہے۔ پیشینگوئی صداقت کی معیار نہیں ہو سکتی اسی تحقیق کی بنا پر میں نے حصۂ دوم میں لکھا ہے کہ پیشینگوئی کا سچا ہو جانا معیار صداقت نہیں ہے اس پر وہی قادیان کے تعلیم یافتہ بڑی شوخ چشمی سے لکھتے ہیں کہ چونکہ مرزا صاحب کی پیشینگوئیاں سچی ہوئیں اس لئے یہ ایسا کہدیا۔ مگر اہل نظر واقف کار جانتے ہوں گے کہ یہ خیال محض غلط ہے میں نے ایک سچی اور واقعی تحقیق بیان کی ہے اور مرزا صاحب کی جھوٹی پیشینگوئیاں تو فیصلہ آسمانی کے پہلے اور دوسرے حصہ میں بیان کی گئی ہیں اب انھیں کوئی سچا ثابت کرے جو حضرات مرزا صاحب کے قریب رہتے ہیں اور

ؔ اور ایک رسالہ خاص انکی غلط پیشینگوئیوں میں لکھا گیا ہے۔ مسیح کاذب جسکا نام ہے اور رسالہ النجم الثاقب دیکھنا چاہئے جس میں جھوٹی پیشینگوئیوں کے علاوہ جن پیشینگوئیوں کے سچے ہونیکا دعوی ہے انھیں بھی غلط ثابت کر کے دکھایا ہے۔ ۱۲

اونکی حالت سے زیادہ واقف ہیں وہ تو علانیہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی کوئی ایسی پیشینگوئی پوری نہیں ہوئی جو صاف لفظوں میں ہو۔ مولوی ثناء اللہ صاحب مرزا صاحب کے روبرو کہتے رہے اور چیلنج دیتے رہے کہ پیشینگوئیوں کی پڑتال پر گفتگو کرلیجائے مرزا صاحب نے دھمکیاں تو بہت دیں اور حسب عادات اس کے متعلق جھوٹی پیشینگوئیاں بھی کیں مگر یہ جرأت نہ ہوئی کہ اُن کے مقابل میں پیشینگوئیوں کی صداقت ثابت کرتے اُن کے مرنیکے بعد اُن کے متبعین سے بھی اُن کا یہی چیلنج ہی کہ پیشینگوئیوں کی پڑتال کرلیں لاہور میں جلسہ کرلیا جائے مگر کسی احمدی کی جرأت نہ ہوئی پھر کس بنیاد پر یہ جھوٹا دعوے کیا جاتا ہی کہ مرزا صاحب کی پیشینگوئیاں پوری ہوئیں مگر میں نے تو یہ دکھا دیا کہ اگر اس قسم کی پیشینگوئیاں صحیح بھی ہوجائیں تو دعوی نبوت یا مہدویت ثابت نہیں ہوسکتا بعض احمدی اس قول کی نسبت یہ کہتے ہیں۔ کہ جس شخص کا یہ مذہب ہو کہ پیشینگوئی کا صحیح ہونا صداقت کی نشانی نہیں اُس کا کسی پیشینگوئی پر اعتراض کرنا شرارت سے خالی نہیں اُس نے تو ساری انبیاء کی پیشینگوئیوں پر ہاتھ صاف کردیا۔ یہ دعوے تو دلیل بینہ سے ثابت کردیا گیا کہ پیشینگوئی کا صحیح ہوجانا معیار صداقت نہیں ہوسکتا دنیا میں کسی ذی علم راستباز کا یہ مذہب نہیں ہی کہ پیشینگوئی کا صحیح ہوجانا مدعی کی نبوت یا مقدس ہونیکی دلیل ہی۔ تمام رمال، جفار، کاہن پیشینگوئی کرتے ہیں اور اُن کی بہت پیشینگوئیاں صحیح ہوتی ہیں۔ دنیا میں کوئی وسیع النظر واقف کار اس سے انکار نہیں کرسکتا ایک کاہنہ کا حال لکھا گیا کہ بڑے بڑے علماء نے برسوں اُس کے پیشینگوئیوں کا تجربہ کیا اور صحیح پایا پھر جو شخص ان بدیہی باتوں پر نظر نہ کرے اور اس بات کی وہ کوئی دلیل بھی پیش نہ کرسکے کہ پیشینگوئی کا سچا ہوجانا صداقت کی دلیل ہی بایں ہمہ اُس کا یہ دعوی کرنا کہ پیشینگوئی کا سچا ہوجانا صداقت کی نشانی ہی حماقت بلکہ شرارت سے خالی نہیں ہوسکتا کیونکہ ہوش و حواس رکھکر کوئی پڑھا لکھا

انسان نیک نفسی کے ساتھ ایسا دعویٰ نہیں کر سکتا جسے عالم کے واقعات روزمرہ کے تجربات غلط بتا رہے ہوں اس شخص کی شرارت اس سے بھی ظاہر ہے کہ بلاوجہ اور بغیر کسی دلیل کے ایک مسلمانوں کی خیر خواہ کو شریر بتا رہا ہے کوئی حق پسند ذی علم نہیں کہہ سکتا کہ پیشینگوئیوں کا صحیح ہونا صداقت کی نشانی ہے پیشینگوئی ایک مشترک چیز ہے انبیا بھی کرتے ہیں۔ اور غیر انبیا بھی کرتے ہیں اور ہر ایک کی پیشینگوئی صحیح بھی ہوتی ہے پھر ایسی مشترک چیز کو نبوت کا نشان بتانا بجز جہالت یا ابلہ فریبی کے اور کیا ہو سکتا ہے ہمیں انبیاء کی شان میں کسی قسم بے ادبی نہیں ہے بلکہ امر حق ظاہر کرنے کیلئے ایک سچی بات کا اظہار ہے اور یہ کہنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہدے کہ کھانا کھانا نبی کی صداقت کی دلیل نہیں ہے کیونکہ تمام انسان کھاتے ہیں اسیطرح پیشینگوئی کرنا نبوت کی دلیل نہیں ہے کیونکہ بعض اور انسان بھی پیشینگوئی کرتے ہیں جو نبی نہیں ہیں اسمیں شبہ نہیں ہے کہ پیشینگوئی کے اسباب میں فرق ہے انبیاء کرام وحی و الہام سے کرتے ہیں اور دوسرے لوگ علم و فراست سے مگر یہ فرق ایسا ہے کہ دوسروں پر ظاہر نہیں ہو سکتا اسی وجہ سے کسی نبی نے اپنی صداقت کے معیار پیشینگوئی کو نہیں بتایا اب جو مدعی تمام انبیاء کے خلاف پیشینگوئی کو اپنی صداقت کا معیار بتاتا ہے وہ بالیقین کاذب ہے اور اُس کے کذب پر قرآن مجید کی نص قطعی شاہد ہے وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ خاتم النبیین کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے اسکے کاذب ہونے میں کسی مسلمان کو تردد نہیں ہو سکتا ہے اور ہاتھ صاف کرنا تو اسے کہتے ہیں جیسا مرزا صاحب نے بعض انبیاء[1] پر کیا ہے۔ جنکی مدح میں خدا تعالیٰ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فرماتا ہے جنکو مقربین میں ارشاد فرماکر انکے معجزات بینہ کو بیان فرمایا ہے انھیں معجزات کو مسمریزم اور تالاب کی مٹی کا اثر بتایا ہے

[1] اس سے مراد حضرت مسیح علیہ السلام ہیں اور حضرت یونس علیہ السلام کو بھی انجام آتھم میں الٹی نار والزام دئے ہیں کہ شان نبوت کے نہایت ہی منافی ہیں اسکا ذکر خاص رسالے میں دیکھنا چاہئے جو حضرت یونس علیہ السلام کے ذکر میں لکھا گیا ہے ۱۲

اور ایسی فحش کلمات اُن کی شان میں لکھے ہیں کہ کوئی بھلا آدمی کسی ادنیٰ سے ادنیٰ کو بھی نہیں کہتا اُن کلمات کو دیکھکر یا کسی کے زبان سے سُنکر سچے مسلمان کا دل لرز جاتا ہے اور کسی حالت میں اُن کلمات کا زبان پر لانا تو کسی مسلمان کا کام نہیں ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۶ سے ۹ تک کا حاشیہ اور دافع البلاء کا آخری صفحہ دیکھنا چاہیئے۔

الحاصل! معمولی پیشینگوئیوں کو عظیم الشان نشان قرار دیکر اپنی صداقت کا معیار بنانا کسی صادق کا کام نہیں ہے مگر الحمد اللہ کہ مرزا صاحب اپنے مقرر کردہ معیار کی رو سے بھی کاذب ثابت ہوئے یعنی وہ پیشینگوئیاں غلط ہوئیں جنھیں انھوں نے اپنی صداقت کا عظیم الشان نشان ٹھیرایا تھا یہ خدا کا بڑا فضل ہوا کہ حق و باطل پوشیدہ نہ رہا۔

چوتھی دلیل یہ تو اظہر من الشمس کر دیا گیا کہ پیشینگوئی کا سچا ہو جانا صداقت کی دلیل نہیں ہے اب یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ پیشینگوئی کا پورا نہ ہونا مدعی کے کاذب

ؔ۱ اس حوالے کی نسبت مرزائی کبھی تو یہ کہتے ہیں کہ یہاں جو کچھ کہا ہے وہ یسوع کو کہا ہے حضرت عیسیٰؑ کو نہیں کہا اور جب مرزا صاحب نے رسالہ توضیح مرام سے دکھا دیا کہ یسوع اور مسیح اور عیسیٰ ایک ہی ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ پادری کے الزام دینے کو کہا گیا ہے۔ اب کوئی بندۂ خدا ان ناحق شناسوں سے دریافت کرے کہ انبیاء کرام کی اسطرح بے حرمتی کرنا الزام کے طور پر بھی شریعت محمدیہ میں جائز ہے۔ قرآن وحدیث میں کہیں دکھا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ قرآن مجید میں تو نبیوں کو سخت الفاظ سے یاد کرنے کو منع فرمایا ہے۔ اور انبیاء کی شان تو یہ ہے کہ یہودی کے مقابل میں جناب رسول اللہ ؐ نے اپنے صحابی سے فرمایا کہ مجھے موسیٰؑ پر فضیلت نہ دو۔ اس میں شبہ نہیں کہ نبی کی ایسی توہین قرآن اور حدیث کے بالکل خلاف ہے۔ ۱۲

ؔ۲ اس حوالے میں جو فضیحت کن الزام حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر دیا ہے وہ پادری کے مقابلہ میں نہیں ہے بلکہ قرآن کا حوالہ دیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ بطور تحقیق بیان کیا ہے۔ ۱۲

ہونے کی دلیل ہی یعنی اگر کسی مدعی نبوت کی ایک پیشینگوئی بھی غلط ہو جای تو اسُ کا جھوٹا ہونا یقینی ہی قرآن مجید اور تورات[1] دونوں اس کی شہادت دیتی ہیں تورات کتاب استثنا، باب (۱۸) میں ہی - لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کری کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اُسے حکم نہیں دیا تو وہ نبی قتل کیا جاوی اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیونکر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں تو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کہے اور جو اسُ نے کہا ہی واقع نہ ہو یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند نے نہیں کہی بلکہ اسُ نبی نے گستاخی سے کہی ہے - اس حوالے میں ناظرین کو دو باتوں کیطرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں -

ایک یہ کہ یہاں کہا گیا ہی کہ جس مدعی نبوت کی پیشینگوئی سچی نہ ہو اسُی جھوٹا سمجھو اور اس معیار اور شناخت کو ایسا مستحکم اور کامل قرار دیا کہ کسی دوسری حالت پر توجہ کرنیکا اشارہ بھی نہیں کیا گیا مگر یہ نہیں کہا کہ اگر کوئی نبوت کا دعوی کرنیوالا پیشینگوئی کری اور اسکی کہنے کی مطابق ظہور میں آئے تو اسُی مانو وہ خدا کا بھیجا ہوا رسول ہی اس سے صاف ظاہر ہوا کہ پیشینگوئی کا سچا ہو جانا مدعی نبوت کے صداقت کی دلیل نہیں ہی حضرات مرزائیان عبث مرزا صاحب کی بعض مہمل پیشینگوئیوں کو لئی پھرتے ہیں اور غل مچاتے

[1] اس دعویکی ثبوت میں قرآن مجید و تورات مقدس دونوںکا حوالہ اس لئے دیا ہی تاکہ معلوم ہو جای کہ اس مضمون میں قرآن مجید اور تورات بالکل مطابق ہیں اس سی کامل طور سی ظاہر ہی کہ تورات کا یہ مضمون تحریف سی پاک ہی اور مرزا صاحب توضیح مرام کی صـ ۹۸ میں انجیل اور قرآن مجید سی وعدہ الہٰی نقل کر کی لکھتی ہیں کیا اس میں خدا کی اس وعدہ کا تخلف نہیں جو اس کی تمام پاک کتابوں میں بتواتر وتصریح موجود ہی - چونکہ قرآن مجید سی ظاہر ہی کہ جسطرح قرآن مجید خدا کی پاک کتاب ہی اسی طرح تورات و انجیل بھی خدا کی کتابیں ہیں اس لئے مرزا صاحب ان سب کتابونکو خدا کی پاک کتاب سمجھتی ہیں اب جسکا قلب کفر و الحاد اور دہریت سی پاک ہی وہ پاک کتابونکی متفق علیہ مسئلہ کو ضرور مانیگا اور جسکا دل ملوث ہو وہ کچھ نہ کچھ باتیں بنا کر خدا کی پاک کتابوں کی بات ٹالدیگا اللہ تعالی مسلمانوںکو اس سے محفوظ رکھی آمین - غرض جسطرح یہاں مرزا صاحب نے تورات و انجیل کا حوالہ دیا اور اسُی پاک کتاب بتایا اسیطرح ہمنی بھی حوالہ دیا جسطرح توضیح المرام کی حوالہ کو حضرت مرزائی صحیح مانتی ہیں یہاں بھی ماننا ہوگا اگر کچھ انصاف پسندی ہی اور جبتک مضمون کتاب مقدس کا ہی تو مرزا صاحب کو نبی کاذب ضرور ماننا ہوگا ۱۲

ہیں کہ یہ پیشینگوئی پوری ہوگئی۔

الغرض! توریت میں نہایت صراحت سے بیان ہوا کہ پیشینگوئی کا پورا نہ ہونا مدعی کے

کاذب ہونیکی دلیل ہے یعنی جو نبوت کا دعوی کرے اور اسکی ایک پیشینگوئی بھی پوری نہ ہو وہ یقیناً جھوٹا ہے۔ توریت کا یہ مضمون قرآن مجید کے بالکل مطابق ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ ارشاد اسی کتاب الٰہی کا ہے جسکی تصدیق قرآن مجید میں ہے اس لئے اس صریح ارشاد کیطرف توجہ نہ کرنا کلام الٰہی سے مونہہ پھیرنا ہے۔ اب قرآن مجید کا ارشاد بھی ملاحظہ ہو۔ قرآن مجید میں بہت جگہ نہایت تاکید سے قطعی طور پر بیان ہوا ہے کہ خدا تعالے کی تمام وعدے سچے ہوتے ہیں وہ ذات مقدس جسطرح تمام عیوب سے منزہ اور پاک ہے اسی طرح وہ وعدہ خلافی کے عیب سے بھی پاک ہے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ وہ کوئی وعدہ کرے اور پورا نہ کرے۔ یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ اس کے کسی وعدے میں ایسی پوشیدہ شرطیں ہوں کہ بندے اس سے واقف نہ ہوں کیونکہ اس کی وجہ سے اوس کریم کے تمام وعدوں سے اطمینان اُٹھ جائیگا اور کسی وعدہ کی وقعت بندے کے قلب میں نہ رہے گی اور اس کے تمام وعدے بیکار ہو جائیں گے یہ بھی معلوم کر لینا چاہیئے کہ جسطرح اس کے تمام وعدے پورے ہوتے ہیں اسی طرح اس قدوس غیر متغیر اور متین کی ساری وعیدیں بھی پوری ہوتی ہیں ٹل نہیں سکتیں اسپر ایمان رکھنا فرض ہے اب اس دعوی کے ثبوت میں قرآن مجید کی چند آیتیں نقل کیجاتی ہیں۔

آیت	مطلب
(۱) رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (آل عمران ع ۲۰)	اے ہمارے پروردگار تو نے جو اپنے رسولوں کے ذریعہ سے ہم سے وعدہ کیا ہے اسے پورا کر اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کر اسمیں شبہ نہیں کہ تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

اس آیت میں تعلیم ہو رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے التجا کرتی رہا کرو کہ تو نے جو اپنے رسولوں کے ذریعہ سے جو وعدہ فرمایا ہے وہ عنایت فرما پھر اس عنایت فرمانے اور وعدہ پورا کرنے کی ترغیب میں اسطرح کہنے کی تعلیم ہوئی کہ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ یعنی اس میں شبہ نہیں کہ تو وعدہ خلافی نہیں کرتا تیرے سارے وعدے پورے ہوا کرتے ہیں یہ طرز بیان روشن دلیل ہے کہ سنت اللہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام وعدے پورے ہوا کرتے ہیں یہ طرز بیان بتا رہا ہے کہ المیعاد میں الف ولام استغراق کا ہے چونکہ الدعا مخ العبادۃ ہے اس لئے دعا کا طرز تعلیم ہوا۔

الغرض! یہ آیت قطعی طور سے ثابت کرتی ہے کہ خدا تعالیٰ کے وعدے جو اس کے رسولوں کے ذریعہ سے ہوتے ہیں انمیں خلاف ہرگز نہیں ہو سکتا اور نہ انمیں پوشیدہ شرط ہوتی ہے جس کا علم بندے کو نہ ہو اس لئے بندوں کو اس کے وعدوں پر اطمینان رکھنا چاہیئے

آیت	مطلب
(۲) لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَعْدَ اللّٰهِ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ (زمر ع ۲)	لیکن جو اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے اُن کیلئے بالاخانے اور اُنپر بالاخانے ہیں جنکے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلے پرہیزگاروں سے وعدہ فرمایا اس کے بعد کامل اطمینان دینے کیلئے ارشاد ہوا کہ یہ اللہ کا وعدہ ہے کسی دوسرے کا نہیں ہے کہ اس کے پورا ہونے میں

؎ یعنی دعا گویا عبادت کا مغز ہے۔ ۱۲

تردد ہو پھر بغرض نہایت تاکید اور تصریح کے ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا اس طرز بیان نے نہایت خوبی کیساتھ ثابت کر دیا کہ خدا کے ساری وعدے پوری ہوتے اور اُن میں کوئی پوشیدہ شرط بھی نہیں ہو سکتی جسکی وجہ سے بندی کا اطمینان جاتا رہی اگر ایسی صراحت کی بعد بھی اُس قدوس کے ایک وعدی میں بھی پوری ہونے کا احتمال نکالا جائے اور کہا جائے کہ اُس کے بعض وعدی پورے نہیں ہوتی یا بعض وعدوں میں ایسی شرط ہوتی ہی جسپر بندی کو اطلاع نہیں ہوتی تو اس قدوس قدیر کا یہ بیان بالکل غلط ہو جائیگا اور اُس کا کوئی وعدہ قابل اطمینان نہ رہے گا چنانچہ مرزا صاحب بھی اسے تسلیم کرتے ہیں اور توضیح مرام مطبوعہ ریاض الہند امرتسر کے صفحہ ۹ میں خداتعالیٰ کا وعدہ نقل کرکے لکھتے ہیں کہ کیا ایسے بزرگ اور حتمی وعدہ کا ٹوٹ جانا خداتعالیٰ کی تمام وعدوں پر ایک سخت زلزلہ نہیں لاتا۔ یقیناً سمجھو کہ ان لغو باتوں سی خداتعالیٰ کی کسر شان اور کمال درجہ کی بے ادبی ہوگی۔

مرزا صاحب کا یہ قول نہایت صراحت کیساتھ کہہ رہا ہی کہ خداتعالیٰ کے ایک وعدی میں بھی خلاف نہیں ہو سکتا خواہ وہ خلاف ہونا کسی پوشیدہ شرط کیوجہ سے ہو یا بغیر شرط کے ہو اور یہی حال بعینہ وعید کا ہے۔

آیت	مطلب
(۳) وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا تُصِیْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِیْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰی یَاْتِیَ وَعْدُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔ (سورہ رعد ع ۴)	کفار مکہ کو اُن کے کئے کی سزا پہنچتی رہی گی خاص انھیں پہنچے یا اُن کے پڑوسی کو تاکہ وہ دیکھکر متنبہ ہوں یہانتک کہ اللہ کا وعدہ (موت یا قیامت) آجائے اس میں شبہ نہیں کہ اللہ کا وعدہ خلاف نہیں ہوتا۔

اس آیت میں وعید کا بیان ہی مگر وہی طرز ہے جو پہلی دو آیتوں میں وعد کے بیان میں ذکر کیا گیا جس سے ظاہر ہی کہ المیعاد میں الف ولام استغراق کا ہی جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کل وعیدیں پوری ہوتی ہیں اور ایسا ہونا ضروری ہی کیونکہ اگر ایک وعدہ یا وعید پورا نہ ہو تو اُس قدوس کا کذب لازم آئے اور اسکا کاذب ہونا بالذات محال ہی جو ایسا سمجھے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے کل وعدے اور وعیدیں پوری نہیں ہوتیں بعض ہوتی ہیں وہ اُس ذات پاک میں سخت عیب لگاتے ہیں اور جو یہ کہتا ہی کہ المیعاد میں الف ولام عہد ذہنی ہی وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ عہد ذہنی کسے کہتے ہیں کیونکہ الف لام عہد خارجی ہو یا عہد ذہنی ہو اُس سے مراد ایک چیز ہوتی ہے اگر عہد خارجی ہے تو وہ ایک چیز متکلم اور مخاطب دونوں کے نزدیک خارج میں متعین ہوتی ہی اور اگر عہد ذہنی ہی تو صرف متکلم کے ذہن میں اسکا تعین ہوتا ہے مگر ہوتی ایک شئی ہے اب اس پر نظر کیجائے کہ آیت اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔ قرآن مجید میں کئی جگہ آئی ہے اور میعاد سے مراد کہیں وعدہ ہی اور کہیں وعید ہے مقصود آیت سے خدا تعالیٰ کے خاص صفت الیفاء وعدہ اور وعید کی عظمت بیان کرنا ہی کہ خدا تعالیٰ ایسا سچا اور صادق الوعد ہے کہ اُس کا وعدہ کبھی خلاف نہیں ہوتا اور وہ ایسا متین غیر متغیر ذو البطش الشدید ہی کہ اس کی کوئی حتمی وعید نہیں ٹلتی اس لئے اُس کا یہ بھی ارشاد ہی کہ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ یعنی اللہ کی باتوں میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا بندوں کی ترغیب کیلئے یہ بیان نہایت ضرور اور نہایت مفید ہی مگر یہ مطلب اُسیوقت ہو سکتا ہی کہ المیعاد میں الف لام استغراق کا ہو جس کا حاصل یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی وعدے اور وعید میں خلاف نہیں کرتا اور اگر المیعاد میں الف لام عہد ذہنی ہی تو آیت کا حاصل یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک وعدہ

ل مرزا صاحب اور اُن کے پیرو یہی کہتے ہیں برق آسمانی وغیرہ دیکھو ۱۲

یا وعید ضرور پوری ہوتی ہی باقی سینکڑوں وعدے اور وعیدیں پوری ہوں یا نہ ہوں اُنپر اطمینان نہیں کرنا چاہیئے۔ اب رہا وہ ایک وعدہ یا وعید جسکے پورا ہونیکا ذکر آیت میں ہے اس کا علم اللہ کو ہی بندے کو نہیں ہے اس کا حاصل یہ ہوا کہ اللہ کے کسی وعدہ اور وعید پر بندے کو اطمینان نہیں ہو سکتا۔ جب آیت کا یہ حاصل ٹھیرا تو دیکھا جاوے کہ یہ مضمون خدا تعالیٰ کی عظمت شان کے کسقدر خلاف ہی کہ اُس مقدس غیر متغیر ازلی و ابدی کا ایک وعدہ یا ایک وعید بھی ایسا نہیں ہے جسپر بندیکو پورا اطمینان ہو۔ مرزائیوں کے خدا کی یہ شان ہو اب لغماے جنت کے وعدے اور عذاب دوزخ کی وعیدیں سب بیکار ہی استغفر اللہ۔ یہ حالت بعض ایسے رئیسوں کی ہوتی ہے جن کے قول و فعل پر کسی کو اعتبار نہیں ہوتا اور کذب اور بے اعتباری میں مشہور ہوتے ہیں افسوس ہے کہ حضرات مرزائی خدائے قدوس کو بھی ایسا ہی خیال کرتے ہیں مگر ایسے خدا پر مرزا صاحب اور اُن کے پیرو ہی ایمان لا سکتے ہیں۔

خوب یاد رہی کہ جب وہ المیعاد میں الف لام عہد ذہنی کہیں گے تو آیت کا یہی مطلب ہوگا اسکے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا اب ناظرین مرزا صاحب کی قرآندانی معلوم کریں کہ مرزا صاحب ایسے قرآنداں تھے کہ خدائے قدوس کو ایسا ہی فضول گو متلون ثابت کرنا چاہتے ہیں جیسا ایک معمولی انسان فضول گو کاذب ہوتا ہی۔ تعالی اللہ عما یصفون۔

آیت	مطلب
(۴) الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝ (الی) وَعْدَ اللّٰهِ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (روم ع ۱)	نزدیک کے ملک میں رومی نصاریٰ مغلوب ہوگئے ہیں لیکن عنقریب غالب ہونگے۔ اللہ تعالیٰ یہ ارشاد فرما کر اپنی بندوں کو وثوق دہی کیلئے کہتا ہی کہ یہ اللہ کا وعدہ ہی اور اللہ اپنی وعدے کے خلاف نہیں کرتا

اس آیت کی طرز بیان نے بھی قطعی فیصلہ کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کسی وقت وعدہ خلافی نہیں کرتا اگر اُس کے وعدہ میں کسیوقت پورا ہونیکا احتمال ہو تو اس آیت میں جو بیان خداوندی ہے وہ صرف فضول اور بیکار ہی نہ ہوگا بلکہ غلط ہو جائیگا (العیاذ باللہ)

الغرض پہلی اور دوسری اور چوتھی آیت نص قطعی ہیں اثبات میں کہ خدا تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا اور نہ اُس کے وعدہ اور وعید میں کوئی پوشیدہ شرط ہو سکتی ہے اگر یہ مان لیا جائے کہ بعض وعدوں میں پوشیدہ شرطیں بھی ہوا کرتی ہیں تو کسی وعدے پر اطمینان نہیں رہ سکتا ہر ایک وعدے میں احتمال ہوگا کہ اس میں کوئی شرط ہو جسے ہم معلوم نہیں کر سکتے غرضکہ تمام وعدے متزلزل اور غیر قابل اطمینان ہو جائیں گے۔

مطلب	آیت
اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو متنبہ کرتے تاکید کیساتھ فرماتا ہے کہ اے خوب سمجھو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہوتا ہے۔ (اسمیں کسیوقت جھوٹ کا شائبہ نہیں ہو سکتا) لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔	(۵) اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ (یونس ع ۶)

یعنی انھیں کامل یقین نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ کے تمام وعدے اور وعیدیں پوری ہوا کرتی ہیں اگر انھیں سچا یقین ہوتا تو ہرگز ایسی باتیں نہ کرتے جسکی وجہ سے وہ کسی وعید الٰہی کے مستحق ہوتے۔

مطلب	آیت
اے پیغمبر کنکرین تجھسے عذاب کی جلدی کرتے ہیں	(۶) وَیَسْتَعْجِلُوْنَکَ بِالْعَذَابِ

وَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ ط (سورہ حج ع ۶)	(یہ یقین کرلین کہ) اللہ اپنے وعدے کے خلاف ہرگز نہیں کریگا

یعنی اللہ نے کافروں سے جو عذاب کا وعدہ کیا ہی وہ ضرور پورا ہوگا اُس کے خلاف ہرگز نہیں ہو سکتا مگر وہ حکیم ہے اُس کی حکمت اور مصلحت نے اس کیلئے وقت مقرر کر رکھا ہی اسوقت پر اسکا ظہور ہوگا اُسکی ذات جلد باز نہیں ہے بلکہ غصہ کرنے میں دھیما ہے اس لیئے اُن کی جلدی کرنیسے[1] فوراً عذاب نہیں آسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعید کے پورا کرنے کو زیادہ تاکیدی بیان فرمایا ہی کیونکہ وعدہ خلافی کی نفی لفظ لَنْ سے کی ہی جو عربی زبان میں نفی کی تاکید کے لئے آتا ہے آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ جس کیلئے کوئی وعید کری اُس کے خلاف ہرگز نہیں ہو سکتا وہ وعید ضرور پوری ہوکر رہی گی اگر اس کیلئے وقت مقرر کر دیا گیا ہے تو اسوقت پر اسکا پورا ہونا ضرور ہی اور اگر وقت مقرر نہیں کیا گیا تو اُس کی مشیت جسوقت ہو اسوقت پر اُسکا ظہور ہوگا اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وعید کو بھی وعد کہتے ہیں کیونکہ اس آیت میں خاص وعید کا

[1] اس آیت نے اس مضمون کی شرح کردی جو حضرت نوح علیہ السلام کے ذکر میں ہی کہ اُنکی قوم نے کہا تھا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا الخ یعنی جو تم عذاب کا وعدہ کرتے ہو تو عذاب لاؤ اُنکی جواب میں حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا اِنَّمَا یَاْتِیْکُمْ بِہِ اللّٰہُ اِنْ شَآءَ یعنی اللہ چاہیگا تو لائیگا یعنی حضرت نوح کے انشاء کہنے کا یہ مطلب نہیں ہی کہ وعید الٰہی کا آنا یقینی نہیں ہی ممکن ہی کہ آدی یا نہ آدی بلکہ جسطرح اس آیت میں صراحت ہی کہ منکرین عذاب کی جلدی کرتے تھے اسیطرح حضرت نوح کی قوم جلدی کرتی ہوگی اس لئے حضرت نوح نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہیگا تو جلد لائیگا یعنی وعید کا پورا ہونا تو ضرور ہے مگر تمہاری خواہش کے مطابق جلد اسکا ظہور ہو جائے یہ اُسکی مشیت پر ہی اس کی نسبت ہم کچھ کہہ نہیں سکتے چنانچہ امام نووی اپنی تفسیر مراح لبید میں لکھتے ہیں کہ اِنَّمَا یَاْتِیْکُمْ بِہِ اللّٰہُ۔ ای ان الاتیان بالعذاب الذی تستعجلونہ امر خارج دائرۃ القوی البشریۃ وانما یفعلہ اللہ تعالیٰ ان شاء امام نووی کی تفسیر سے بھی وہی معلوم ہوا جو ہم نے بیان کیا کہ کفار عذاب کی جلدی کرتے تھے اسی کی نسبت کہا گیا کہ اگر اللہ چاہیگا تو جلد لے آئیگا۔

افسوس ہی کہ جماعت احمدیہ باوجود بڑے دعوے کے قرآن مجید کو نہیں سمجھتی اور اس آیت سے یہ بات ثابت کرنا چاہتی ہی کہ خدا تعالیٰ کی وعید کا پورا ہونا ضرور نہیں ہی اخبار بدر مورخہ ۸ اگست ۱۹۱۲ء میں نکاح والی پیشگوئی کا مضمون دیکھا جائے۔ ۱۲

ذکر ہے مگر لفظ وعدؔ آیا ہی اس سے ظاہر ہو گیا کہ قرآن مجید میں جہاں لفظ وعد یا میعاد کا استعمال کیا گیا ہی اور قرینہ مقام نے کسی معنی کو خاص نہیں کیا تو یہ لفظ دونوں کو شامل رہیگا

آیت	مطلب
(۷) فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ (سورہ ابراہیم ع ۷)	اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے یا عام مخاطبین سے ارشاد فرماتا ہے کہ تو ایسا خیال اور گمان ہرگز نہ کر کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کریگا اسمیں شبہ نہیں کہ اللہ زبردست بدلہ لینے والا ہے۔ گروہ منکرین سے انکار کا بدلہ لیگا اور اپنے رسول کے ذریعہ سے جو وعید انکے لئے کی ہے اُسے ضرور پورا کریگا

جس طرح سابق کی آیت میں بیان ہے کہ وعید کی پیشینگوئی ٹل نہیں سکتی ضرور پوری ہو کر رہتی ہے اسی طرح اس آیت میں بھی وہی بیان ہے مگر نہایت ہی تاکید سے کیونکہ اس میں وعدہ خلافی کے گمان وخیال کی بتاکید ممانعت فرمائی جسکا حاصل یہ ہوا کہ وعید کی پیشینگوئی کا ٹل جانا تو بڑی بات ہی اس کا گمان وخیال بھی نہ کرنا کہ ایسی پیشینگوئی ٹلجاتی ہے۔ یہ کمال مرتبہ کی تاکید ہے اس تاکید کیوجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ جس پیشینگوئی کی مخاطب خاص رسول ہوں اور پھر وہ اپنی امت سے یہ کہیں کہ اللہ نے ہم سے یہ وعدہ کیا ہے اگر وہ ٹلجاے اور اس کا ظہور نہ ہو تو یہاں اللہ تعالیٰ اور اُس کا سچا رسول دونوں کاذب ٹھیرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی پر عذاب آنیکی خبر دی تھی مگر کسی وجہ سے عذاب نہ آیا اس لئے وہ خبر غلط ہو گئی اور اُس صادق قدوس پر کذب کا الزام آیا پھر اس خبر کے

لہ لغت عرب کے اعتبار سے لفظ وعد خیر اور شر دونوں کو شامل ہے یعنی وعدہ خیر کو بھی کہتے ہیں اور وعدہ شر کو بھی کہتے ہیں جس کا نام وعید ہے مذکورہ آیات سے اسکا ثبوت ہو گیا کہ لفظ وعد دونوں معنی کے لئے آتا ہے۔ ۱۲

غلط ہونے سے امت کے نزدیک خدا کے سچے رسول بھی جھوٹے ثابت ہوئے غرضکہ خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول دونوں پر الزام آتا ہے اس کے سوا جتنی وعید کی پیشینگوئیاں[1] ہیں سب متزلزل اور غیر معتبر ہوگئیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ ایسا گمان بھی نہ کرو کہ وعید کی پیشینگوئی جو خدا تعالیٰ اپنے رسولوں سے کرتا ہے وہ کسیوقت ٹلجاتی ہے۔ بلکہ اُس کے ٹلجانیکا وہم و گمان بھی نہ کرنا مفسرین نے اس مضمون کی تاکید دوسرے طریقے سے بیان کی ہے چونکہ وہ علمی بات ہے اور علمی مضمون سے کم علم اور عوام کو مطلقاً دلچسپی نہ ہوگی اس لیے میں اُسے بیان نہیں کرتا - **اہل علم** ! تفسیر ابو مسعود ملاحظہ کریں اس میں اسکی تفصیل اچھی طرح ہے اور تفسیر کبیر وغیرہ میں بھی ہے تفسیر ابو مسعود میں نہایت صفائی سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے ذریعہ سے روز قیامت کی جو وعیدیں ظالموں کے لئے بیان فرمائی ہیں وہ اسی طرح پوری ہوں گی جس طرح پہلی نافرمان امتوں کی وعیدیں جو انبیاؤں کے ذریعہ سے دنیا میں کی گئیں تھیں وہ پوری ہوئیں اور جن کے ہلاک کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا وہ ہلاک ہوئے یعنی کسی نبی کی کوئی

---

[1] ان دونوں آیتوں سے قطعی طور سے ثابت ہوگیا کہ مرزا صاحب کا اور اُنکے متبعین کا یہ کہنا کہ خدا تعالیٰ کی سنت مستمرہ ہے کہ وعید کی پیشینگوئی خوف سے ٹلجاتی ہے محض غلط ہے اُس خدائے قدوس کا قول کسیوقت اور کسی حالت میں نہیں ٹلتا۔ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ نہایت سچا ارشاد ہے اسکی تائید اور توضیح صحیح بخاری کی اُس روایت سے کامل طور سے ہوتی ہے جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اُسکا حاصل یہ ہے کہ مکہ معظمہ کے کفار کی گروہ میں امیہ بن خلف انکے سرداروں میں تھا حضرت سعد بن معاذ سے اُس سے پرانی دوستی تھی ایک مرتبہ حضرت سعدؓ نے قسم کھا کر اُس سے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ تو مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل کیا جائے گا فَفَزِعَ لِذٰلِكَ اُمَيَّةُ فَزَعًا شَدِيْدًا امیہ یہ پیشینگوئی سنکر نہایت گھبرا گیا اور خوف زدہ ہوگیا اور یہ ارادہ کیا کہ میں مکہ سے باہر نہ جاؤنگا جب جنگ بدر پیش آئی اور ابو جہل نے لڑائی کیلئے اپنی گروہ کو تیار کیا اُس نے پہلو تہی کی ابو جہل نے بہت کچھ ترغیب دیکر اُسے آمادہ کیا امیہ نے اپنے گھر جاکر اپنی بیوی سے کہا کہ

پیشینگوئی ٹل نہیں گئی سب پوری ہوئیں۔

اب یہ معلوم کرنا چاہئے کہ جسطرح چھٹی آیت کے پہلے جملے سے ظاہر ہوا تھا کہ اس میں وعید کا ذکر ہے اسی طرح اس آیت کی آخری جملے اور بیان سابق اور لاحق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں وعید کی پیشینگوئی کا بیان ہے مگر اُن آیتوں سے جب اسکا ثبوت ہوا کہ وعید کی پیشینگوئی نہیں ٹلتی تو اس کا ثبوت بطریق اولیٰ ہو گیا کہ وعدہ کی پیشینگوئی بھی ضرور پوری ہوتی ہے۔ کیونکہ وعدے کی پورا ہونے میں آیات صریحہ کے علاوہ بداہت عقل بھی اُسکی شاہد ہے کہ کریم کا وعدہ ٹل نہیں سکتا اسی وجہ سے مفسرین نے اس آیت میں وعدہ اور وعید دونوں کے پورا ہونیکو بیان کیا ہے ان آیتوں کے علاوہ اُن نصوص پر بھی نظر کرنا چاہیے جن میں خاص طور سے مذکور ہے کہ مجرموں سے عذاب نہیں ٹلسکتا چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

مطلب		آیت
ہمارا عذاب گروہ مجرمین سے نہیں ٹلتا۔		(۸) لَا یُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ (آخر سورہ یوسف)

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ

سفر کا سامان تیار کرا اُسکی بیوی نے حضرت سعدؓ کا قول یاد دلایا اُس نے کہا میں تھوڑی دور جاکر واپس آؤنگا وہ گیا اور اسی خیال میں رہا کہ جلدی لوٹ جاؤں مگر نہ بچا اور مارا گیا۔

یہ صحیح بخاری کی حدیث ہے جسکی صحت پر مرزا صاحب کو بھی اتفاق ہے اس سے بخوبی ظاہر ہے کہ اُمیہ وعید کی پیشینگوئی سنکر سخت خوف زدہ ہو گیا تھا اور اسکی صداقت پر اُسے ایسا یقین ہوا تھا کہ اس نے اپنے دلمیں مضبوط ارادہ کر لیا تھا کہ مکہ سے باہر نہ جاؤں گا مگر یہ خوف اور اسطرح کا ایمان اُسکے کام نہیں آیا اور اُسی جنگ میں وہ مارا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی پوری ہو کر رہی اب حق پسند حضرات ملاحظہ کریں کہ قرآن مجید کی نصوص قطعیہ اور صحیح حدیث کا واقعہ مرزا صاحب کے قول کو کس صفائی سے غلط بتا رہا ہے مگر اہل علم مرزائیوں پر افسوس ہے کہ ایسے صریح غلط قول کو مان رہے ہیں اور اہل علم کے مقابلہ میں پیش کر رہے ہیں۔ ۱۲

پھر مکرر ارشاد ہے

(۹) لَا یُرَدُّ بَاْسُہٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ (سورہ انعام ع ۱۸)	اللہ کا عذاب مجرموں کے گروہ سے نہیں ٹلتا۔

طالبین حق ملاحظہ کریں کہ کس صفائی سے مکرر ارشاد ہے کہ عذاب الٰہی نہیں ٹلتا جس عذاب کی پیشینگوئی کی گئی ہے وہ ضرور پوری ہوگی۔

راستی کے طالبو۔ سنت اللہ یہ ہے جسے اُس قدوس برحق نے اپنے کلام مقدس میں نہایت صراحت سے بار بار ارشاد فرمادیا نصوص قطعیہ سے اظہر من الشمس ہوگیا کہ سنت اللہ یہی ہے کہ جس طرح وعدہ الٰہی ضرور پورا ہوتا ہے اسی طرح وعید خداوندی بھی نہیں ٹلتی بغیر سچا ایمان لائے ہوے۔ مگر جماعت احمدیہ کی بیخبری پر اور زیادہ تر اُن کے جہل مرکب پر افسوس ہے کہ ایسی نصوص صریحہ کے ہوتے ہوے خدائے قدوس پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ اس کی وعید کی پیشینگوئیاں ٹلجاتی ہیں (صرف کسیقدر خوف سے ایمان لانا ضرور نہیں ہے) اور پھر اسے خداتعالیٰ کی سنت مستمرہ بناتے ہیں اور اہل حق کو ناواقف کہتے ہیں اور بڑے فخر سے اپنے مسیح کا مقولہ اُن کی کتاب حقیقۃ الوحی سے نقل کرتے ہیں کہ وعید کی پیشینگوئی کے ٹل جانے میں سب نبی متفق ہیں۔

اس اندھیر کا کچھ ٹھکانا ہے مجھے ایسا خیال نہ تھا کہ مرزا صاحب محض غلط قول تمام انبیاء کیطرف منسوب کریں گے مگر جماعت احمدیہ تو بتائے کہ تمام کا اتفاق کہاں لکھا ہے انبیاء میں سے دو چار ہی کا نام بتایئے جنہوں نے ایسا کہا ہو اور جہاں اُن کا قول ہے اُسے بھی بتایئے حضرت سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا تو وہی ارشاد ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نہایت تاکید اور صراحت سے

قرآن مجید میں ظاہر فرمایا اس میں تو کسی مسلمان کو شک نہیں ہو سکتا عجب لطف ہی کہ جو دعوے نصوص قطعیہ کے خلاف ہوئے سے اللہ تعالی کی سنت مستمرہ بتایا جاتا ہی اور گویا یہ کہا جاتا ہے کہ جب وعدہ خلافی اُس ذات مقدس کی سنت مستمرہ یعنی عادات دائمی یا عادت مستحکم ہی تو اُسے وعدہ خلافی نہیں کہیں گے شاید اسکا مطلب یہ ہو کہ جو اتفاقیہ کبھی وعدہ خلافی کرے اُسی وعدہ خلاف کہیں گے اور جسے وعدہ خلافی کی عادت مستمرہ ہو گئی وہ وعدہ خلاف نہیں کہلائیگا جن کی عقل و فہم ایسی سلب کر دی گئی ہو اُن کے اصلاح کی کیا صورت ہو سکتی ہے عجب جہالت ہی کہ جا بجا ہمارے سامنے مرزا صاحب کے قول سے سند لائی جاتی ہے اور کوئی آیت یا صحیح حدیث نہیں پیش ہو سکتی - ذرا تو خیال کرو کہ جو قرآن و حدیث پر ایمان لائے ہیں اور مرزا صاحب کے اقوال کو سراسر غلط اور مخالف قرآن و حدیث یقیناً معلوم کر چکے ہیں اُن کے نزدیک مرزا صاحب کے اقوال کی کیا وقعت ہو سکتی ہے -

نتیجہ بیان سابق مع تحقیق دقیق

الغرض! نصوص قطعیہ قرآنیہ اور کتب سابقہ الٰہیہ اور دلائل عقلیہ سب متفق ہیں اسبات پر کہ

لہ ان نصوص صریحہ کو پیش نظر رکھکر آیت یُصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ کے معنی کرنا چاہیے یہ آیت حضرت موسیٰ کے قصہ میں ہی کہ جب فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا تو ایک شخص فرعون کے گروہ کا تھا وہ پوشیدہ طور سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا تھا اُس نے چاہا کہ فرعون کو اس ارادہ سے باز رکھے اور خود بھی اسکی شر سے محفوظ رہے اس لئے اُس نے اسطرح گفتگو کی کہ اُسکا ایمان لانا بھی ظاہر نہ ہو اور فرعون اپنے ارادہ سے باز رہے اس کا حاصل یہ ہی کہ اُس نے فرعون سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت کہا کہ اگر یہ جھوٹے ہیں تو اس جھوٹ کا وبال اُن پر آپ پڑیگا تیرے مارنے کی ضرورت نہیں ہے چونکہ وہ شخص اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنا چاہتا تھا اس لئے اُس نے جھوٹے ہونے کو

خدا تعالیٰ کے وعدے اور وعید میں تغیر ہرگز نہیں ہو سکتا اُس کے تمام وعدے اور وعیدیں ضرور پوری ہوتی ہیں اُن کے پوری ہونے کیلئے کوئی رکاوٹ اور کوئی مانع پیش نہیں آسکتا کیونکہ وہ علام الغیوب ہے اُس کے علم میں گذشتہ اور آئندہ کی تمام باتیں ایسی ہی ہیں جیسی اسوقت ہماری سامنے کی باتیں اس لئے وہ ایسا وعدہ کبھی نہ کرے گا جو آئندہ کسی واقعہ کی وجہ سے پورا نہ ہو سکے اسی طرح وہ پختہ وعید بھی ہرگز نہ کریگا جو کسی وجہ سے ٹلجائے اور پیشینگوئی میں کسی قسم کا وعدہ یا وعید ضرور ہوتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ سچے رسول کے تمام پیشینگوئیاں پوری ہوں اور اگر کسی مدعی کی ایک پیشینگوئی بھی پوری نہ ہو تو ثابت ہوگا کہ یہ پیشینگوئی خدا کیطرف سے نہیں تھی بلکہ شیطانی وسوسہ یا علوم ظنیہ یا اسکے خیالات کا نتیجہ تھا اور اسمیں شبہ نہیں ہو سکتا کہ مرزا صاحب کی بعض پیشینگوئیاں بالیقین غلط ثابت ہوئیں. اس لئے یہ یقینی طور سے اظہر من الشمس ہو گیا کہ مرزا صاحب کاذب تھے اور کذب بھی ایسا کہ قرآن مجید اور توریت مقدس میں

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

پہلے کہا اس کے بعد وہ کہتا ہے کہ اگر یہ سچا ہے تو جو کچھ یہ کہہ رہا ہے کچھ نہ کچھ تو اسکا نتیجہ ضرور ہوگا مخالف کی سمجھانیکا یہ طریقہ عمدہ ہے آیت کے جو الفاظ نقل کئے گئے اُس کا مطلب یہی ہے جو میں نے بیان کیا اس طرز بیان سے یہ سمجھنا کہ جو باتیں اس نے کہیں ہیں ان سب کا ظہور نہ ہوگا بلکہ بعض کا ہوگا محض نادانی ہے ایک معنی یہ ہوئے دوسرے یہ ہو سکتے ہیں کہ حضرت موسیٰ ؑ نے حسب معمول انبیاء ایمان لانے پر وعدہ اور نہ لانے پر وعید بیان کی ہوگی اس لئے یہ سمجھانیوالا مجمل طور سے کہتا ہے کہ اگر یہ سچا ہے تو جو کچھ یہ کہہ رہا ہے اس میں سے بعض تو تجھے ضرور ملیگا یعنی اگر اُس کے کہنے کیمطابق تو ایمان لے آیا تو وہ نعمتیں تجھے ملیں گی جنکا یہ وعدہ دے رہا ہے اور اگر ایمان نہ لایا تو جو وعید یہ بیان کر رہے ہیں اُن میں تو مبتلا ہوگا غرضکہ دونوں صورتوں میں ایک بات کا ظہور ہوگا دونوں کا اجتماع نہیں ہو سکتا ایمان لانیکی صورت میں وعدہ کا اور نہ لانے پر وعید کا اسلئے اسکا کہنا نہایت صحیح ہے کہ یُصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ یعنی وعدے اور وعید دونوں تجھ سے کی گئیں ہیں انمیں سے ایک کا تو مستحق ہوگا ان دونوں معنوں کے سوا اور بھی ہو سکتے ہیں تنزیہ ربانی - معیار صداقت ملاحظہ کیا جائے الحاصل جب نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ کے وعدہ اور

بالاتفاق اُس کی شہادت دیتی ہیں البتہ اس بیان میں ایک تحقیق دقیق باقی ہے وہ یہ ہے کہ اگر وعید میں کیوقت تغیر نہ ہو تو مجرم کی توبہ سے یا کسی عالی مرتبہ کی سفارش سے یا محض جوش کرم سے گنہگار کی نجات نہ ہو سکے حالانکہ نصوص قرآنیہ اور احادیث صحیحہ کی ان تینوں طریقوں سے نجات ثابت ہے اس سے بخوبی ثابت ہوا کہ وعید کسیوقت پوری نہیں ہوتی بلکہ توبہ وغیرہ سے ٹلجاتی ہے اس کا جواب نہایت غور و تامل سے ملاحظہ کیا جائے اور خوب ذہن نشین کر لیا جائے کہ مجرم کے گناہ کا کسوجہ سے بخشا جانا گذشتہ تحقیق کے خلاف نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی وعیدوں کی کئی قسمیں ہیں۔

(۱) وہ وعید جو کسی خاص شخص سے یا خاص قوم سے حتمی طور سے کیگئی اور اُسکے ظہور کا وقت بھی مثلاً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُمیہ بن خلف مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا جائیگا اور باوجود اس کے نہایت خائف ہو جانیکے وہ مارا گیا اور پیشینگوئی پوری ہوئی اور حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے ہلاک ہونیکی خبر دی تھی وہ ہلاک ہوئی اس قسم کی پیشینگوئی کسیوجہ سے ٹل نہیں سکتی اور ایسے اسباب پیش ہی نہیں آسکتے جسکی وجہ سے پیشینگوئی پوری نہ ہو اگر اس قسم کی پیشینگوئی پوری نہ ہو تو مخلوق کے روبرو وہ رسول جھوٹا قرار پائے یا خدا تعالیٰ پر کذب کا الزام آسے اسی کوئی عقل باور نہیں کر سکتی کہ وہ قادر مطلق اپنے سچے رسول کو امت کے سامنے جھوٹا ٹھیرا کر رسوا کرے ایسا تو کوئی رئیس اور متین انسان بھی نہیں کرتا۔ احمد بیگ کے داماد کی پیشینگوئی اسی قسم میں داخل ہے اسمیں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اُسکا ٹلجانا مرزا صاحب کو کاذب ثابت کرتا ہے اور اس وعید کی نسبت جو باتیں بنائی جاتی ہیں وہ محض غلط ہیں۔

(۲) دوسرے وہ وعیدیں ہیں جو عام کفار کیلئے کیگئی ہیں۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

وعیدیں خلاف نہیں ہوتا واسطے ایمانداروں کیلئے ضرور ہے کہ اس آیت کے معنی ایسے کریں جو نصوص قطعیہ کے خلاف نہ ہوں۔ ۱۲

(۳) وہ جو مسلمانوں گنہگار کے لیئے ہیں یہ دونوں قسم کی وعیدیں اول تو سب مشروط ہیں کوئی حتمی وعید نہیں ہے کیونکہ نص صریح میں ان وعیدوں کے ساتھ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا موجود ہے یعنی کفار کیلئے جو وعید ہے وہ اُسی وقت ہے کہ توبہ نکرے اور جو کفر سے توبہ کرکے ایمان لے آئے اُس کے لئے وعید ہی نہیں ہے کیونکہ حدیث صحیح میں ارشاد نبوی ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ یعنی جس نے گناہ سے توبہ کی وہ گویا ایسا ہی ہے کہ اُس نے گناہ کیا ہی نہیں اس لیئے وہ وعید اس کیلئے نہیں ہے غرضکہ یہاں کوئی وعید ٹل نہیں گئی بلکہ اُس کے لئے وعید تھی ہی نہیں مگر یہ خوب خیال رہے کہ توبہ کے معنی یہ نہیں ہیں کہ دل میں ڈر جائے یا ڈر کے مارے بھاگتا پھرے بلکہ علانیہ طور سے اپنے کفر کے عقیدے سے توبہ کرکے سچے رسول پر ایمان لائے یہی وجہ ہوئی کہ امیہ بن خلف پر وعید پوری ہوئی اگرچہ وہ دل میں بہت ڈر گیا تھا اور اضطراری طور سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اُس کے دل میں آگئی تھی مگر یہ تصدیق لائق اعتبار نہیں ہے بلکہ ایمان لانیکے لئے ایسی تصدیق کی ضرورت ہے جو اُسکی رغبت اور خوشی سے ہو توبہ کا استثناء تو کافر اور گنہگار مسلم دونوں کیلئے ہے مگر گنہگار کیلئے دوسری آیت ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کیلئے کوئی وعید قطعی نہیں ہے وہ آیت یہ ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَاءُ یعنی اللہ مشرک کو نہیں بخشیگا (اُس کیلئے حتمی وعید ہے) اور جو شرک سے تائب ہیں اور گناہ کرتے ہیں اُن کی مغفرت اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے جسے چاہے بخشدے اب مشیت کا ظہور کسیوقت شفاعت کیوجہ سے ہوگا اور کسیوقت جوش کرم اُس کو ظاہر کریگا اس آیت نے قطعی طور سے فیصلہ کردیا کہ مسلمانوں کیلئے کوئی وعید الٰہی قطعی نہیں ہے کہ اُس کے خلاف ہونے سے کذب لازم آئے اسکے علاوہ ایک سر عظیم یہ ہے کہ جو وعیدیں عام کفار یا عام گنہگاروں کے لئے گئی ہیں وہ درحقیقت

وعید نہیں ہیں یعنی کسی سزا کے تحقق وقوع کی خبر نہیں ہے بلکہ قانون شریعت کا بیان اور جرم کی شفاعت کا اندازہ ہے اُس کا مطلب صرف اسقدر ہے کہ قانون الٰہی میں اس جرم کی سزا یہ مقرر کی گئی ہے کہ جو کوئی اس جرم کا مرتکب ہوگا وہ اس سزا کا مستحق ہے اس استحقاق کے بعد حاکم کو اختیار ہے چاہے اُسے سزا دے اور چاہے چھوڑ دے کیونکہ اس صورت میں کسی خبر کا کاذب ہونا ثابت نہیں۔ علامہ نووی۔ حدیث مَنْ تَعَمَّدَ عَلَیَّ کَذِبًا فَلْیَتَبَوَّءْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔ کی شرح میں لکھتے ہیں

مطلب	عبارت شرح مسلم
معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمداً جھوٹ باندھے اسکی سزا یہی ہے کہ اسکا ٹھکانا جہنم ہے اب اللہ تعالیٰ کسیوقت یہ سزا دیگا اور کبھی اپنے کرم سے معاف کر دیگا اس شخص کا جہنم میں جانا کوئی قطعی بات نہیں ہے اسیطرح اہل کبائر کیلئے جتنی وعیدیں جہنم میں جانیکی آئی ہیں اُنکا حاصل[1] یہی ہے۔	معنی الحدیث ان ھذا جزاءہ وقد یجازی بہ وقد یعفو اللہ الکریم عنہ ولا یقطع علیہ بدخول النار وھکذا سبیل کل ما جاء من الوعید بالنار لاصحاب الکبائر الخ

یعنی شریعت الٰہی نے یہ قانون مقرر کر رکھا ہے کہ یہ مجرم اس سزا کا مستحق ہے مگر اُس جرم کے بعد اُس سزا کا دینا حاکم کے اختیار میں ہے اگر وہ عاجزی اور توبہ سے یا سفارش اور جوش کرم سے اُسے چھوڑ دے تو اُسپر کوئی الزام نہیں آسکتا کیونکہ اس چھوڑنے سے اُسکا کوئی وعدہ یا وعید غلط نہیں ہوجائے گی قانون وعید کسی سزا کی قطعی

[1] علامہ نووی نے اس مسئلہ پر اہلسنت کا اجماع بیان کیا ہے ۱۲

خبر نہیں ہی بلکہ صرف مجرم کے استحقاق کا بیان اور جرم کی شناعت کا اندازہ ہی اب اگر حاکم سزا کا حکم دیدی اور پھر کسی مصلحت سی اسے منسوخ کر دی تو کوئی عیب نہیں ہو سکتا جسطرح گورنمنٹ کسی جرم کی سزا مقرر کر دیتی ہے اور اُس کے مطابق حاکم اُسی سزا کا حکم دیتا ہی پھر کسیوقت وہی حاکم یا دوسرا حاکم اُسی[1] چھوڑ دیتا ہے یعنی پہلے حکم کو منسوخ کر دیتا ہی یہاں کسی پیشینگوئی یا کسی وعدہ کا ٹالدینا اور غلط کر دینا ہرگز نہیں ہے۔

البتہ اگر کسی قوم یا کسی شخص کے ہلاک کر دینے کی خبر دیگئی یعنی رسول کو اطلاع دیگئی کہ یہ قوم ہلاک کیجائیگی یا اس شخص پر عذاب آئیگا اور اُس رسول نی اپنی قوم سے پیشینگوئی کی کہ تمپر عذاب آئیگا اور تم ہلاک ہو گے جیسے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سی کہا تھا یا مرزا صاحب نی احمد بیگ کی داماد کے موت کی پیشینگوئی کی تھی یہ اُس قوم اور اس شخص کے عذاب میں مبتلا ہونیکی قطعی خبر ہی اس کے خلاف ہو جانیسے اُس قدوس کا کذب لازم آئیگا۔ اور اُس رسول کی تمام

[1] مگر قادیانی حضرات ایسی موٹی بات بھی نہیں سمجھتے اور وعید الٰہی کو مثل حاکم کے حکم کے سمجھتے ہیں - ۱۲

وعدوں اور وعیدوں پر وثوق نہ رہیگا اسلئے یہ وعید نہیں

ٹل سکتی اور اسی کی نسبت ارشاد ہے۔ لن یخلف اللہ وعدہ

یعنی اللہ کی وعید ہرگز نہیں ٹلتی یہی وجہ ہے کہ جن انبیاء سابقین نے اپنی قوم کے لئے عذاب کی پیشینگوئی بہ الہام الٰہی کی ہے اسکا ظہور قطعاً ہوا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کے ہلاک ہونیکی پیشینگوئی نہیں کی تھی اس لیئے وہ بچگئے اِسی وجہ سے خدا تعالیٰ کی کوئی خبر جھوٹی نہیں ہوئی۔ کسی وعدۂ الٰہی یا کسی خبر کو منسوخ کہدینا صاحب عقل کا کام نہیں ہے جو نسخ کے قائل ہیں وہ بھی خبر میں نسخ کو نہیں مانتے ہیں بلکہ حکم میں نسخ کے قائل ہیں افسوس ہے اُن کی عقل پر جو خبر کو منسوخ بتاتے ہیں اور صریح جھوٹ کو اس پردہ میں چھپاتے ہیں جماعت احمدیہ کا یہی حال ہے یہ وہ تحقیق ہے کہ جماعت احمدیہ کے ذی علم اس سے بالکل بیخبر ہیں اور مرزا صاحب[ا]

سلہ مرزا صاحب کے دماغ تک اس تحقیق کی ہوا نہیں پہنچی تھی یہ وہ تحقیق ہے کہ جس سے خلف فی الوعید کا مختلف فیہ مسئلہ بآسانی حل ہو جاتا ہے یعنی اگرچہ محققین اسی بات کے قائل ہیں خلف فی الوعید جائز نہیں مگر بعض علماء اس کے قائل ہیں اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ اختلاف ظاہری ہے بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی اختلاف نہیں ہے اور نہایت ظاہر ہے کہ جب نصوص قطعیہ سے صاف ثابت ہے تو علمائے اسلام کیونکر اختلاف کر سکتے ہیں مگر بعض علما جو خلف فی الوعید کو جائز کہتے ہیں انکی مراد وہی وعیدیں ہیں جو مسلمان گنہگاروں کے لئے ہیں حقیقتاً وعید ہی نہیں ہے اور اگر کہیں ہی تو اُن میں سے کوئی حتمی وعید نہیں ہے بلکہ صاف طور سے مشیت کی شرط اسمیں موجود ہے اس لئے اُس کے ظاہر ہونے سے خلف فی الوعید نہیں ہوتا کیونکہ جب وہ حقیقتاً وعید ہی نہیں ہے تو پھر خلف کسکا البتہ وعید کی پہلی قسم جسمیں کسی خاص قوم یا خاص شخص کیلئے وعید کی گئی ہو تاریخ عذاب بیان کیگئی ہو یا نہ کیگئی ہو یہ نہیں ٹلتیں۔ چونکہ خدا تعالیٰ عالم الغیب ہے اس لئے اسکی وعید ایسی قوم یا ایسے شخص کیلئے نہیں ہو سکتی کہ کسیوقت بھی توبہ اُس سے ظہور میں آئے اور اضطراری توبہ اور کسیوقت بتقاضائے بشریت خوف کرنا لائق اعتبار نہیں ہے اس سے وعید نہیں ٹلتی مرزا محمود نے صرف عوام کے دھوکا دینے کو یا محض ناواقفی سے بعض عبارتیں خلف فی الوعید میں نقل کی ہیں مگر جب آیات قرآنیہ اور نصوص قطعیہ سے ثابت ہوگیا تو کسی قول کیطرف توجہ کرنیکی ضرورت نہیں ہے اور اگر حکیم نورالدین صاحب فرصت بتلائیں تو یہ فقیر موجود ہے ہر طرح ثابت کردیگا کہ خلف فی الوعید جائز نہیں ہے اور وعدہ خلاف ہونا اس سے زیادہ دشوار ہے مرزا محمود صاحب کیا سمجھیں گے۔ ۱۲

سخت غلطی کی پیروی کر رہے ہیں کذب اور باطل کی پیروی نے اُن کے قلب پر ظلمت کا پردہ ڈالدیا ہے۔

میں نے توریت کا حوالہ یہاں اس لیئے دیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ بات تمام انبیاء سابقین سے لیکر حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم تک یکساں مانی گئی ہے۔ کہ جس مدعی کی پیشینگوئی جھوٹی ہو جائے وہ کاذب ہے اور اس مقام پر تحریف کا الزام بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ قرآن مجید میں جسطرح کتب سابقہ کی تحریف کا دعویٰ کیا ہے اسیطرح یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ آخری کتاب مقدس کتب سابقہ کی مُصَدِّق اور مُہَیمِن یعنی حافظ ہے اس لئے جو جو مضمون توریت کا قرآن مجید کی مطابق ہے وہ بالیقین توریت مقدس کا مضمون ہے اسمیں تحریف کا گمان نہیں ہو سکتا اس کے علاوہ مرزا صاحب نے بہت جگہ توریت اور انجیل کا حوالہ[1] دیا ہے اور اپنے دعوے کے ثبوت میں اسی طرح پیش کیا ہے جسطرح قرآن مجید کو اس لئے اُن کے مسلمات سے بھی اُن کا کاذب ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔

الغرض! اس بیان سے روز روشن کیطرح ظاہر ہو گیا کہ دعویٰ نبوت کی صداقت کیلیئے یہ دیکھنا چاہیئے کہ اُس کی پیشینگوئی کوئی غلط بھی ہوئی یا نہیں اگر ایک پیشینگوئی بھی جھوٹی ثابت ہو جائے تو یقین کرنا چاہیئے کہ یہ مدعی جھوٹا ہے مگر عجب تعصب یا نادانی ہے کہ بعض طالبین حق بھی مرزا صاحب کی اُن پیشینگوئیوں کو جو انہیں کے خیال میں سچی[2] ثابت ہوئیں پیش کر کے اُنھیں سچا ثابت کرنا چاہتے ہیں یہ بڑی بھاری

[1] مثلاً انجام آتھم کی صفحہ ۱۲ سطر ۱۰ میں اور اسی کی حاشیہ کی صفحہ ۵۵ میں پھر صفحہ ۱۴۸ میں اور توضیح مرام کی صفحہ ۵ میں ملاحظہ ہو۔

[2] یہاں یہ کہا گیا کہ جو پیشینگوئیاں اُن کی خیال میں سچی ہوئیں کیونکہ واقعی طور پر اُن سے کسی ایسی پیشینگوئی کا سچا ہونا ثابت نہیں ہوتا جسے صاف طور سے پیشین گوئی کہہ سکیں مولوی ثناء اللہ صاحب مرزا صاحب کے سامنے یہ اعلان کیا تھا دعویٰ

غلطی ہے پیشینگوئی کے سچی ہوجانے سے مدعی کی صداقت ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی ان دونوں دلیلوں کو انصاف و غور سے ملاحظہ کیا جائے پھر بالیقین روشن ہو جائیگا کہ اگر کسی کی دو ہزار پیشینگوئیاں صحیح ہو جائیں تو بھی اُس مدعی کو صداقت نہیں ہوتی اس کے بعد میں کہونگا کہ جو راستباز مرزا صاحب کے حال سے واقف ہوگا وہ بالیقین کہدیگا کہ مرزا صاحب کی بہت پیشینگوئیاں غلط ہوئیں اور ایسی غلط ہوئیں کہ جنکی غلطی میں کوئی شبہ نہیں رہا۔

اب میں اُن کی چند پیشینگوئیاں نقل کرتا ہوں جن کے غلط ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے اور اُن کی سچائی ثابت کرنیکیلیے جو باتیں خود مرزا صاحب نے اور اُن کے بعد اُن کے متبعین نے بنائی ہیں اُن سے اور زیادہ اُن کی ناراستی اور اُن کی بناوٹ اظہر من الشمس ہوتی ہی مگر حکیم نورالدین صاحب کو اس رسالہ کے دیکھنے کی بعد بھی اُن کی صداقت پر اصرار ہی تو یہ عاجز ہر طرح حاضر ہے خواہ زبانی گفتگو کر کے سمجھ لیں یا تحریری مناظرہ کر کے اپنی تسلی فرمالیں مگر اپنی جماعت کو بدزبانی اور بیہودہ گوئی[ل] سے روکیں کیونکہ پھر اس طرف بھی لوگ جزاء سیئۃ سیئۃ[ؐ] پر عمل کرنیکو موجود ہو جاتے ہیں اور مخالفین اسلام کو مضحکہ کا موقع ملتا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ کر رہی ہیں کہ کوئی پیشینگوئی ایسی نہیں ہے یہانتک کہ مرزا صاحب نے اسپر یہ پیشینگوئی کی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب پیشینگوئیوں کی پڑتال کیلیے قادیان میں ہرگز نہ آئیں گے مگر وہ گئے اور مرزا صاحب سامنے نہ آسکے انکے بعد انھوں نے اخبار اہلحدیث میں اعلان دیا کہ لاہور میں جلسہ کر کے مرزا صاحب کی پیشینگوئیوں کی پڑتال کیجائے میں ثابت کرونگا کہ کوئی پیشینگوئی سچی نہیں ہوئی مگر کسی احمدی کی ہمت نہ ہوئی کہ سامنے آئے اس سے معلوم ہوا کہ احمدی خود متردد ہیں۔ ۱۲

[ل] ذرا خیال فرمائیں کہ اہل اللہ کی یہی شان ہے کہ اپنے گروہ کا کوئی شخص کیسے ہی بیہودہ اور غلط تحریری رسالہ سیاہ کرے اسکی تعریف اپنے خاص اخباروں میں کیجاتی ہے اور مصاحبین خاص جھوٹی تعریفیں کرتے اور کسیوقت انھیں متنبہ نہیں کیا جاتا جب متبعین کی صریح کذب اور غلط باتیں انھیں بڑی نہ معلوم ہوئیں تو ظاہر ہو گیا کہ باطل پرستی سے اُن کی قوت ممیزہ جاتی رہی اگر خلیفہ صاحب اظہار حق پر متوجہ ہوں تو یہ عاجز ان رسالوں کی محض غلط اور جھوٹی باتیں پیش کرے جن کی تعریف اخبار بدر وغیرہ میں کیگئی ہے مگر اُن سے یہ امید ہرگز نہیں ہے۔ دالی اللہ المشتکی ۱۲

مرزا صاحب کی بعض غلط پیشینگوئیاں

(۱) مرزا احمد بیگ کا داماد سلطان محمد ڈہائی سال کے اندر مریگا۔

مگر نہیں مرا پھر اُس کیلئے یہ دوسری پیشینگوئی کیگئی کہ۔

(۲) احمد بیگ کے داماد کا میرے روبرو مرنا تقدیر مبرم ہی اگر میرے روبرو نہ مرے اور میں اسکے سامنے مرجاؤں تو میں جھوٹا ہوں اگر میں سچا ہوں تو یہ پیشینگوئی اسی طرح پوری ہوگی جس طرح اتہم اور احمد بیگ کی پوری ہوئی۔ (انجام اتہم ص۳۱)

اس پیشینگوئی میں سلطان محمد کے مرنیکی میعاد مقرر نہیں کی صرف اسقدر تعیین کی کہ میرے سامنے مریگا اور اس کو متعدد جگہ لکھا ہے اور مختلف عنوان سے لوگوں کو اسکا یقین دلایا ہے اور اپنی صداقت کا معیار بتایا ہے مگر بایں ہمہ اس پیشینگوئی کا بھی ظہور نہ ہوا یعنی سلطان محمد مرزا صاحب کے سامنے نہ مرا بلکہ مرزا صاحب ہی اُس کے سامنے مرگئے اس لئے علاوہ پیشینگوئی غلط ہونے کے مرزا صاحب اپنے اقرار اور اپنے معین کردہ معیار کے بموجب جھوٹے ٹھیرے۔

(۳ و ۴) احمد بیگ کی لڑکی بیوہ ہوگی اور نکاح ثانی تک زندہ رہے گی۔

اس میں در اصل دو پیشینگوئیاں ہیں ایک اُس لڑکی کا بیوہ ہونا۔ اور دوسری نکاح ثانی تک اُس کا زندہ رہنا۔ یہ دونوں پیشینگوئیاں بھی غلط ہوئیں کیونکہ وہ لڑکی

بیوہ نہیں ہوئی۔ بلکہ پہلے ہی خاوند کے نکاح میں مری۔

(۵) پھر یہ عاجز بھی ان واقعات کی پورے ہونے تک زندہ رہیگا۔

اسکا غلط ہونا بھی دنیا نے دیکھ لیا یہ پیشینگوئی بھی وعید نہیں ہے بلکہ مرزا صاحب کے زندہ رہنے کا وعدہ ہے مگر افسوس ہی کہ یہ وعدۂ الٰہی بھی پورا نہ ہوا اور مرزا صاحب نے خدا تعالیٰ کے وعدے اور وعید دونوں کو غیر معتبر ٹھیرا دیا۔

(۶) اور اس عاجز کا اُس لڑکی سے نکاح ہوگا۔

(شہادۃ القرآن کا صفحہ ۷۵ ملاحظہ کیا جائے)

(۷) اور اس سے ایک لڑکا ہوگا جسکی تعریف کی انتہا نہیں۔

ایک جملہ اسکی مدح میں یہ ہی کہ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ گویا اللہ تعالیٰ آسمان سے اتر آیا۔ یہ دونوں پیشینگوئیاں وہ ہیں جنکی تصدیق مرزا صاحب نے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہی۔ ضمیمہ انجام آتھم کے حاشیہ میں لکھا ہی کہ اس پیشینگوئی کی تصدیق میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ بایں ہمہ دونوں پیشینگوئیوں کا غلط ہونا تو اظہر من الشمس ہو گیا کہ کسی راستباز پر پوشیدہ نہ رہا اس پیشینگوئی کے متعلق بیس پچیس پیشینگوئیاں اور الہامات ہیں وہ سب کے سب غلط ہو گئے اس کی تفصیل فیصلۂ آسمانی کے پہلے حصہ میں ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کی نسبت رسالہ اعجاز احمدی میں یہ پیشینگوئی کی تھی کہ

(۸) وہ قادیان میں تمام پیشینگوئیوں کی پڑتال کیلئے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے

مولوی صاحب کی نہ آنے پر کسقدر زور ہی۔ یہاں دیکھا جائے کہ مولویصاحب کے نہ آنیکی پیشینگوئی کیگئی مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ مولوی صاحب خاص اسی غرض سے قادیان میں گئے اس لئے یہ پیشینگوئی بھی غلط ہوئی۔ یہاں اس پر پوری نظر رہی کہ اُن کے جانیکے بعد مرزا صاحب کا گفتگو نہ کرنا۔ اور باتیں بنا کر ٹال دینا اور بات ہی صرف مولوی صاحب کا اس غرض سے قادیان میں جانا مرزا صاحب کی پیشینگوئی کو جھوٹا ثابت کرتا ہی کیونکہ مرزا صاحب نہایت زور سے یہ کہہ رہی ہیں کہ وہ قادیان میں پیشینگوئیوں کی پڑتال کیلئے ہرگز نہیں آئیں گے۔ یہ قول اُنکا جھوٹا ہوگیا مگر مرزا صاحب کی معتقد اس بدیہی بات سے بھی انکار کرتے ہیں یہ آٹھ پیشینگوئیاں ہیں جنکا ذکر فیصلہ کے پہلی دو حصوں میں ہے یہ پیشینگوئیاں اس صفائی سے غلط ثابت ہوگئیں کہ دیکھنے والوں کی آنکھوں نے دیکھ لیا اور سننے والوں کے کانوں نے تواتر اسطرح سنا کہ کسیطرح کا شک وشبہ نہ رہا۔ اب دنیا میں کوئی منصف مزاج حق پسند اُن کے غلط ہونے سے انکار نہیں کرسکتا اور یوں کوئی زبردستی سے دن کو رات کہنے لگے تو اُس کی زبان کو کوئی روک نہیں سکتا اسوقت اگرچہ غلط پیشینگوئیوں کے آٹھ نمبر دئے گئے مگر وہ پیشینگوئیاں بھی اس میں داخل کیجائیں جو پہلے حصہ میں بیان ہوئی ہیں تو جھوٹے الہاموں اور جھوٹی پیشینگوئیوں کا شمار تیس سے زیادہ ہوجائیگا۔ اسمیں تین پیشینگوئیاں ایسی ہیں جنکی صداقت ثابت کرنیکے لئے مرزا صاحب نے اور اُن کے متبعین نے بہت زور لگایا ہی اور اس جھوٹ کو سچ بنانے میں عجیب عجیب باتیں نکالی ہیں اور زور لگانیکی وجہ ظاہر ہے کہ اُن پیشینگوئیوں کو مرزا صاحب نے اپنا نہایت عظیم الشان معجزہ ٹھیرایا تھا اور اپنے صدق یا کذب کا معیار بتایا تھا۔ یعنی پہلی۔ اور دوسری۔ اور چھٹی۔ پیشینگوئی کو اس لئے ضرور تھا کہ اُن کے سچا بنانے میں جی توڑ کر کوشش کریں الحمد للہ چونکہ مرزا صاحب نے اپنی صداقت کی بڑی معیار پیشینگوئیوں کے پورے ہونے پر رکھی تھی اور واقعی وہ

وہ معیار غلط تھی اس لئے اُس کریم و رحیم کا یہ بڑا فضل ہوا کہ جن پیشینگوئیوں کو انھوں نے اپنا نہایت عظیم الشان نشان قرار دیا تھا وہ غلط ثابت ہوئیں پہلی پیشینگوئی چونکہ مرزا صاحب کی زندگی ہی میں جھوٹی ثابت ہوئی تھی اس لئے خود مرزا صاحب نے الزام سے بچنے کیلئے خوب زور تحریر دکھایا جس کا حاصل یہ ہی کہ احمد بیگ کے مرجانے سے اس کے تمام گھر پر بہت کچھ خوف طاری ہوا اور گریہ زاری اور عبادت الٰہی میں لگ گئے تھیں میں اُسکا داماد بھی تھا چونکہ اس کے لئے خاص پیشینگوئی تھی اس لئے طبعی طور سے وہ نہایت خائف رہا۔ اور وعید کی پیشینگوئی گریہ وزاری سے ٹلجاتی ہے اسلئے ڈھائی برس کے اندر نہ مرا مگر جس طرح کا زور شور مرزا صاحب نے اس پیشینگوئی کے ٹلجانے میں کیا ہی اسے حق پسند حضرات بناوٹ کہی بغیر نہیں رہ سکتے (اسکا مختصر۔)

اسکا پہلا جواب تو یہ ہی کہ احمد بیگ کا داماد اگر مرزا صاحب کی پیشینگوئی سے اس قدر خائف اور پریشان ہو گیا تھا جیساکہ مرزا صاحب نے لکھا ہی تو اقتضائے طبعی یہ تھا کہ وہ مرزا صاحب کا معتقد ہوتا اور اُن کے پاس آکر مرید ہو جاتا مگر مرید ہونا تو کیا معنی اُن کے اور اُس کے گروہ کی نسبت خود مرزا صاحب انجام آتھم میں لکھتے ہیں۔

انھم مالوا الی سیرتھم الاولی وقست قلوبھم وعادوا الی التکذیب والطغو[ے] یعنی جو لوگ منکوحۂ آسمانی کے نکاح کے ہارج ہوتے تھے اور مخالفت کی تھی احمد بیگ کے مرنے سے دب گئے تھے مگر پھر انھوں نے سرکشی شروع کی اور مرزا صاحب کو جھوٹا کہنے لگے اور نہایت ظاہر ہے کہ اگر وہ مخالف سرکش نہ تھا تو مرزا صاحب اُسے آخر عمر تک کیوں کہتے رہے کہ یہ میرے روبرو مریگا اور ضرور مریگا مرزا صاحب نے اسپر بھی قسم کھائی ہے اس کی تفصیل مع حوالہ کے تنزیہہ ربانی میں دیکھنا چاہیے۔

دوسرا جواب۔ یہ ہے کہ فطرتی بات ہے کہ انسان کو اپنی زندگی نہایت پیاری ہوتی ہے اگر وہ پیشینگوئی سے خائف ہو گیا تھا اور کسی وجہ سے

[ے] چنانچہ انجام آتھم میں لکھتے ہیں۔ سوختہ دیگ بود کہ جان او بعد شنیدن این حادثہ بآتید و برجان خود بترسید ونکاح را آفتی از آفات

ان پر ایمان لانے سے بھی اُسے انکار تھا تو بالضرور اپنی بیوی کو طلاق دیکر علیحدہ کر دیتا کیونکہ اُس کی موت کی پیشینگوئی اس لئے تھی کہ اس کی بیوی مرزا صاحب کے نکاح میں نہیں آسکتی تھی مگر یہ بھی اُس نے نہیں کیا اس لئے نہایت ظاہر ہے کہ وہ ہرگز ایسا خائف نہ تھا جیسا کہ مرزا صاحب لکھ رہے ہیں تجربہ اسکی کامل شہادت دیتا ہے کہ جسطرح موت کی خوف دلانے یا کسی بزرگ اور عزیز کے مرجانے سے بعض نہایت خائف اور غمگین ہوجاتے ہیں اسیطرح بعض ایسے سخت یا کامل الایمان ہوتے ہیں کہ وہ کسی کی پیشینگوئی یا دھمکی سے ذرا نہیں ڈرتے اور جب انھوں نے جیسا سمجھ لیا ہے اسپر قائم رہتے ہیں وہ یہ بھی یقین کرتے ہیں کہ موت وحیات کیلئے ایک وقت مقرر ہے اس سے کم وبیش نہیں ہوتا اب اگر رمل یا نجوم کے ذریعہ سے کوئی کسی کی مدت عمر معلوم کر کے پیشینگوئی کردے تو نبی یا مقدس، یا پارسا نہیں ہوسکتا اس سے ڈرنیکی کوئی وجہ نہیں ہے اب کون ہے جو اِس سچی اور واقعی بات کو غلط بتلائے اور مرزا صاحب کی صداقت ثابت کرے؛

تیسرا جواب۔ یہ ہے کہ یہ دعوے تو نص قطعی سے ثابت ہے کہ سچے رسول کی کوئی پیشینگوئی جھوٹی نہیں ہوسکتی اور مرزا صاحب کا یہ دعوےٰ کہ صرف گریہ وزاری وعید کی پیشینگوئی ٹلجاتی ہے ایمان لانے کی ضرورت نہیں ہے کسی آیت وحدیث سے ثابت نہیں ہے بلکہ نصوص مذکورہ اور اُس حدیث بخاری کے بالکل مخالف ہے جس میں مذکور ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمیہ بن خلف ماری جانے کی پیشینگوئی فرمائی تھی اور اسکی وجہ سے وہ نہایت ہی خائف تھا اسکا

آسمانی انگاشت''۔ اگر یہ بات سچی ہوتی تو وہ ضرور ایمان لے آتا یا بیوی کو طلاق دیدیتا اب مرزا صاحب کی صاحبزادی نے اُسکا ایک خط مشتہر کیا ہے اور اُس سے لکھوایا ہے کہ میں مرزا صاحب کے خلاف کبھی نہ تھا البتہ ایسے اسباب ہوئے کہ ملاقات نہیں کرسکا یہ خط محض جعلی ہے یعنی یا تو اُسکو کچھ دیکر یا خوشامد کر کے لکھوا لیا ہے کیونکہ یہ مضمون تو مرزا صاحب کی صریح اقوال کے خلاف ہے۔ ۱۲

اور ترس کچھ کام نہ آیا اور پیشینگوئی کے مطابق وہ مارا گیا یہ حدیث مع ترجمہ کے
الہامات مرزا کے صفحہ ۱۷۰ و ۱۸۱ میں منقول ہی اور اس سے قبل ساتویں آیت کے
بیان میں اس حدیث کا حاصل حاشیہ میں بیان کیا گیا ہے وہ تمنزیہہ ربانی میں
بھی اسکا ذکر ہے غرضکہ اس پیشینگوئی کے غلط ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا۔

مرزا صاحب کا پہلا جھوٹ

مرزا صاحب نے نہایت بیباکی سے لکھا ہے کہ قرآن مجید اور توریت کے رُو سے یہ
امر بتواتر ثابت ہوتا ہے کہ وعید کی میعاد توبہ[۱] کیوجہ سے ٹلسکتی ہے" انجام آتھم
صفحہ ۲۹" مگر یہ محض غلط دعوی ہی البتہ اُس کے ثبوت میں حضرت یونس علیہ السلام
کی پیشینگوئی بار بار نقل کی گئی ہے۔

مرزا صاحب کا دوسرا جھوٹ

کہ انھوں نے پیشینگوئی کی تھی مگر قوم کی گریہ وزاری سے اُن کا
عذاب ٹل گیا۔ مگر یہ محض دھوکا یا ناواقفی ہے۔

قرآن کی کسی آیت یا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوسکتا کہ حضرت
یونس علیہ السلام نے یہ پیشینگوئی کی تھی کہ یہ قوم چالیس روز تک ہلاک
ہوجائے گی۔ جسطرح مرزا صاحب نے اڑہائی برس کے اندر صاف

[۱] توبہ کے یہ معنی نہ خیال کئے جائیں کہ پہلے انکار سے باز آکر ایمان لے آئے کیونکہ جسکی نسبت یہ کہا گیا ہے
وہ کسی وقت انکار سے باز نہیں آیا۔ ۱۲

طور سے اُس کے مرجانیکی پیشینگوئی کی تھی اور وہ پوری نہ ہوئی پھر اُس کے نظیر میں حضرت یونس علیہ السلام کی پیشینگوئی کو پیش کرنا محض غلط ہی چونکہ یہ پیشینگوئی مرزا صاحب کے نہایت عظیم الشان نشان کا بڑا جز تھا اس لیے اس کیلئے پھر پیشینگوئی کی اور اسکے مرنیکی کوئی میعاد مقرر نہیں کی البتہ اسقدر دھمکی دی کہ اگر تم میعاد مقرر کرانا چاہتے ہو تو سلطان محمد سے اشتہار دلواؤ مگر اسی قسم کی باتیں اُن کے کذب اور بناوٹ کو ظاہر کرتی ہیں اگر کچھ بھی عقل و انصاف کو دخل دیا جاے تو بخوبی ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ کہنا اُن کی معمولی بناوٹ اور مخالفوں کو اعتراض سے ہٹاکر دوسری طرف مشغول کرنا تھا کیونکہ وہ لوگ تو پہلے ہی سے کاذب سمجھتے تھے اس پیشینگوئی کے جھوٹا ہو جانے سے انکھیں اور زیادہ وثوق ہو گیا اور اُن کی جماعت کو دیکھا کہ وہ اس کذب کی پیروی سے باز نہیں آتے ۔ مرزا صاحب کیسی ہی غلط اور بیہودہ بات بنا کر کہدیتے ہیں وہ اُسے وحی الہی سمجھتے ہیں پھر اشتہار دلوانا بیکار صرف کرانا اور جھگڑے میں پڑنا ہے اس کے علاوہ خود تو وہ جاہل وہ کیا اشتہار دیتا اور پھر اسقدر دینی جوش کہاں کہ ایک دینی بات کے اظہار میں کچھ صرف کیا جاے یا محبت کر کے اس کو اعلان دیا جاے ۔

دوسری پیشینگوئی

یہ تو ظاہر ہے کہ آئندہ کسی چیز کے ہونے یا نہ ہونے کی خبر دینے کو پیشینگوئی کہتے ہیں اس خبر دینے کے متعدد طریقے ہیں مثلاً معمولی طور سے خبر دی کہ فلاں بات ہو گی یا مخاطب کو کامل متوجہ کر کے تاکید کیساتھ کہے کہ یہ بات ضرور ہو گی اور تاکید اور مخاطب کے یقین دلانیکے بھی اقسام اور درجات ہیں مرزا صاحب نے اس پیشینگوئی کے وقوع میں آنیکا اس زور کیساتھ متعدد طور سے یقین دلایا ہے کہ

اُس سے زیادہ اعتماد اور وثوق ظاہر کرنا اور دوسرے کو یقین دلانا ہو نہیں سکتا پھر

ایک دو مرتبہ نہیں متعدد مرتبہ اور مختلف طور سے چند مرتبہ کے الفاظ لکھے جاتے ہیں

(۱) نفس پیشینگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے۔ اسکی انتظار کرو اور اگر

میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشینگوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائیگی اور اگر میں

سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پورا کرے گا جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم

کی پیشینگوئی پوری ہوئی (حاشیہ انجام آتھم صـ۳۱)

اس عبارت پر اچھی طرح نظر کیجائے اسمیں صرف مرنیکی خبر ہی نہیں دی بلکہ کئی طریقوں سے اُس کے وقوع میں آنیکا یقین دلایا ہے ایک یہ کہ دو واقعوں کی نظیر دیکر یہ کہا کہ جسطرح یہ واقعات میری زندگی میں ہوئے اسیطرح اس کی موت بھی میری زندگی میں ہوگی دوسرے۔ اُس نے نہایت تاکید سے کہا کہ خدا تعالیٰ ضرور ایسا ہی کریگا تیسرے۔ انتہا درجہ کا یقین اسطرح دلایا کہ اگر وہ میری زندگی میں نہ مرے تو میں جھوٹا ہوں۔ اب نہایت ظاہر ہے کہ اگر وہ کسیوجہ سے مرزا صاحب کی زندگی میں نہ مرا اور مرزا صاحب ہی اُس کے سامنے مرگئے تو کیا وجہ ہو سکتی ہی کہ مرزا صاحب اپنے اقرار کے بموجب جھوٹے نہ ٹھیریں؟ یہاں عذاب کی پیشینگوئی کیطرح ٹلنے اور نہ ٹلنے کو کچھ دخل نہیں ہے یہاں صرف مرزا صاحب کے پختہ اقرار سے بحث ہی سچے نبی اور مقرب خدا کے ایسے پختہ اقرار جس کے پورا نہ ہونے پر وہ اپنے قول سے جھوٹا ٹھیرے کبھی غلط نہیں ہو سکتے برادران اسلام اس میں غور کریں۔

اس قول کو پیش نظر رکھکر میاں محمود کے اس اشتہار کو دیکھا جائے جو انھوں نے اندنوں طبع کیا ہی۔ اور احمد بیگ کے داماد کا معتقد ہونا ظاہر کیا ہے۔ جب وہ مرزا صاحب کا معتقد تھا تو پھر مرزا صاحب خواہ مخواہ اسکی کیوں برابر کوستے رہے اور نہایت زور کیا تھا اُس کے مرنیکی پیشینگوئی کرتے رہے۔ ۱۲

چوتھے۔ یہ کہ جسطرح اُس کے مرنیکی پیشینگوئی کرتے ہیں اسیطرح اس کی بھی خبر دیتے ہیں کہ میری زندگی میں اُس کا مرنا خداتعالےٰ کے علم ازلی میں قرار پا چکا ہے اُس کے وقوع میں آنیکے لیئے کوئی قید اور شرط نہیں ہو سکتی کیونکہ اپنے سامنے اُس کے مرنیکو تقدیر مبرم۔ کہتے ہیں اور تقدیر مبرم اُسی کو کہتے ہیں جسکا ہونا یقینی طور سے علم الٰہی میں قرار پا چکا ہو اُس کے خلاف ہرگز نہیں ہو سکتا اگر کسیوجہ سے اُسکی خلاف ظہور میں آئے تو خداتعالیٰ کا علم ناقص قرار پائے۔ نعوذ باللہ

انبیاء کو تقدیر مبرم کا علم بغیر وحی یا قطعی الہام کے نہیں ہو سکتا اب جس بات کو مرزا صاحب نے تقدیر مبرم کہا تھا اسکا ظہور نہ ہوا اس لئے ضرور ہے کہ یا تو مرزا صاحب کو مفتری کہا جائے یا یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب نہیں ہے

اب ناظرین سے معلوم کیا ہوگا کہ اس پیشینگوئی کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ احمد بیگ کے داماد کے مرنیکی خبر دی گئی کہ وہ مرزا صاحب کی زندگی میں مریگا دوسرا حصہ یہ ہے کہ اس خبر کے وقوع میں آنیکا اسطریقے سے یقین دلایا ہے کہ اگر اُسکا ظہور نہ ہوا تو مرزا صاحب اپنی اقرار سے کاذب ٹھیریں اور جب اُسکا ظہور نہ ہوا تو وہ کاذب ٹھیرے اسکا کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔

(۳) ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴ میں لکھتے ہیں۔ یاد رکھو کہ اس پیشینگوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی (یعنی احمد بیگ کا داماد میرے سامنے نہ مرا) **تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھیرونگا۔** ای احمقو یہ انسانی افترا نہیں یقیناً سمجھو کہ خدا کا وعدہ سچا ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں اس عبارت میں بھی مرزا صاحب کئی باتیں کہتے ہیں۔ اول۔ اپنے سامنے اُسکے مرنیکی خبر دیتے ہیں دوم یہ کہ یقینی طور سے اُسے خدا کا سچا وعدہ کہتے ہیں وعید نہیں کہتے سوم یہ کہ اس خبر کے سچے ہونیکا یقین اسطرح دلاتے ہیں کہ اگر احمد بیگ کا داماد میرے سامنے نہ مرے تو میں

ہرایک بد سے بدتر ٹھیروں گا نہایت ظاہر ہے کہ اگر اس پیشینگوئی کے ظہور کیلئے کوئی شرط ہوتی تو ہرگز یہ نہ کہتے کہ اگر اسکا ظہور نہ ہو تو میں ہرایک بد سے بدتر ٹھیرونگا۔ چہارم یہ کہ اس پیشینگوئی کا ظہور خدا تعالی کی اُن باتوں میں ہے جو نہیں ٹلتیں یہ جملہ بھی صفائی سے کہہ رہا ہے کہ اس پیشینگوئی کے لئے کوئی شرط نہیں ہے غرضکہ اس قول سے بھی ظاہر ہوا کہ اس پیشینگوئی کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ سلطان محمد کی موت کی خبر دینا۔ دوسرے اسکا یقین دلانا کہ اگر یہ خبر صحیح نہ ہو تو میں ہر بد سے بدتر ٹھیرونگا۔ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے ٹل نہیں سکتا ان دونوں قولوں کے سوا اور بھی اقوال ہیں جنکو میں نے حصہ ۲ اور تنزیہہ ربانی میں نقل کیا ہے اُن میں مرزا صاحب نے اُس کے مرجانیکو اپنی صداقت کا معیار اور نہ مرنیکو اپنی کذب کا معیار بتایا ہے۔ اسپر خدا کی قسم کھائی ہے۔ الغرض اس پیشینگوئی کا دوسرا حصہ[1] یعنی اسکی موت کو تقدیر مبرم[(۱)] کہنا اُسے اپنی صداقت کا معیار بتانا[(۲)] اُسپر قسم کھانا[(۳)] اور پھر اُسپر برسوں[(۴)] اصرار کرنا اور اس مدت مدید میں خدا تعالی کی طرف[(۵)] سے کسیوقت اس خیال کی غلطی پر اطلاع نہ ہونا متعدد طریقوں سے شہادت دیتا ہے کہ مرزا صاحب خدا کے فرستادہ بلکہ برگزیدہ خدا بھی نہ تھے اُس وقت تک اس پہلو پر کسی نے نظر نہیں کی اور نہ اسکا کوئی جواب دیا صرف پہلے حصہ پر نظر کی گئی ہے یعنی یہ کہ احمد بیگ کا داماد میرے سامنے مریگا اس لحاظ سے یہ ایک وعید کی پیشینگوئی ہے البتہ مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام اتھم میں اُسے خدا کا سچا وعدہ کہا ہے یہ قول بھی

[1] انجام اتھم ص ۲۲۲ و رفیصلہ کا حصہ ۲ ص ۱۳ و ۱۴ ملاحظہ ہو۔ ۱۲

[2] یہ خوب مد نظر رہے کہ اس پیشینگوئی کے دوسرے حصہ میں یہ پانچ باتیں ہیں جن پر خط کھینچکر میں نے ہندسہ دیدیا ہے انمیں غور کرنے سے مرزا صاحب کی نسبت کامل فیصلہ ہو جاتا ہے اسکی تفصیل آئندہ ملاحظہ کیجئے۔ ۱۲

صحیح ہے کیونکہ یہ پیشینگوئی سلطان محمد کیلئے وعید ہی اور مرزا صاحب کیلئے وعدہ ہی اگر اس پیشینگوئی کا ظہور ہوجاتا تو مرزا صاحب کی صداقت پر لوگ ٹوٹ پڑتے اور بہت لوگ ماننے لگتے الغرض اس پیشینگوئی میں وعدہ اور وعید دونوں ہیں اگر طالبین حق اس پیشینگوئی کے دونوں حصوں پر علحدہ علحدہ نظر کرکے اُس کے نتیجہ پر غور کریں گے تو بالیقین معلوم کرلیں گے کہ اُس کے دونوں حصے مرزا صاحب کے کذب کو متعدد طریقوں سے ثابت کرتے ہیں اور اسوقت تک جو اُن کے متبعین نے یا خود انھوں نے اس پیشینگوئی کی نسبت کہا ہی وہ صرف پہلے حصہ کی نظر سے کہا ہی یعنی یہ ایک وعید کی پیشینگوئی ہے دوسرے حصہ کی طرف سی بالکل خاموشی ہے وہاں چون وچرا کی مجال ہی نہیں ہے اپنے دل میں سمجھے ہوں گے کہ اس حصہ کا کوئی جواب نہیں ہوسکتا۔ اب اُن طریقوں پر نظر کیجئے پھر آپ کو معلوم ہوجائیگا کہ جس حصہ کا جواب دیا گیا ہے وہ بھی بالکل غلط اور چند جھوٹے دعووں اور غلط فہمیوں کا مجموعہ ہے۔

پہلا طریقہ جنکے قلوب نور اسلام سے منور ہیں وہ قرآن پاک کی اُن آیتوں کو ملاحظہ کریں جنکے نقل اوپر ہوچکے ہیں اور جن سے آفتاب کیطرح روشن ہے کہ خدا تعالیٰ کے وعدے اور وعید میں تخلف نہیں ہوسکتا اور خصوصاً جو وعدہ یا وعید خاص مدعی رسالت سی کیجائے جب مرزا صاحب کی یہ پیشینگوئی پوری نہ ہوئی اور نہایت پختہ وعید خداوندی کا کچھ ظہور نہ ہوا تو آیات قرآنیہ سے روشن ہوگیا کہ مرزا صاحب اپنے دعوے میں سچے نہ تھے اور نہ اُن کی پیشینگوئی ضرور پوری ہوتی یہ کہنا کہ عذاب کی پیشینگوئی کا ٹلجانا اللہ کی سنت مستمرہ محض غلط اور نصوص قطعیہ کے خلاف ہی بلکہ خود مرزا صاحب کے متعدد اقوال کے خلاف ہے۔

پہلا قول۔ احمد بیگ کا ذکر کرکے لکھتے ہیں کہ۔ اُسکا داماد تمام کنبہ کے خوف کیوجہ سے

اور اُن کے توبہ اور رجوع کے باعث فوت نہوا مگر یاد رکھو کہ خدا کے فرمودہ
میں تخلف نہیں اور انجام کار وہی ہے جو ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں
(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۱۲)

ذرا آنکھ کھول کر ملاحظہ کیا جائے کہ احمد بیگ کے داماد کی وعید کی نسبت کہہ رہے ہیں کہ خدا کے فرمودہ میں تخلف نہیں اُس کے مرنیکی نسبت جو کئی مرتبہ کہا گیا ہے وہی ہوگا یعنی احمد بیگ کا داماد میرے روبرو مرے گا۔

دوسرا قول - اُسی احمد بیگ کے داماد کے مرنیکی نسبت پھر لکھتے ہیں کہ یقیناً سمجھو یہ خدا کا سچا وعدہ ہے وہی خدا جسکی باتیں نہیں ٹلتیں[1] (ضمیمہ انجام آتھم صہ ۵۴)

یہاں بھی خدا کی تمام باتوں کی نسبت لکھتے ہیں کہ نہیں ٹلتیں یہ بعینہ ترجمہ لاتبدیل لکلمات اللہ کا ہے اور پھر خاص اس وعید کی پیشینگوئی کو انھیں باتوں میں بتاتی ہیں جو نہیں ٹلتیں۔

اب اگر نصوص قرآنیہ کے خلاف اور خود اپنے متعدد اقوال کے مخالف مضطر ہوکر مرزا صاحب کسی جگہ یہ لکھیں۔

مرزا صاحب کا تیسرا و چوتھا جھوٹ

کہ تاریخ عذاب کا ٹلجانا تخلف[2] وعدہ نہیں ہے بلکہ سنت اللہ ہے۔

[1] مرزا صاحب کا یہ قول بہت جگہ ہے مگر میں نے بغرض اختصار دو ہی جگہ کا حوالہ نقل کیا ہے ۱۲

[2] یہ دونوں قول برق آسمانی میں نقل کئے گئے ہیں یہاں دیکھا جائے کہ لفظ کو بدلکر عوام کو کیسا دھوکا دیا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالے کسی کیلئے تاریخ معین کرکے عذاب کی خبر دے اور کسی وجہ سے اس تاریخ پر عذاب نہ آیا تو یہ وعدہ عذاب میں تخلف نہیں ہے بلکہ اللہ کی عادت ہی ایسی ہے اس صاف اردو کی جگہ مرزا صاحب نے لفظ سنت اللہ لکھدیا

مرزا صاحب کا پانچواں جھوٹ

یا یہ کہدیں کہ وعید کی پیشینگوئی کے ٹلجانے کے بارے میں تمام نبی متفق ہیں ہرگز ذی علم مسلمان اسے مان نہیں سکتا کیونکہ یہ دونوں باتیں محض غلط اور اللہ پر اور اُس کے تمام رسولوں پر اتہام ہے اور اس پیشینگوئی کو شرطی کہنا بھی غلط ہے اس کی تفصیل آئندہ آئے گی اسی طرح یہ کہنا بھی غلط ہے کہ اس سے مقصود کنبہ کی ہدایت تھی وہ حاصل ہو گئی۔

مرزا صاحب کا چھٹا جھوٹ

اور اُن کا سرگروہ بانی فساد ایمان لے آیا کیونکہ نہ کوئی بانی فساد ایمان لایا اور نہ انبیاء کی ہدایت کا طریقہ ایسا ہو سکتا ہی جس میں خدائے قدوس کے وعدہ یا وعید میں تخلف لازم آئے نبی کے ایک وعدہ یا وعید میں تخلف آنے سے اُس کے تمام وعدہ اور وعیدوں میں زلزلہ پڑ جائے گا اور اُس کے کسی قول پر اعتبار نہ رہیگا اس کے علاوہ مرزا صاحب نے تو مانعین نکاح کا ہلاک کرنا مقصود خداوندی بیان کیا ہے اب اُن کے پیرو اُسے غلط ٹھیرانا چاہتے ہیں۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

تاکہ عوام نہ سمجھیں اس قول میں مرزا صاحب کے دو جھوٹ ہیں ایک یہ کہنا کہ تاریخ عذاب کا ٹلجانا تخلف وعدہ نہیں ہے جب عذاب کے تاریخ مقررہ کا وعدہ پورا نہ ہوا تو پھر تخلف وعدہ نہ ہونیکے کیا معنی وعدہ عذاب کے بعد دو ہی صورتیں ہیں ایک یہ کہ تاریخ معین پر عذاب آئے اسے کہا جائیگا کہ وعدہ پورا ہوا دوم اگر اس تاریخ پر عذاب نہ آیا تو بالغرور یہ کہیں گے کہ وعدہ عذاب پورا نہ ہوا اور تخلف وعدہ اسی کو کہتے ہیں پھر یہ کہنا کہ عذاب کی تاریخ ٹلجانا تخلف وعدہ نہیں ہی کیسا صریح غلط ہی پھر اس عذاب کے ٹلجانے کو سنت اللہ کہنا دوسرا جھوٹ ہے ۔۱۲

مرزا صاحب انجام آتھم ص۲۰۰ میں لکھتے ہیں يُرَدُّ بِنْتُ اَحْمَدَ اِلَیَّ بَعْدَ اِهْلَاكِ الْمَانِعِيْنَ وَكَانَ ۔ اَصْلُ الْمَقْصُوْدِ الْاِهْلَاكُ الخ یعنی بعد ہلاک کرنے مانعین نکاح کے احمد بیگ کی لڑکی لوٹ کر میرے پاس آئیگی اور اصل مقصود انکا ہلاک کرنا ہے''

یہاں تو مرزا صاحب صاف کہہ رہے ہیں کہ مقصود اصلی تو ہلاک کرنا ہے پھر اسکے صریح خلاف بناوٹ سے کیونکر جواب ہو سکتا ہے اب اگر مانعین نکاح کی ہلاکت ظہور میں نہ آئی تو خدا تعالیٰ کا عاجز ہونا لازم آئیگا کیونکہ جو اسکا اصل مقصود تھا وہ حاصل نہ ہوا طالبین حق مرزا صاحب کے اُن اقوال کو ملاحظہ کریں اور میاں محمود کے اُس خط کو دیکھیں جو انھوں نے اس پیشینگوئی کے جواب میں شائع کیا ہے اور اس کی صداقت کا اندازہ کریں الحمد للہ ہمیں اس کی تحقیق اور تفتیش کی ضرورت نہیں ہے۔ مرزا صاحب کے اقوال ہی اسے محض غلط اور بناوٹ کہہ رہے ہیں مرزا صاحب کے تحریر میں یہ کمال ہے کہ اُنھیں کی تحریر سے انکا رد ہو جاتا ہے یہ تو پیشینگوئی کے پہلے حصے کا نتیجہ تھا اب دوسرے حصہ کے طُرق واضحہ کو ملاحظہ کیجیے۔

دوسرا طریقہ ۔ مرزا صاحب اُس کے حکم کو تقدیر مبرم کہتے ہیں اور اسپر اسقدر وثوق ہے کہ پہلے اسی زبان اردو میں لکھا پھر انجام آتھم کے ص۲۲۳ میں عربی و فارسی میں بیان کیا اور بار بار اسے تقدیر مبرم کہا یعنی اسکا وقوع میں آنا علم الٰہی میں قرار پا چکا ہے اس کیلئے نہ کوئی شرط ہو سکتی ہے نہ وہ کسی وجہ سے ٹل سکتا ہے اگر کسی وجہ سے اسکا ظہور نہ ہو تو خدا تعالیٰ کا جہل لازم آئے یعنی اللہ تعالیٰ کے علم میں تو یہ تھا کہ یہ کام یوں ہوگا مگر نہ ہوا اسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم غلط نکلا وہ علام الغیوب واقعی حالت سے واقف نہ تھا۔ نعوذ باللہ

اسپر خوب نظر رہے کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو ان انبیاء میں بناتے ہیں جن پر بارش کیطرح وحی نازل ہوتی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے (جو بڑے شان کے مستقل نبی ہیں) ہر شان میں اپنے آپکو بڑھکر کہتے ہیں تو اُن کے وحی الہام میں غلطی نہیں ہو سکتی انبیاء اس سے معصوم ہیں مرزا صاحب جب اُس کے مرنیکو تقدیر مبرم کہتے ہیں تو اُس کے مدعی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے علم سے اطلاع دی ہے کہ احمد بیگ کے داماد کا میرے روبرو مرنا اللہ تعالیٰ کے علم میں قرار پاچکا ہے اُسکا ظہور میں آنا ضرور ہے انجام آتھم کے حاشیہ ص۳۱ کے جملے اس مدعا کی صاف شہادت دیتے ہیں جب ظاہر ہو گیا کہ احمد بیگ کا داماد مرزا صاحب کی سامنے نہ مرا بلکہ مرزا صاحب اسکی سامنے مرگئے تو معلوم ہوا کہ اپنے سامنے مرنیکو تقدیر مبرم کہنا محض غلط تھا جس سے اُس قدوس پر سخت الزام آتا ہے یہاں مرزا صاحب اپنے قول سے مفتری ٹھیرتے ہیں اور مفتری علی اللہ نبی یا کوئی مقدس نہیں ہو سکتا اگر یہاں مرزا صاحب کی سمجھ کی غلطی مانکر انھیں افترا کے الزام سے بچایا جائے تو پھر نبی کے قول کی کوئی وقعت نہیں ہو سکتی کیونکہ جب اسکا ایسا پختہ قول جسکو اُسنے اپنی صداقت کا معیار بتایا اور برسوں اُسپر قائم رہا اور خدا کیطرف سے اُسے متنبہ نہ کیا گیا پھر جس الہام سے اُس نے اپنے آپ کو مہدی موعود یا رسول سمجھ لیا اُسپر کیونکر اعتبار ہو سکتا ہے کیا وجہ ہے کہ اس الہام کے سمجھنے میں اُسے غلطی سے معصوم سمجھ لیا جائے کسی نبی کی ایسی غلط فہمی ثابت نہیں ہو سکتی کہ اُس نے الہام کو غلط سمجھکر برسوں اس کو مشتہر کرتا رہا ہو اور اپنی صداقت کی معیار اُسے قرار دیا ہو اور انجام میں اُس کی غلط فہمی

لہ جماعت مرزائیہ علانیہ جب ان پیشینگوئیوں کی صداقت ثابت کرنے سے عاجز ہو گئی تو اب کہنا شروع کیا ہو کہ یہ پیشینگوئیاں صرف اُنکی ہدایت کیلئے کیگئی تھیں مگر یہ تو فرمائیے کہ خدا کے رسولوں کی ہدایت اسطرح ہوا کرتی ہے کہ خواہ مخواہ ایسی پیشینگوئیاں کریں جس سے وہ خود بھی جھوٹے ٹھیریں اور خدائے قدوس پر جھوٹ اور تخلف وعدہ کا الزام آئے ذرا خدا سے ڈر کر اور ہوش سنبھال کر بات کہو ۱۲

ثابت ہوئی ہو اگر ایسا ہو تو نبی کے کسی کلام پر اعتبار نہیں ہو سکتا۔

تیسرا طریقہ ا حاشیہ مذکورہ میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشینگوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اسکو بھی ایسا ہی پورا کر دیگا جیسا کہ احمد بیگ اور اور آتھم کی پیشینگوئی پوری ہوئی۔ اس کلام میں مرزا صاحب نہایت صاف طور سے اپنی جھوٹے اور سچے ہونیکی معیار بتاتے ہیں جھوٹے ہونیکی معیار یہ کہتے ہیں کہ داماد احمد بیگ کی پیشینگوئی میری زندگی میں پوری نہ ہوا اور اُس سے پہلے میں مرجاؤں اور سچے ہونیکی معیار اسے بتاتے ہیں کہ یہ پیشینگوئی اسی طرح پوری ہوگی جسطرح احمد بیگ اور آتھم کی پوری ہوئی یعنی جسطرح یہ دونوں مرزا صاحب کے روبرو مر گئے یہ بھی اسیطرح مرجائیگا یہ دونوں معیاریں مرزا صاحب نے اپنی قلم سے لکھی تھیں ان دونوں معیاروں کے بموجب وہ کاذب ٹھیرے کیونکہ احمد بیگ کا داماد مرزا صاحب کے سامنے نہ مرا بلکہ مرزا صاحب ہی اُس کے سامنے مر گئے اس لئے جو سچے ہونیکی معیار بیان کی تھی وہ اُن میں نہیں پائی گئی اور جو معیار جھوٹے ہونیکی بیان کی تھی وہ پائی گئی اسوجہ سے مرزا صاحب اپنی مقرر کردہ معیار کے بھی بموجب کاذب ٹھیرے وعید کی پیشینگوئی کا ٹلجانا یا نہ ٹلنا اور بات ہے یہاں اُن کا صریح اقرار انھیں کاذب ثابت کر رہا ہے اور اس اقرار کو اُن کی انسانی غلطی بتا کر اُن کی صداقت کو قائم رکھنا غیر ممکن ہے کیونکہ اول تو یہ دونوں جملے پہلی جملے کی شرح ہیں یعنی داماد احمد بیگ کی پیشینگوئی کو مرزا صاحب تقدیر مبرم لکھ چکے ہیں اب اُسکی شرح اسطرح کرتے ہیں کہ علم الٰہی میں یہ قرار پاچکا ہے کہ جسطرح احمد بیگ اور آتھم میرے روبرو مر گیا یہ بھی اسیطرح مریگا یہاں توبہ قبولی کی شرط بھی بیکار ہے کیونکہ جب اسکا مرنا علم الٰہی میں ٹھیر چکا ہے تو کسی شرط وغیرہ سے بدل نہیں سکتا البتہ اگر اُن کے تقدیر مبرم کہنے کو غلط کہا جائے اور انھیں مفتری مان لیا جائے

تو وہی نتیجہ ہوگا جو دوسری وجہ کا ہوا اس کے علاوہ نہایت صاف بات ہی کہ جسے خدا تعالیٰ اپنا رسول کر کے بھیجے جسکو خصوصیت کیساتھ صدیق کا خطاب دی وہ تمام خلق کے روبرو ایسی غلطی کرے جسکی وجہ سے وہ اپنے اقرار کے بموجب کاذب ٹھیرے اُسے خدا فوراً مطلع نہ کرے یہ غیر ممکن ہے جب مدعی نبوت نے ایسی بھاری غلطی کی اور اسپر آگاہ نہ کیا گیا تو بالیقین معلوم ہوا کہ خدا کا رسول یہ ہرگز نہ تھا خلق کی ہدایت کیلئے خدا نے اسے نہیں بھیجا تھا ورنہ وہ اس غلطی پر ضرور آگاہ کرتا بلکہ اُس کی زبان سے یہ الفاظ ہی نہ نکلتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا کسی نبی نے کسی پیشینگوئی کی نسبت ایسا نہیں کہا کہ اسکا ظہور نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں یہ طرز روش انبیاء کی نہیں ہے۔

چوتھا طریقہ۔ ضمیمہ انجام اتھم میں اس پیشینگوئی کی نسبت نہایت زور کیساتھ یہ لکھا ہے کہ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے **وہی خدا جسکی باتیں نہیں ٹلتیں**،،

عنقریب یہاں بیان ہو گیا ہے کہ اس پیشینگوئی کے دو پہلو ہیں ایک پہلو کے لحاظ سے وعید ہے اور دوسرے پہلو سے وعدہ ہے اب مرزا صاحب اُسے خدا کا وعدہ قرار دیکر اُس کے ظہور کا یقین اسطرح دلاتے ہیں کہ یہ وعدہ اُس ذات مقدس و متین کا ہے جسکی کوئی بات نہیں ٹلتی خواہ وعدہ ہو یا وعید ہو مرزا صاحب کی اس عبارت کا تو مطلب یہی ہے جو بیان کیا گیا مگر چونکہ اُن کے کلام میں تعارض اور اختلاف بہت ہی اس لئے یہ بھی انہوں نے لکھا ہے کہ وعید کی پیشینگوئی کا ٹلجانا سنت اللہ ہے اس لئے میں کہتا ہوں کہ اس اختلاف سے قطع نظر ضمیمہ کی یہ عبارت اگر مرزا صاحب نے ہوش و حواس کی حالت میں لکھی ہے تو یہ جملہ نہایت صفائی سے کہہ رہا ہے کہ یہ پیشینگوئی ٹلنے والی نہیں ہے

جو کسی وجہ سے ٹلجاتی ہیں بلکہ یہ سچا وعدہ خداوندی ہے اور خدا کی ان باتوں میں ہی جو نہیں ٹلتیں اب یہاں خلف فی الوعید کو دخل دینا اور خدا کی نسبت یہ بتانا کہ عذاب کی پیشینگوئی ٹل جاتی ہے کسقدر دھوکا دینا ہے۔

بھائیو یہاں تو صاف مرزا صاحب یہ کہتے ہیں کہ یہ پیشینگوئی خدا کی اُن باتوں میں ہے جو نہیں ٹلتیں یہ خدا کا سچا وعدہ ہی یہ ضرور پورا ہوگا جب اس کہنے کے بعد بھی وہ وعدہ پورا نہ ہوا تو یقیناً مرزا صاحب اپنی اقرار سے کاذب ثابت ہوئے اور ہر بد سے بدٹھیرے عذاب کی پیشینگوئی ٹلتی ہو یا نہ ٹلتی ہو مگر مرزا صاحب اپنے اقرار سے ہر طرح کاذب ہوئے اس کا جواب کوئی صاحب قیامت تک نہیں دے سکتے۔

پانچواں طریقہ اُس انجام آتھم میں پہلی پیشینگوئی پوری نہ ہونکی وجہ میں کئی ورق سیاہ کرکے اور خوب زور تحریر دکھا کر صـ۲۲۳ میں کامل وثوق سے عربی اور فارسی دونوں دونوں تحریروں میں احمد بیگ کے داماد کے مرنے کو تقدیر مبرم لکھا ہی اور مکرر اس کا وقت عنقریب بتایا ہی اور پھر اس پر پختہ قسم کھائی ہے اور لکھا ہے ومن این را برائے صدق و کذب خود معیار میگردانم۔ ومن نگفتم الا بعد ازاں کہ از رب خود خبر دادہ شدم اس قول میں صاف طور سے مرزا صاحب کہتے ہیں کہ اُس کی موت کا تقدیر مبرم ہونا اور اُس کے ظہور کا وقت عنقریب ہونا اور اُس کی موت کو اپنی صدق یا کذب کی معیار بتانا بالہام الہٰی ہے پھر جب یہ امر آفتاب کیطرح روشن ہوگیا کہ احمد بیگ کا داماد مرزا صاحب کے سامنے نہ مرا تو اپنی معیار کے بموجب وہ کاذب ٹھیرے یا نہیں؟ اور اُن کی پختہ قسم جھوٹی ہوئی یا نہ ہوئی۔ ضرور جھوٹی ہوئی۔ بھائیو ذرا تو غور کرو اپنی بات کی پچ میں اپنی عاقبت کیوں برباد کرتے ہو جب وہ قسم کھا کر اُس کے نہ مرنے کو اپنے کاذب ہونیکی معیار بتاتے ہیں اور پھر اُسے الہام ربانی

کہتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ان کے الہامی قول کے بموجب انھیں کاذب نہ کہا جائے اسمیں شبہ نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے پختہ اقرار اور اپنے معین کردہ معیار کے بموجب کاذب ہوئے یہاں یہ عذر کرنا کہ عذاب کی پیشینگوئی ٹلجاتی ہے سخت نافہمی ہے عذاب کی پیشینگوئی ٹلتی ہو یا نہ ٹلتی ہو یہاں تو وہ اپنے الہامی اقرار سے کاذب ہیں۔

الحاصل اس پیشینگوئی کے غلط ہو جانے سے بالیقین مرزا صاحب کاذب ثابت ہوتے ہیں اور کذب بھی ایک طرح سے نہیں بلکہ پانچ طریقوں سے ہے جنھیں بیان کیا گیا ان میں سے چار طریقوں کا جواب تو اسوقت تک کوئی نہیں دے سکا البتہ پہلے طریقے کے جواب میں چند غلط اور بے اصل باتیں کہی ہیں وہ یہ ہیں

(۱) خدا تعالےٰ نے وعدہ کیا تھا مگر پورا نہیں کیا یہ ضرور نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے تمام وعدے اور وعیدیں پوری کرے اسکے ثبوت میں بعض آیتیں پیش کی تھیں مگر تنزیہہ ربانی اور معیار صداقت میں کافی طور سے دکھا دیا گیا کہ ان آیتوں کا وہ مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جو مرزائی سمجھے ہیں وہ مطلب قرآن مجید کے نصوص قطعیہ کے مخالف ہے اور اس رسالہ میں بھی ان کا جواب دیا گیا ہے بعض کا بیان ہو گیا ہے بعض کا عنقریب آئیگا۔

(۲) سنت اللہ یہ ہے کہ عذاب کی پیشینگوئی توبہ و استغفار سے ٹلجاتی ہے تمام انبیاء کا اسپر اتفاق ہے۔ اس کا جواب اسقدر کافی ہے کہ یہ مرزا صاحب کا محض غلط دعویٰ ہے قرآن و حدیث سے اسکا ثبوت ہرگز نہیں ہے بلکہ قرآن مجید کی جو آیتیں اوپر نقل ہو چکی ہیں ان سے کامل طور سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام وعدے اور وعیدیں ضرور پوری ہوتی ہیں اور سنت اللہ یہی ہے اس کے علاوہ دوسری پیشینگوئی کے بعد سلطان محمد کا توبہ و استغفار ہرگز ثابت نہیں ہے بلکہ مرزا صاحب کے اقوال سے اس کی سرکشی[1] ثابت ہے (انجام آتھم صفحہ ۲۲۲ ملاحظہ ہو) اور ظاہر ہے

[1] میاں محمود نے جو اندنوں سلطان محمد کا خط چھپایا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ میں پہلے ہی مرزا صاحب کو بزرگ سمجھا تھا

کہ جب اُس کے متعلق پہلی پیشینگوئی مرزا صاحب کی غلط ہوگئی اور وہ ڈھائی برس کے اندر نہ مرا تو اُسے جرأت زیادہ ہوگئی ہوگی اور مرزا صاحب کے کذب کا پورا یقین ہوگیا ہوگا اور یہ بھی سمجھ لیا ہوگا کہ میرے خسر یعنی احمد بیگ کی موت اتفاقیہ ہوئی۔

(۳) یہ پیشینگوئی شرطی تھی جب شرط پوری کردی گئی تو وعید منسوخ ہوگئی اس کا جواب یہ ہے کہ اس دوسری پیشینگوئی کیلئے کسیوقت کوئی شرط بیان نہیں کی گئی جس کیلئے شرط کہا جاتا ہے وہ پہلی پیشینگوئی ہے یہ دوسری پیشینگوئی تو وہ ہے جس کے وقوع میں آنے کو تقدیر مبرم کہا ہے اور اُس کے ظہور کو اپنی صداقت کا معیار بتایا ہے اور اُس پر قسم کھائی ہے یہ کہنا بدیہی دلیل ہے کہ اس کے لئے نہ کوئی شرط تھی اور نہ اُس کے لئے کوئی شرط ہوسکتی ہے اسکا ظہور ہونا ہر طرح ضرور تھا اور جس پیشینگوئی کیلئے جملہ "توبی توبی" شرط کہا گیا ہے اُس کی حقیقت بھی عنقریب ظاہر ہوجائے گی اور بخوبی اُس کی غلطی اظہر من الشمس کر دیجائیگی اس کے علاوہ اس جماعت میں جو بعض لکھے پڑھے ہیں وہ اس پر بھی غور نہیں کرتے کہ منسوخ کیا چیز ہوگئی وعدہ اور وعید تو آئندہ کی ایک خبر ہے اور خبر کے منسوخ ہونے کا تو دنیا میں کوئی صاحب عقل قائل نہیں ہے اور نہ ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اگر کسی وعدہ کرنیوالے نے کوئی وعدہ کیا اور پورا نہ کیا تو وہ وعدہ کرنیوالا وعدہ خلاف کہلائے گا

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

اور اب بھی سمجھتا ہوں یہ خط مرزا صاحب کے اقوال کو بالکل غلط بتلا رہا ہے ذرا انصاف کیا جائے کہ مرزا صاحب ہمیشہ اسی کو سچی ہو اور اُسکے نکاح کو اپنی صداقت کا معیار بتاتے رہے اور اسی کی بیوی کی نسبت کہتے رہے کہ ہماری پاس آئیگی اور ہماری بیوی ہوگی اب انسانی طبیعت پر نظر کر کے کہا جائے کہ جس شخص کی نسبت مرزا صاحب کا یہ حال رہا ہو اور برسوں اسی حالت پر گذری ہوں اسکا خیال مرزا صاحب سے کیونکر اچھا رہ سکتا ہے یہ انسان کی فطرت کے بالکل خلاف ہے اگر یہ خط محض مصنوعی نہیں ہے تو اسے کچھ دیکر یا نہایت درجہ کی خوشامد کر کے لکھوایا گیا ہے اس لئے وہ کسیطرح لائق اعتبار نہیں ہے اس کے علاوہ ہم تو مرزا صاحب کے صریح اقوال سے انھیں کاذب ثابت کر رہے ہیں یہ اقراری ڈگری مصنوعی خط سے منسوخ نہیں ہوسکتی۔

وعدیکے منسوخ ہونے کی کوئی معنی نہیں ہیں جو لوگ قرآن مجید میں نسخ کے قائل ہیں وہ صرف بعض احکام کو منسوخ کہتے ہیں جو وقتی ضرورت کیلئے کسیوقت دئے گئے اور جب وہ ضرورت نہ رہی تو وہ حکم بھی اٹھا دیا گیا قرآن مجید کی خبروں میں کوئی مسلمان نسخ کا قائل نہیں ہے حاصل یہ کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ خلاف ہونا جھوٹ بولنا سب کے نزدیک محال ہے خواہ وہ امکان کذب کے قائل ہوں. یا امتناع کذب کی مسلمان اہل دل یہ سنکر کانپ جائیگا کہ خدا تعالیٰ جھوٹ بولتا ہی یا وعدہ خلافی کرتا ہے (نعوذ باللہ) غرضکہ پیشینگوئی کے ٹلجانے یا منسوخ ہونیکے کوئی معنی نہیں ہو سکتے بجز اس کے کہ جو خدا تعالیٰ نے خبر دی تھی وہ غلط تھی ۔ ایسی جرات ادبیاء کی احمدیوں کے سوا کسی مسلمان سے نہیں ہو سکتی ۔

(۴) معلوم ہوتا ہے کہ وہ جان چکے ہیں کہ اس کے جواب میں ہم کوئی دلیل شرعی پیش نہیں کر سکتے جو اہل علم کے نزدیک حجت ہو سکے اس لئے عوام پر اثر ڈالنے کیلئے بعض اولیاء کرام کے زیر دامن پناہ لینا چاہا ہے مگر جب اللہ و رسول نے پناہ نہیں دی اور قرآن مجید کے نصوص صریحہ سے اُن کے اقوال غلط ثابت ہوگئے تو اولیاء کرام کے یہاں انھیں پناہ نہیں مل سکتی اس کی تفصیل تو اس دلیل کے آخر میں آئیگی (انشاء اللہ) مگر یہاں اسقدر کہتا ہوں کہ کامل اولیاء کرام کا کلام قرآن مجید کے خلاف ہرگز نہیں ہو سکتا مگر چونکہ تصوف کی کتابوں میں اکثر جگہ عارف کی حالت کا بیان ہوتا ہے اس لئے جو صاحب حال نہیں ہیں وہ اُسے سمجھ نہیں سکتے اور بغیر سمجھے اُن کے کلام کو کسی دعوے کے ثبوت میں پیش کرنا جہل مرکب ہی اگر دعویٰ ہے تو کوئی آیت قرآنی پیش کرو اس کے علاوہ وہ خلیفہ صاحب یہ تو فرمائیں کہ جملہ یُوعِدُ وَلَا یُوفِی۔ اگرچہ غلط ہے مگر بالفرض صحیح بھی مان لیا جائے تو اس پیشینگوئی کے جواب میں اسے پیش کرنا عوام کو محض دھوکا دینا ہے اگر کچھ

عقل ہے تو خیال کرنا چاہیئے کہ مرزا صاحب نے صرف وعدہ الہٰی نہیں بیان کیا کہ آپ کہہ سکیں کہ اُس نے وعدہ کیا تھا مگر پورا نہ کیا اور یوعدہ لایوفی ہو گیا۔ بھائیو! مرزا صاحب تو بڑے اصرار اور نہایت پختگی سے یہ کہہ رہے ہیں کہ اس وعدۂ الہٰی کا پورا ہونا تقدیر مبرم ہے یہ وعدہ ضرور پورا ہوگا اگر وعدہ پورا نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں دوسرے مقام پر خدا کی قسم کھا کر اس وعدہ کا پورا ہونا بیان کرتے ہیں اور اسے اپنی صداقت کا معیار کہتے ہیں اور اس کے پورا نہ ہونے کو اپنے کذب کا معیار بتاتے ہیں۔ اس لئے ضرور ہے کہ مرزا صاحب اپنی مقرر کردہ معیار کے بموجب کاذب ہیں یہاں جملہ "یوعد ولایوفی" سے اُن کی صداقت کیونکر ثابت ہو سکتی ہے۔

الحاصل۔ دوسری پیشینگوئی بھی ایسی غلط ثابت ہوئی جسطرح پہلی پیشینگوئی غلط ثابت ہوئی تھی بلکہ دوسری پیشینگوئی کے غلط ہونے سے مرزا صاحب کا کذب نہایت ہی روشن ہو گیا۔ کیونکہ وہ اپنے متعدد اقراروں سے کاذب ثابت ہوئے یہاں مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ جماعت احمدیہ یہ تو بتائے کہ وہ نکاح بھی منسوخ ہو گیا جس کے ظہور کا برسوں اسقدر زور وشور سے دعوی ہوتا رہا اور اس مفروضہ بیوی کے شوہر کی موت کی وعید بھی ٹلگئی مگر یہ **تو فرمائے کہ مسلمان عیسائی۔ آریہ۔ سب کے مقابل میں جو مرزا صاحب نے نہایت ہی عظیم الشان نشان اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کرنا چاہا تھا** اور مدتوں انتظار میں رکھا وہ کیا ہوا۔ کیا اسمیں بھی آپ کو کوئی عذر ہو سکتا ہے کہ جسے نہایت ہی عظیم الشان کہکر مخلوق کو اپنی طرف متوجہ کر رکھا تھا وہ محض اُن کی خیالی آرزو تھی جو پوری نہ ہوئی۔ اگر اتفاقیہ طور سے پوری ہو جاتی تو پھر عظیم الشان نشان تھا اللہ اکبر غضب تو یہ ہے کہ آپ سے علانیہ طور سے اُس پیشینگوئی کا ظہور نہ ہوا مگر

پھر کہا جاتا ہے کہ پیشنگوئی کی صداقت ثابت ہوگئی اس علانیہ کذب یا نہایت درجہ کی بیوقوفی کا کیا ٹھکانا ہے ایسے حضرات کے سمجھانے کا کیا طریقہ ہو سکتا ہے جن کی عقل و فہم بالکل اُلٹ گئی ہو اور باطل پرستی نے اُن کے دل کو بالکل تاریک کر دیا ہو۔

بھائیو! مرزا صاحب کے کذب کے ثبوت میں میں نے یہ پیشنگوئی اسی غرض سے پیش کی ہے کہ متعدد وجوہ سے انکا کاذب ہونا اس سے ثابت ہوتا ہی شاید حق بات کسی طور سے آپ کے ذہن میں آجائے یہ خیر خواہ برادران اسلام کو ہلاکت ابدی سے بچانے کیلئے ایک فریب خوردہ کی تمام جھوٹی باتوں کو چھوڑ کر صرف ایک بات کو پیش کرتا ہے اور مثل آفتاب روشن کر کے دکھاتا ہے کہ اس سے اس فریب خوردہ کا کذب عیاں ہو رہا ہے اور مختلف طریقوں سے اسکے کذب کی تاریکی نظر آرہی ہے اسے دیکھو اور اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو پرہیز کرو۔

اب چھٹی پیشنگوئی کے متعلق یہ دکھانا منظور ہی کہ وہ بھی ہر طرح سے غلط ثابت ہوئی اور جوابات اس کے دیے گئے ہیں وہ خود مرزا صاحب کے اقوال سے غلط ثابت ہوتے ہیں بعض اقوال یہاں نقل کیے جاتے ہیں ملاحظہ ہوں۔

منکوحۂ آسمانی کے متعلق مرزا صاحب کے بعض الہامات و اقوال

(الف) - ان دنوں جو زیادہ تصریح کیلئے بار بار توجہ کیگئی تو معلوم ہوا ہے خدا نے مقدر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ (احمد بیگ) کی دختر کلاں کو جسکی درخواست کیگئی تھی ہر ایک مانع دور کرنیکے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لاویگا۔ (مرزا صاحب کا اشتہار مرقومہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء)

معزز ناظرین! ذرا اس قول پر دوبارہ نظر کر کے فرمائیں کہ اس قول میں جس بات کو مرزا صاحب تقدیر خداوندی بتلاتے ہیں اس کے ہونے یا نہ ہونے کیلئے کوئی شرط ہو سکتی ہے۔ جب یہ کہدیا کہ ہر مانع دور ہونیکے بعد انجام کار وہ لڑکی خاص مرزا صاحب کے نکاح میں آئے گی تو کوئی وجہ ایسی ہو سکتی ہے کہ یہ تقدیر ٹلجائے اور اس کا ظہور نہ ہو۔ آپ سوچ کر ذہن نشین رکھئے۔

ب ۲۔ خدا تعالیٰ ان سب کے تدارک کیلئے جو اس کام کو روک رہے ہیں مددگار ہوگا اور انجام کار اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ ایضاً۔

اس قول پر بھی مکرر نظر کر کے کہئے کہ جب خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ انجام کار میں وہ لڑکی مرزا صاحب کے پاس آئے گی اور خدا تعالیٰ کا یہ پختہ وعدہ ہے ٹل نہیں سکتا۔ تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ اس کے ظہور کے لئے ایسی شرط ہو کہ خدا کا یہ وعدہ پورا نہ ہو۔ اور یہ ارشاد خداوندی کہ انجام کار وہ لڑکی مرزا صاحب کیطرف واپس آئیگی

۱؎ اس پر نظر کیجئے کہ یہ عبارت خلیفہ صاحب کے جواب کو بھی غلط بتارہی ہے کیونکہ جو لوگ عمر روک رہی تھی وہ خاص محمدی کی نکاح سے روک رہے تھے اور پھر اسی کتاب کی نسبت یہ کہا گیا کہ انجام کار تمہاری طرف واپس لائیگا محمدی کی اولاد کا تو اسوقت وجود بھی نہ تھا بلکہ اس کا کسی کو خیال بھی نہ تھا پھر روکنی کے کیا معنی اور واپس لانیکے کیا معنی واپس لانیکے معنی جو مرزا صاحب نے بیان کئے ہیں وہ اسوقت صحیح ہو سکتی ہیں کہ محمدی مرزا صاحب کے نکاح میں آ چکی ہو الغرض ایسی صراحت کے بعد کوئی صاحب یہ نہیں کہہ سکتا کہ نکاح میں آنیسے یہ مراد ہے کہ محمدی کی اولاد میں سے قیامت تک کوئی نہ کوئی لڑکی مرزا صاحب کے خاندان میں بیاہی جائیگی اور یہ ایسی غلط معنی ہیں کہ کوئی ذی عقل حالت ہوش و حواس میں اسکی غلطی سے انکار نہیں کر سکتا۔ ۱۲

. . . .

جھوٹا ثابت ہوا اور وہ لڑکی مرزا صاحب کے پاس نہ آئی کوئی ایماندار اسکا اقرار نہیں کر سکتا۔

ج ۳۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار پا چکا ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کی نکاح میں آئیگی۔

خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اُسکو میری طرف لائے

(۱۰ مئی ۱۸۸۸ء کا اشتہار مطبوعہ حقانی پریس لدھیانہ)

ناظرین[1] اس قول میں بھی تامل فرماویں کہ جب اس قول کے بموجب خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ قرار پا چکا ہے کہ وہ لڑکی ہر طرح سے مرزا صاحب کے نکاح میں آئے گی تو اس کیلئے ایسی شرط کیونکر ہو سکتی ہے کہ اُس کے پورے ہو جانے سے نکاح کا ظہور نہ ہوا۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا اگر یہ وعدہ صحیح نہیں ہے تو محمدی کا نکاح میں آنا ضرور ہے اور اگر بالفرض ایسا نہ ہو تو کیا خدا کا متغیر ہونا اور کاذب اور وعدہ خلاف ہونا ثابت نہ ہوگا؟ ضرور ہوگا۔ کوئی ذی فہم اس سے انکار نہیں کر سکتا۔

د ۴۔ خدا تعالیٰ نے پیشینگوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ۔

(۱) احمد بیگ کی دختر کلاں انجام کار تمہاری نکاح میں آئیگی۔ اور بہت لوگ عداوت کریں گے کہ ایسا نہ ہو۔

(۲) لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا۔

(۳) ہر طرح سے اُسکو تمہاری طرف لائیگا باکرہ ہونیکی حالت میں یا بیوہ کر کے

(۴) اور ہر ایک روک کو درمیان سے اُٹھائیگا۔

[1] اس جملہ پر کامل نظر کیجائے اور اُس قول کو دیکھا جائے جو کہا جاتا ہے کہ پیشینگوئی شرطی تھی شرط کے پورا نہ ہونے سے نکاح کا ظہور نہ ہوا یہ دونوں قول بالکل متعارض ہیں جو بات خدا کی طرف سے قرار پا چکی ہو اسکا ظہور نہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے ۱۲

(۵) اور اس کام کو ضرور پورا کریگا۔ (۶) کوئی نہین جو اسے روک سکے الخ۔ (ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۹۸ و صفحہ ۱۹۹)

مرزا صاحب کا یہ الہامی قول ہے۔ جسمین چھ جملے ہین انمین خدا تعالیٰ کا نہایت پختہ وعدہ اسطرح ہے کہ انجام کار وہ لڑکی مرزا صاحب کے نکاح مین آئیگی اور پھر اُس کی کامل تاکید اور پختگی کے لئے کہا گیا کہ آخر کار ایسا ہی ہوگا یہان لفظ انجام کار اور آخر کار خوب ملحوظ رہے اور آخر کے دو جملے کہ اسکام کو ضرور پورا کریگا کوئی نہین جو اُسے روک سکے کیسی یقینی شہادت دے رہے ہین کہ اس لڑکی کے نکاح مین آنیکے لیے کوئی ایسی شرط نہین ہوسکتی۔ جسکیوجہ سے نکاح کا ظہور رک جائے اب اگر کسیوجہ سے اسکے نکاح کا ظہور نہ ہو تو قطعی طور سے کہا جائے گا کہ مرزا صاحب کا یہ الہام اور سابق کے الہامات و اقوال سب غلط ہین اور بغیر اس کے غلط مانے ہوئے یہ کہنا کہ ظہور نکاح کے لئے شرط تھی اور اس شرط کے پائے جانے سے نکاح فسخ ہوگیا کسیطرح صحیح نہین ہوسکتا اگر مذکورہ الہامات صحیح ہین تو ظہور نکاح کیلئے کوئی شرط نہین ہوسکتی۔ بھائیو یہ تو ایسی کھلی باتین ہین جن کا انکار کوئی صاحب عقل نہین کرسکتا۔

حاصل یہ ہے کہ مرزا صاحب کے الہامات مذکورہ تو اس شرط کو غلط بتاتے اور چونکہ اس شرط کو بھی الہامی کہا جاتا ہے اس لئے یہ شرط مرزا صاحب کے خیال کے بموجب ان تمام اقوال والہامات کو غلط بتاتی ہے اس لئے بموجب قاعدہ مشہور اذا التعارضا تساقطا کے دونون الہامات غلط ثابت ہوئے اور جب ایسے پختہ اور بار بار کے الہامات یقیناً غلط ثابت ہوچکے تو کوئی وجہ نہین کہ اُن کے اور الہامات پر اعتبار کیا جاسے افسوس ہے کہ ایسی روشن باتون پر بھی حضرات مرزائی نظر نہین کرتے اب ایک اور عربی الہام اسی باب مین ملاحظہ کیجیے اور اسمین تاکیدی الفاظ دیکھئے کہ خدا تعالیٰ اُس عورت کے واپس لانے کا۔

مکرر کہتا ہے اور اُس وعدے کے سچے ہونے میں شک کرنے کو منع فرماتا ہے اور اس کے نکاح میں آنے کی نسبت کس کس طرح سے تاکیدی وعدہ فرماتا ہے وہ الہام یہ ہے۔

۵۔ كذبوا بآياتي وكانوا بها يستهزؤن فسيكفيكهم الله ويردها اليك امر من لدنا انا كنا فاعلين زوجناكها الحق من ربك فلا تكونن من الممترين لا تبديل لكلمات الله ان ربك فعال لما يريد انا رادوها اليك توجهت لفصل الخطاب انا رادوها اليك وقالوا متى هذا الوعد قل ان وعد الله حق ٥

انجام آتھم ص۶۰ و ص۶۱ ملاحظہ ہو

انھوں نے میری نشانیوں کی تکذیب کی اور ٹھٹھا کیا سو خدا ان کیلئے تجھے کفایت کریگا (۱) اور اُس عورت کو تیری طرف واپس لائیگا اس کے بعد قول خداوندی اسیطرح بیان کرتے ہیں (۲) یہ امر (یعنی اس عورت کا واپس لانا) ہماری طرف سے ہے اور بلاشبہ ہم ہی اُس کے کرنیوالے ہیں۔ (۳) واپسی کے بعد ہم نے نکاح کر دیا۔ (یہ نکاح کر دینا) (۴) تیرے رب کیطرف سے سچ ہے پس تو شک کرنیوالوں سے مت ہو (کس زور کی تاکید سے اُس نکاح کا ظاہر ہونا اور اس وعدۂ خداوندی کا سچا ہونا بیان ہوا ہے اور پھر نص قرآنی سے اسکی تائید کیگئی ہے) کہ (۵) خدا کے کلمے (باتیں) بدلا نہیں کرتیں تیرا رب جس بات کو چاہتا ہے بالضرور اس کو کر دیتا ہے کوئی نہیں جو اُسے روک سکے (۶) بیشک ہم اُسکو واپس لانیوالے ہیں (لفظوں سے تاکید کر کے واپس لانیکو دوبارہ بیان کیا) آج میں فیصلہ کرنے کیلئے متوجہ ہوا۔ (۷) بلاشبہ ہم اُسکو تیری طرف واپس لائیں گے

؎ اس پیشگوئی میں تین جگہ تاکید کیساتھ کہا گیا کہ ہم تیرے پاس اُس کو واپس لائیں گے اس کے صریح جھوٹا ہو جانے پر نظر نہیں ہے مگر اس سے

یہاں تیسری مرتبہ اس عورت کے واپس لانے کو تاکید بیان کیا (۸) لوگوں نے کہا کہ یہ وعدہ کب ہوگا۔ کہہ خدا کا وعدہ سچا ہے" یعنی اس وعدہ خداوندی کا وقت نہیں بیان کیا جاتا مگر یہ سمجھ لو کہ اُس عورت کا ہمارے پاس آنا خدا کا وعدہ سچا ہوا کرتا ہے اس میں تخلف نہیں ہو سکتا۔

طالبین حق! اس پر غور کریں کہ یہاں پانچ مقام سے مرزا صاحب کے پانچ الہام نقل کیے گئے ہیں جنکا حاصل یہ ہے کہ منکوحہ آسمانی کا نکاح میں آنا یقینی ہے کیونکہ مرزا صاحب کے مکرر اور بار بار کے الہام سے اسکا ثبوت ہے اور وہ اپنے الہام کا قطعی اور یقینی ہونا نہایت زور سے بیان کرتے ہیں چنانچہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ میں لکھتے ہیں "میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جسطرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسیطرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں" یہ وہ الہام ہے کہ جسکی نسبت مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ اسپر ہم اسیطرح ایمان لاتے ہیں جسطرح لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پر جب اس کے یقین اور صراحت کی یہ حالت ہے تو اسمیں کسی طرح کی غلطی کا احتمال بھی نہیں ہو سکتا اور یہ کہنے کی بھی گنجایش نہیں ہے کہ اس سے غرض محمدی کا نکاح میں آنا یا اس کے شوہر کا مرنا مقصود نہ تھا بلکہ صرف ہدایت تھی وہ ہو گئی کیونکہ مکرر بار بار نہایت صراحت

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ

مرزا صاحب کا یہ نشان بیان کیا جاتا ہے کہ دوسرے سے نکاح ہو جانیکی خبر مرزا صاحب دیرہے ہیں کسقدر تعصب نے پردہ ڈالدیا ہے کہ جو جملہ نہایت صفائی سے جھوٹا ثابت ہو رہا ہے اسپر نظر نہیں ہے مگر نشان ثابت کرنیکے لئے وہی غلط جملہ پیش ہو رہا ہے دیکھو تشحیذ الاذہان بابت مئی سنہ ۱۹۱۱ء اور نشان ثابت کر نہیں کیا فریب دیا جاتا ہے کیونکہ یہ الہام اس کے نکاح کے بعد کا ہے پہلا الہام وہی ہے جو ہم تیسرے اور چوتھے نمبر میں نقل کر چکے ہیں جس میں صاف طور سے مذکور ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئیگی خواہ باکرہ

وتاکید سے الہام مین اسکا بیان ہے کہ محمدی نکاح مین آئیگی اور ضرور آئیگی اب اگر ایسی صراحت اور تاکید کے بعد اگر اسلام سے مقصود کچھ اور کہا جائے تو لا الہ الا اللہ الخ کا مقصود بھی توحید کے سوا کوئی دوسرا بیان کرسکے گا اور تمام دین کو درہم برہم کردیگا اور جماعت احمدیہ لاجواب ہو جائیگی اب ذرا اُس پانچوین الہام مین غور کیجیے۔ اس الہام کے آٹھ جملون پر مین نے ہندسہ دیا ہے اسمین غور کیا جائے کہ کسقدر تاکیدات اور صراحت سے اس دختر کے نکاح مین آنیکا وعدہ بلاقید وشروط کیا گیا ہے ایسے صاف وعدے کے بعد کون انسان حالت ہوش وحواس مین یہ کہ سکتا ہے کہ اگر وہ لڑکی مرزا صاحب کے نکاح مین نہ آئی تب بھی پیشنگوئی سچی ہوگئی اور یہ وعدہ خداوندی جو ابھی ذکر کیا گیا ہے پورا ہوگیا۔

بھائیو! یہ ہرگز نہین ہوسکتا اگر یہ الہامات سچے ہوتے تو اس دختر کا ہرطرح مرزا صاحب کے نکاح مین آنا ضرور تھا۔ کوئی شرط اُسے روک نہین سکتی تھی اور جب نکاح مین نہ آئی تو یقیناً ظاہر ہوگیا کہ وہ سب الہامات غلط تھے وہ الہام خداوندی نہ تھے اسی طرح وہ بھی خیالی الہام تھا جسے مجبوری کیحالت مین شرط قرار دیا ہے اب یہ غلطی اسوجہ سے ہوئی کہ مرزا صاحب شیطانی الہامات کو رحمانی سمجھے یا الہام کے معنی سمجھنے مین غلطی کی مگر ہرطرح مرزا صاحب کا قول لایق اعتبار نہ رہا کیونکہ جب ایسے بار بار کے یقینی الہامات غلط ہوگئے یا مدت دراز تک اسکے معنی نہ سمجھے تو اُسکے مسیح موعود ہونے کے الہام پر کیونکر اعتبار ہوسکتا ہے کیا وجہ ہے کہ اسے غلط نہ مانا جائے یا اسکے غلط معنی سمجھنے قوی احتمال نہ ہو اگر مرزا صاحب کو

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

ہونیکی حالتمین یا خدا اسکو بیوہ کرکے میری طرف لائے غرضکہ پہلے عام طور سے اس کے نکاح مین آنیکو بیان کیا ہے اور جب اس کا نکاح ہوگیا تو اُسکے واپس آنے پر زور دیا گیا ہے مگر اب ناواقفون کے سامنے سچی بات پر پردہ ڈالکر اُسے نشان بتایا جاتا ہی افسوس!!

اس غلطی سے معصوم بتا کر خدا پر خلاف وعدگی کا الزام دین تو اُنھین ضرور ماننا ہوگا کہ خدا تعالےٰ کے تمام وعدے اور وعیدین غیر معتبر ہین (نعوذ باللہ) کیونکہ ایسے پختہ وعدے جسکی نسبت کہا گیا۔

(۱) کہ آخر کار ایسا ہی ہوگا۔

(۲) ہر ایک مانع دور کرنیکے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح مین لائیگا۔

(۳) اور اُس کام کو ضرور پورا کریگا۔

(۴) کوئی نہین جو اُسے روک سکے۔

جب ایسی شدید پختگی کے بعد بھی وعدہ الٰہی پورا نہ ہو تو پھر جن وعدون مین ایسی پختگی نہ ہو اُنپر کیا اعتبار ہو سکتا ہے غرضکہ تمام وعدہ الٰہی غیر معتبر ٹھہرے اور ساری شریعت درہم برہم ہو گئی لطف یہ ہے کہ مرزا صاحب بھی اس کا اقرار کرتے ہین کہ ایک وعدہ کے خلاف ہو جانے سے تمام وعدون مین زلزلہ پڑجائیگا (توضیح مرام صث ملاحظہ ہو)

یہ اقوال اسوقت کے ہین کہ مرزا صاحب کو اسکے نکاح مین آنیکی امید تھی اور جب یاس کا مرتبہ پہونچا اور لوگون کا اعتراض شروع ہوا ہے تو کئی طور سے بات بنائی ہے اور اس کذب پر پردہ ڈالنا چاہا ہے وہ بھی ملاحظہ ہو۔

اول اپنی آخری کتاب تتمہ حقیقۃ الوحی کے صـ۱۳۲ مین لکھتے ہین یہ امر کہ الہام مین یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھایا گیا ہے یہ درست ہے مگر جیسا ہم بیان کر چکے ہین کہ اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھایا گیا خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اسی وقت شایع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ

ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علیٰ عقبک پس جب ان لوگوں نے شرط کو پورا کردیا تو نکاح فسخ ہوگیا۔ یا تاخیر میں پڑگیا۔ اب اگر دنیا میں عقل وانصاف ہی تو اہل انصاف مرزا صاحب کے مذکورہ اقوال پر مکرر نظر کرکے اس جواب کو ملاحظہ کریں اور فرمائیں کہ یہ جواب کسطرح صحیح ہوسکتا ہے۔ کوئی صاحب عقل منصف مزاج اس جواب کو صحیح نہیں کہہ سکتا اسکی غلطی آفتاب کیطرح روشن ہے جو حضرات حقانیت کے طالب ہوں انکو اس جواب کے غلط ہونیکی وجوہ ملاحظہ ہوں۔

پہلی اور دوسری اور تیسری وجہ

(۱) اُس وعدہ کے ظہور کیلئے کوئی شرط تھی اور اُس شرط کو وہ لوگ پورا کرنیوالے تھے اور اُن کے ایمان میں اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے تو اُسے ضرور علم ہوگا کہ یہ لوگ شرط کو پورا کریں گے اس علم کے ساتھ خدا کیطرف سے یہ تقدیر کیونکر ہوسکتی ہے کہ احمد بیگ کی دختر کلاں ہر ایک مانع دور ہونے کے بعد انجام کار مرزا صاحب کے نکاح میں آئے گی مگر مرزا صاحب پہلے اور تیسرے قول میں نہایت صفائی سے اسکا اقرار کررہے ہیں کہ تقدیر الٰہی اسیطرح ہوچکی ہے غرضکہ اس دعویٰ کو تقدیر الٰہی کہکر اُس کے ظہور کیلئے کسی شرط کو پیش کرنا کسیطرح صحیح نہیں ہوسکتا بجز اس کے کہ وہ قدوس جامع صفات کمالیہ مرزائیوں کے نزدیک عالم الغیب نہ ہو یا یوں ہی جھوٹ کہدیا ہو۔ (استغفر اللہ) مگر ان حضرات سے عجب نہیں کہ جسطرح اس قدوس کو وعدہ خلاف مان چکے ہیں اسے بھی مان لیں اور خدا کی خدائی اور رسولوں کی رسالت کو غیر معتبر ٹھیرائیں۔

(۲) اُن کے الہام کے ان جملوں کو ملاحظہ کیا جائے۔ (۱) احمد بیگ کی دختر کلاں

انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی۔ (۲) اور آخر کار ایسا ہی ہوگا۔" (۳) خدا تعالیٰ ہر طرح سے اسکو تمہاری طرف لائیگا۔" (۴) اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ آپ جو خدا تعالیٰ کی نسبت قادر مطلق کا اعتقاد رکھتے ہیں وہ فرمائیں کہ جس کام کی نسبت اللہ تعالیٰ اس زور کیساتھ فرماوے کہ انجام کار ایسا ہی ہوگا اور ضرور ہوگا پھر اسکی طرف سے ایسی شرط ہو سکتی ہے کہ اس کے ظہور کو روکدے اور کسیوجہ سے وہ کام نہ ہو اور اگر ایسا ہو تو وہ قادر، توانا اور عالم الغیب والشہادہ عاجز یا نادان نہ ٹھیرے گا ضرور ٹھیرے گا پھر جس جواب سے خدائے قدوس پر ایسا سخت الزام آئے وہ جواب کسی مسلمان کے نزدیک صحیح ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔

(۳) اسی طرح پانچواں الہامی قول کو پیش نظر کرکے اس شرط کے پیش کرنیکو ملاحظہ کیجئے۔ اس قول میں تین جگہ وعدہ خدائی بتاکید بیان ہوا ہے کہ اس لڑکی کو لوٹا کر ہم تیرے پاس لائیں گے پھر اس وعدہ کی نسبت یہ بھی کہنا ہے کہ سچا وعدہ ہے اسی قول میں یہ جملہ بھی ہے کہ واپسی کے بعد ہم نے نکاح کر دیا۔ پھر اس واپسی کے بعد نکاح کر دینے کی صداقت نہایت زور سے اس طرح کی ہے کہ تیرے رب کیطرف سے سچ ہے تو اسمیں شک کرنیوالوں سے نہ ہو۔ ان الہامات کی بعد یہ کہنا کہ اس نکاح کیلئے شرط تھی اس کے پورا ہو جانے سے نکاح فسخ ہو گیا کیسی صریح بناوٹ اور خدائے قدوس پر الزام لگانا ہے جس بات کیلئے خدا تعالیٰ ایسا پختہ وعدہ کرے جس کام کیلئے وہ خود ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے کر دیا اور مخاطب کو اس میں شک کرنیکی ممانعت کرے غضب ہے کہ اسکا ظہور نہ ہو اس کے ظہور کیلئے اگر کوئی شرط خدا کی طرف سے ہوتی تو اس عورت کے لوٹانیکا ایسا حتمی وعدہ اس کی طرف سے ہو سکتا تھا ہرگز نہیں۔ باوجود اس علم کے کہ اس کیلئے شرط ہے اور وہ شرط پوری ہونیوالی ہے وہ قدوس سبحان یہ کہہ سکتا تھا کہ واپسی کے بعد ہمنے نکاح

کر دیا تو اس مین شک نہ کرے یہ ہرگز نہین ہو سکتا بھائیو یہ خدا تعالےٰ پر
کیسا سخت الزام ہے کہ جس کام کی نسبت وہ قادر مطلق یہ کہدے کہ ہمنے کر دیا
اور وہ کام نہ ہو یہ تو ایسی روشن باتین ہین کہ آفتاب کی طرح مرزا صاحب
کے کذب کو ظاہر کر رہی ہین۔ اسمین خدائے قدوس پر صرف یہی الزام نہین
آتا کہ اُسکے پختہ وعدے بھی پورے نہین ہوتے بلکہ اسکا صریح کذب ثابت
ہوتا ہے (نعوذ باللہ) پھر اب کہیئے کہ رسول کی رسالت اور شریعت الٰہی کے
وعدہ و وعید پر کیونکر یقین ہو سکتا ہے کیا قرآن پاک کی وہ نصوص قطعیہ
جنمین نہایت تاکید سے ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے خلاف نہین ہوتے
سبکے سب غلط نہ ہو جائین گے۔ کیا منکرین اسلام مسلمانون کو یہ الزام نہ دینگے
کہ مسلمانون کے اعتقاد مین خدا وعدہ خلافی کرتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے اور اس
صریح وعدہ خلافی کو سنت اللہ کہکر اس سے انکار کرنا دن کو رات کہنا ہے۔ ایسی
غلط بیانیون سے الزام دفع نہین ہو سکتا جب وعدہ خداوندی پورا نہ ہوا تو یہ الزام
ضرور آئیگا اور اُسے سنت اللہ کہنے سے الزام بہت زیادہ ہو جائیگا کیونکہ اس
کہنے کے یہ معنی ہون گے کہ وعدہ خلافی کرنا اللہ تعالیٰ کی عادت مستمرہ اور مستحکمہ ہے
ان بدیہی الزامات کے بعد بھی نہایت شوخ چشمی سے بعض پڑھے لکھے مرزائی بھی مرزا
صاحب کی صداقت ثابت کرنے کے لئے اس شرط کو پیش کرتے ہین اور یہ نہین دیکھتے
کہ اس شرط کے ماننے سے خدائے قدوس پر کیسے کیسے الزام آتے ہین اسکا سبب
کچھ نہین ہو سکتا بجز اس کے کہ عار کیوجہ سے نفس امارہ نے نار کو عار پر اختیار
کرنا پسندیدہ کر دیا ہے یا اس باب مین عقل سلب کر دی گئی ہے وَمَن یُضْلِلِ اللّٰہُ
فَلَا ہَادِیَ لَہٗ سچا ارشاد ہے۔

چوتھی وجہ اس مین تو شبہ نہین رہا کہ احمد بیگ کی لڑکی کا مرزا صاحب کے

نکاح میں آنا خدا تعالیٰ کا نہایت پختہ وعدہ تھا اور ایسا وعدہ جو بار بار کیا گیا۔ اور
اس کی سچائی اور پورا ہونیکا ایسا پختہ اور کامل وثوق دلایا گیا جس سے زیادہ
پختگی خیال میں نہیں آسکتی اسیوجہ سے اسمیں شک کرنیکی ممانعت کی گئی ہے
اس لئے مرزا صاحب کے قول کے بموجب بھی اُس نکاح کا ظہور ضرور ہے۔
اُس کے لئے کوئی شرط اور قید نہیں ہوسکتی۔ حصہ دوم ازالۃ الاوہام میں لکھتے
ہیں۔ وہ ہر بات پر قادر ہے مگر اپنی صفات قدیمہ اور اپنے عہد و وعدے کے
برخلاف کوئی بات نہیں کرتا۔ اور سب کچھ کرتا ہے"! (ص ۳۳۴) اور توضیح مرام کے
ص میں اس سے زیادہ لکھتے ہیں۔ اسمیں خدا تعالیٰ کے اُس وعدے کا تخلف
نہیں جو اُسکی تمام پاک کتابوں میں متواتر و تصریح موجود ہے کہ بہشت میں داخل
ہونیوالے پھر اُس سے نکالے نہیں جائیں گے کیا ایسے بزرگ اور حتمی وعدہ کا
ٹوٹ جانا خدا تعالےٰ کے تمام وعدوں پر ایک سخت زلزلہ نہیں لاتا۔ ان لغو

لہ مرزا صاحب کے ان دونوں قولوں پر نظر کیجئے کہ پہلے قول میں عام طور پر کہہ رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے
خلاف نہیں کرتا دوسرے میں نہایت صفائی سے بتاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے ایک وعدے میں خلاف ہونے سے
اُس کے تمام وعدوں میں زلزلہ پڑجاتا ہے باینہمہ حضرات مرزائی مرزا صاحب کے ان اقوال کے خلاف خدا تعالیٰ کی وعدہ خلافی
کے ثبوت میں آیت یُصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ پیش کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کو وعدہ خلاف ٹھیرا کر مرزا صاحب کو
سچا ٹھیرانا چاہتے ہیں افسوس صد افسوس وہ مضمون ملاحظہ ہو جس میں اُن کے نہایت خاص مرید نے خدا کی وعدہ خلافی ثابت
کی ہے مگر شائستہ پیرایہ سے حضرت مسیح موعود کے وصال پر چند مختصر نوٹ۔ ایک دوسرا امر اصل پیشگوئی کے
متعلق یاد رکھنے کے قابل یہی کہ انذاری پیشگوئیاں بعض وقت ٹل بھی جاتی ہیں ایک نہایت کھلی کھلی مثال یونس نبی کی
پیشگوئی ہے (یہ مثال محض غلط ہے کیونکہ حضرت یونس کی پیشگوئی کا ثبوت نہ قرآن مجید سے ہے نہ کسی صحیح حدیث سے
پھر کھلی کھلی مثال کس بات کی پیش ہو رہی ہے البتہ ضعیف روایت سے عذاب آنیکی پیشگوئی معلوم ہوتی ہے مگر
اُسی روایت سے اسکا پورا ہونا بھی ثابت ہے اس کے بعد مضمون نگار لکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں بھی فرماتا ہے
اِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض پیشگوئیاں گو بظاہر یوری بھی

باتوں سے خدا تعالیٰ کی کسر شان اور کمال درجہ کی بے ادبی نہیں ہوگی " مرزا صاحب کا
یہ قول خوب یاد رکھنے کے لائق ہے ان دونوں قولوں نے نہایت صفائی سے ثابت
کر دیا کہ حسب وعدۂ خداوندی احمد بیگ کی لڑکی کا مرزا صاحب کے نکاح میں آنا ضرور
تھا اور اس وعدے کی پورا نہ ہونے سے خدا تعالےٰ کی تمام وعدے غیر معتبر ہو جائیں گے
اور اُس کی کسر شان اور کمال درجہ کی بے ادبی ہوگی - اس لئے مرزا صاحب کے یہ
اقوال اُن کے جواب کو محض غلط بتاتے ہیں اس نکاح کا ظہور نہ ہونا خدا تعالیٰ کے
اُن وعدوں کے بالکل خلاف ہے جو اوپر نقل کئے گئے اُن وعدوں کا مضمون آفتاب
کی طرح دکھا رہا ہے کہ اُن کا پورا ہونا کسی شرط پر موقوف نہیں ہو سکتا ان وعدوں کے
بعد مرزا صاحب کا یہ جواب دینا مرزا صاحب کے کذب اور بناوٹ کی کافی دلیل ہے
پانچویں وجہ - جس جملہ کو شرط کہا جاتا ہے وہ جملہ کسی طرح شرط نہیں ہو سکتا کیونکہ مرزا صاحب
کے کہنے کے بموجب اس جملہ میں احمد بیگ کی ساس یعنی اس لڑکی کی نانی کی طرف یہ خطاب ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

نہیں ہوتیں پیشینگوئیوں کے پورا نہ ہونے میں بظاہر کی قید لگانا ایک جاہل فریب کی بات ہے ورنہ بظاہر پورا نہ ہونے کے کیا معنی
مرزا صاحب کی جو پیشینگوئیاں پوری نہیں ہوتیں وہ ظاہر اور باطن ہر طرح پوری نہیں ہوئیں مگر آیت سے یہ ثابت کرنا کہ انبیاء
کی بعض پیشینگوئیاں پوری نہیں ہوتیں خدا پر سخت الزام لگانا ہے اگر لفظ بعض سے آپ کو دھوکا لگا تو اس کی شرح
لسان العرب اور تفسیر بحر محیط میں دیکھئے تنزیہہ ربانی میں مختصر کچھ لکھا گیا ہے اگر حق طلبی ہے تو اسے ملاحظہ کیجئے
اگر ان کتابوں کا دیکھنا پسند خاطر نہ ہو تو اپنے مرشد و امام کے مذکورہ قولوں پر نظر کیجئے کس زور سے کہہ رہے ہیں کہ ایک وعدہ کے
خلاف ہو جانے سے تمام وعدوں میں زلزلہ آ جائیگا - اگر اسمیں بھی کچھ چون و چرا ہے تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ یہ دعوے
محض غلط ہے کیونکہ نصوص قطعیہ قرآنیہ کے مخالف ہے اس سے پہلے اسکی کامل تحقیق لکھی گئی ہے مضمون نگار کی یہ تحریر
شہادت دیتی ہے کہ اُس کی نظر نہ قرآن مجید پر ہے نہ علوم عقلیہ پر اور نہ عقل سے اُنھیں واسطہ ہے اُس کی دید ملاحظہ ہو
قرآن مجید میں بہت آیتیں ہیں جنسے یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا نہ وعدہ خلاف ہوتا ہے نہ اُسکی وعید ٹلتی ہے
اور عقلی طور پر بھی ثابت کر دیا گیا ہے بعض آیتیں نقل ہو چکی ہیں اُن آیتوں کو پیش نظر رکھکر اس آیت کا مطلب سمجھنا
چاہیے مگر مضمون نگار نے ایسا نہیں کیا بلکہ ایسا مطلب بیان کیا جس سے قرآن مجید کے مضامین میں اختلاف ہو جائے

کیونکہ وہ سخت مخالف تھی اور یہ مطلب ہے کہ توبہ کر وورنہ تیری لڑکی پر اور نواسی پر بلا آئے گی مگر اس نے توبہ نہیں کی اور مرزا صاحب کے خلاف اس نے اپنی نواسی کا نکاح سلطان محمد سے کرادیا اب آپ کے قول کے بموجب اسکی لڑکی پر بلا آئی کہ احمد بیگ اس کا شوہر مرگیا اب یہ بتانا چاہیئے کہ نواسی کی بلا کیا ہے جو توبی توبی کا الہام اس کے نکاح سے پہلے کا ہے تو نہایت قرین قیاس ہے کہ محمدی کا مرزا صاحب کے نکاح میں نہ آنا اور سلطان محمد سے بیاہا جانا اور ان تمام نعمتوں اور برکتوں سے محروم رہنا جو مرزا صاحب سے نکاح پر موقوف تھیں نہایت سخت بلا تھی خاص اس لڑکی کے لئے بھی اور اس کی ماں اور نانی کیلئے بھی وہ ظہور میں آگئی اور الہام پورا ہوگیا اسکے بعد اگر وہ عورت توبہ کرے یا کوئی دوسرا اس کا عزیز یا رشتہ دار تو ضرور ہے کہ توبہ کے عمدہ نتائج جو اللہ و رسول نے بیان فرمائے ہیں انھیں ظاہر ہونا چاہیئے ان نتائج میں نہایت عمدہ نتیجہ یہ تھا کہ سلطان محمد مرزا صاحب پر ایمان لاتا اور محمدی کو طلاق

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔

اور اپنی نافہمی سے یہ دکھانا چاہا کہ قرآن پاک اللہ کی طرف سے نہیں ہے کیونکہ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا) خدا کا ارشاد ہے اس کا ثبوت کہ محرر مضمون کا دماغ علوم عقلیہ سے بھی خالی ہے نہایت ظاہر ہے کیونکہ آیت میں یصبکم بعض الذی یعدکم موجبہ جزئیہ ہے اور موجبہ جزئیہ موجبہ کلیہ سے عام ہوتا ہے اس لئے یہ کہنا کہ بعض وعیدیں تجھے پہونچیں گی اسوقت بھی صحیح ہے جسوقت کل وعیدیں اسے پہنچ جائیں یہاں بعض کا لفظ یہ ثابت نہیں کرتا کہ کل وعیدیں نہ پہونچیں گی یہ گفتگو صرف اسوقت ہے کہ یعدکم میں صرف وعید کا بیان کہا جائے اور اگر یہ لفظ وعدہ اور وعید دونوں کو شامل ہے اور بظاہر ایسا ہی ہونا چاہیئے کیونکہ حضرت موسیٰؑ نے یہی فرمایا ہوگا کہ اگر تو ایمان لے آیا تو تیرے لئے یہ نعمتیں ہیں اور اگر ایمان نہ لایا تو یہ عذاب ہے اس صورت میں تو بعض کہنا ضرور تھا کیونکہ وعدہ ہو یا وعید ہو دونوں شرطیہ ہے اس لئے دو باتوں میں سے ایک بات کا ظہور ہوگا یعنی اگر ایمان لے آیا تو وعدہ کا ظہور ہوگا اور اگر نہ لایا تو وعید کی مصیبت میں مبتلا ہوگا غرضکہ ہر صورت میں بعض کا ظہور ہوگا خیر یہ تو علمی بات تھی مگر یہ تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کوئی شریف ذی اخلاق اس بات کو ہرگز گوارہ نہیں کر سکتا کہ اسے جھوٹا اور وعدہ خلاف کہا جائے مگر افسوس ان کی عقل پر جو اس قدوس قادر توانا پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ وعدہ خلافی کرتا ہے اور پھر اس کے مدعی ہیں کہ وہ ذات پاک

ویکر مرزا صاحب کے پاس آکر بعاجزی عرض کرتا کہ آپ نکاح کرلیں اور مرزا صاحب نکاح کرتے اور حسب وعدہ محمدی وغیرہ پر برکتیں نازل ہوتیں اور عامۂ خلائق اس عظیم الشان نشان سے فیضیاب ہوتے اور ہزاروں ایمان لاتے اور مخالفین اسلام پادری اور آریہ وغیرہ کو پوری ذلت ہوتی۔ مگر یہ کچھ نہیں ہوا کہ بلکہ معاملہ بالکل برعکس ہوا کہ آسمان پر نکاح ہو کر منسوخ ہوگیا اور اس عظیم الشان نشان کے ظاہر نہ ہونے سے مرزا صاحب کو سخت ذلت ہوئی بلکہ مخالفین اسلام کے مقابل میں مرزا صاحب نے اسلام کو ایک قسم کی ذلت پہونچائی الحاصل یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جنکو توبہ کا حکم ہوا تھا انھوں نے توبہ کی ہو اور اُسی کیوجہ سے وہ توبہ کرنیوالے اُس نعمت عظمیٰ سے محروم رہیں جو اُس کے ظہور پر موقوف نہیں تھی اور مخلوق کثیر کی ہدایت کا باعث نہ ہوں اور پادریوں اور آریوں کا پلہ بھاری ہو۔ الغرض یہ جملہ اپنے معنی کے لحاظ سے نکاح کے منسوخ اور ملتوی ہونیکے لئے مفید ہرگز نہیں ہوسکتا مرزا صاحب کا یہ جواب کامل طور سے ثابت کر رہا ہے کہ

بقیہ حاشیہ صفحۂ گذشتہ

جو ہر عیب سے منزہ ہی اپنے آپ کو اس عیب سی متصف بتاتا ہے کیونکہ انبیاء کی پیشینگوئیاں تو وحی الٰہی ہوتی ہیں خدا تعالیٰ جو انپر ظاہر کرتا ہے وہ بیان کرتے ہیں اب اس وحی کے مطابق ظہور نہ ہوتا خدا تعالیٰ کے کذب اور وعدہ خلافی کو ثابت کرتا ہی اب اس کا ثبوت قرآن مجید کی آیت سی دینا اس کا یہی مطلب ہی کہ خدا تعالیٰ اپنی زبان سے فرماتا ہے کہ کسیوقت میں وعدہ خلافی کرتا ہوں (نعوذ باللہ) حضرات مرزائیوں نے اُس غیور بے ہمتا کی غیرت کو انسان ضعیف البیان کی غیرت سی بھی کم مرتبہ کردیا پھر مضمون نگار لکھتے ہیں اس لئے قرآن یہ اصول قائم کرتا ہی کہ مدعی نبوت کے متعلق یہ دیکھنا چاہیے کہ اُس کی اکثر پیشینگوئیاں پوری ہوئیں یا نہیں "مرزا صاحب کا تعلیمی یہ اثر دیکھا جاتا ہی کہ ان کے متبعین اپنے علم اور قابلیت سی بہت زیادہ اپنے آپ کو خیال کرتے ہیں اسیکا نام جہل مرکب ہے قرآن مجید کے اصول کو سمجھنا مضمون نگار کا کام نہیں کیونکہ پہلے اُن کی قابلیت کی حالت تو پہلے تین جملوں سے معلوم ہوچکی اب اس جملہ سے اور کچھ معلوم کرلیجئے قرآن مجید کا یہ اصول بتانا کہ وہ اکثر پیشینگوئیوں کے پورا ہونیکو معیار صداقت بتاتا ہے محض غلط ہی پیشینگوئی کے پورا ہوجانیکو نہ قرآن و حدیث نے معیار صداقت بتایا ہی نہ کسی نبی نے ایسا دعویٰ کیا ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کچھ پیشینگوئیاں کیں اور ہر ایک پیشینگوئی معینہ وقت پر پوری ہوتی گئی مگر کسیوقت آپ نے پیشینگوئیوں کو اپنی

پیشینگوئی کے پوری ہونے سے مایوس ہوئے ہیں تو بدحواس ہوکر بناوٹ کرنے لگے ہیں۔
چھٹی وجہ۔ اور اگر اُس جملہ کو شرط مان لیا جائے تو اس شرط کا پورا ہو جانا محض غلط ہی
ہرگز پوری نہیں ہوئی جنہیں توبہ کا حکم ہوا تھا انھوں نے توبہ کسی وقت نہیں کی اور
مرزا صاحب پر ایمان نہیں لائے اس کی تفصیل تنزیہہ ربانی اور معیار صداقت میں
ملاحظہ ہو اسکا خلاصہ یہ ہے کہ جس جملہ کو شرط کہا جاتا ہے اُس کا مخاطب اس لڑکی
کی نانی ہے اور توبہ نہ کرنے کی تقدیر پر اُس کی بیٹی اور نواسی پر بلا آنیکی وعید ہے۔
(حقیقۃ الوحی انجام آتھم ملاحظہ ہو) اس لئے اگر اُس جملہ کو شرط کہا جائیگا تو یہ شرط اسوقت
پوری ہوسکتی ہے کہ اُس لڑکی کی نانی اور اُسکی ماں اور وہ خود ایمان لائے اور ضمناً
اُس کے شوہر کو بھی اس میں داخل کرسکتے ہیں مگر انمیں سے کوئی ایمان نہ لایا یعنی کسی نے
انھیں سچا مسیح موعود نہیں مانا اور ان کا مرید نہیں ہوا اس لئے یہ کہنا کہ لوگوں نے شرط کو
پورا کردیا محض غلط اور صریح کذب ہے اگر کوئی اڑوسی پڑوسی یا کوئی دور کا قرابت مند
مرزا صاحب پر بالفرض ایمان لے آیا ہو تو اُس سے یہ شرط کسی طرح پوری نہیں ہوسکتی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ
صداقت میں پیش نہیں کیا کفار کا معجزہ طلب کرنا قرآن میں مذکور ہے مگر اس کے جواب میں یہ نہیں ہے کہ ہمارے رسول نے اس قدر
پیشینگوئیاں کی ہیں اور اتنی پوری ہوچکی ہیں نہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا اسکو ہم پوری طور سے ثابت کرچکے ہیں
کہ پیشینگوئی کرنا انبیاء سے مخصوص نہیں ہے۔ کاہن۔ رمال نجومی بھی پیشینگوئیاں کرتے ہیں اور بعض کی اکثر پیشینگوئیاں صحیح بھی
ہوتی ہیں چنانچہ ایک کاہنہ کا ذکر اوپر کیا گیا ہے کہ بڑے بڑے علما نے اُسکا تجربہ برسوں کیا اور اُسکی پیشینگوئیوں کو سچا پایا اب یہ کہنا
کہ قرآن مجید یہ اصول مقرر کرتا ہے کہ جس مدعی نبوت کی اکثر پیشینگوئیاں صحیح ہوں وہ سچا ہے قرآن پر سخت الزام لگانا ہے کہ وہ نبوت
کی صحت کا ایسا معیار غلط بتاتا ہے جسکو تجربہ اور مشاہدہ غلط ثابت کرچکا ہے اور اب بھی یہی حال ہے البتہ قرآن مجید کے
نصوص قطعیہ سے یہ ثابت ہے کہ جس مدعی نبوت کی ایک پیشینگوئی بھی غلط ثابت ہوجائے وہ کاذب ہے اُسکا ثبوت کامل
طور سے اوپر کیا گیا اس کے علاوہ مضمون نگار سے میں یہ دریافت کرتا ہوں کہ اگر آیت کا وہی حاصل مان لیا جائے جو آپکے
خیال میں ہے مگر یہ بتایئے کہ اکثر کی قید آپ نے کس جملہ یا کس لفظ سے نکالی جس آیت سے آپ استدلال کرتے ہیں اسمیں تو بعض
پیشینگوئیوں کے پورا ہونیکا ذکر ہے اور اسی لفظ بعض سے آپ یہ سمجھتے ہیں کہ بعض پیشینگوئیاں پوری ہوتی ہیں سب نہیں ہوتیں تو

یہ شرط اُسی وقت پوری ہو سکتی ہے کہ اُس جملہ میں جس سے خطاب کیا گیا ہے وہ توبہ کرے یہ ایسا صریحی اور بدیہی عقل کا حکم ہے کہ کوئی ذی عقل تعصب سے علٰحدہ ہو کر اس کا انکار نہیں کر سکتا۔

ساتویں وجہ۔ اگر حضرات مرزائیوں کے سمجھانیکے لئے مان لیا جاسے کہ شرط پوری ہو گئی تو مرزا صاحب کے کہنے کی بموجب نکاح کا ظہور ہونا چاہیئے کیونکہ وہ صاف کہہ رہے ہیں کہ اس نکاح کے ظہور کیلئے خدا کیطرف سے ایک شرط بھی تھی اب جسے تھوڑا بھی علم ہے وہ جان سکتا ہے کہ شرط کی پائے جانے سے مشروط کا پایا جانا ضروری یعنی نکاح کا ظہور مشروط تھا اور ان لوگوں کی توبہ شرط تھی اس لئے ضرور ہے کہ جب وہ توبہ کریں تو نکاح کا ظہور ہو مگر مرزا صاحب عجب اُلٹی بات کہہ رہے ہیں کہ جب شرط پائی گئی تو نکاح کا ظہور نہ ہوا بلکہ فسخ ہو گیا ناظرین ملاحظہ کریں کہ یہ کیسی بدحواسی ہے کہ شرط کے پائے جانیکا اقبال ہے اور پھر کہتے ہیں کہ مشروط نہیں پایا گیا یعنی جب لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا اور وہ شرط پائی گئی تو نکاح کا ظہور نہ ہوا دنیا میں تمام

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

آپ کی خیال کے بموجب آیت کا حاصل یہ ہونا چاہیئے کہ جس مدعی نبوت کی بعض پیشنگوئیاں بھی پوری ہو جائیں تو وہ سچا ہے اس کا نتیجہ بالفرض یہ ہوگا کہ خدا تعالی کے اکثر وعدے غلط ہوتے ہیں بعض پوری ہوتے ہیں جب خدا کا یہ حال ہے تو اُس کے رسول کی رسالت اور اُس کی شریعت کی تمام وعدے اور وعیدیں کسی طرح لائق اعتبار نہیں ہو سکیں مرزا صاحب کا مقولہ یاد کیجئے اور وہ فرما چکے ہیں کہ ایک وعدہ کے خلاف ہو جانیسے اسکی تمام وعدوں میں زلزلہ پڑ جائیگا پھر جب یہ ثابت کیا جاوے کہ اُس کے اکثر وعدے خلاف ہوتے ہیں تو پھر تزلزل کی کیا انتہا ہوگی اور خدا کیساتھ کسقدر بے ادبی ہوگی اس کے علاوہ جب بعض باتوں کے سچا ہو جانے سے اُسے صادق اور سچا کہنا ضرور ہے تو دنیا میں جھوٹا کوئی نہ رہیگا کیونکہ نہایت جھوٹے سے جھوٹا بھی کبھی نہ کبھی سچا ہو ہی جاتا ہے۔ اور یہ کہنا کہ کوئی جھوٹا مدعی نبوت و مہدویت سچی پیشنگوئی نہیں کر سکتا محض غلط ہے کیونکہ اس کا ثبوت نہ قرآن مجید سے ہے نہ حدیث سے نہ کوئی عقلی دلیل اس پر قائم ہو سکتی ہے اور تاریخی حالات واقعات اور کاذبوں کے حالات اس کی تکذیب کرتے ہیں۔ ابن تومرت مہدی ہونیکا مدعی تھا اسکی پیشنگوئیاں صحیح ہوئیں دوسرے حصہ میں اس کا ذکر ہو گیا ہے ۱۲

عقلا کے نزدیک مسلم قاعدہ ہے کہ اذا وجد الشرط وجد المشروط جب شرط پائی جائے گی
تو مشروط بھی پایا جائیگا مگر یہاں اُلٹا بیان ہو رہا ہے کہ جب شرط پائی گئی تو مشروط
فوت ہوگیا یہ تو مرزا صاحب کی بدحواسی تھی اب ان کے بعض معتقدین یوں لکھتے ہیں
اذا فات الشرط فات المشروط - یعنی جب شرط نہ پائی گئی تو مشروط بھی نہ پایا گیا یہ جملہ
انھوں نے مشتہر کیا اور کرایا جو ذی علم کہلاتے ہیں اور فیصلہ آسمانی کے جواب دینے
کی ہمت رکھتے ہیں جنھیں اتنا ہوش نہیں کہ مرزا صاحب تو صاف کہہ رہے ہیں کہ جب
لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا جسکا حاصل عربی میں یہ ہوا کہ اذا وجد الشرط
مگر مجیب صاحب اس کے برعکس اذا فات الشرط کہتے ہیں اب ہم نہیں کہہ سکتے
کہ اس صریح اور بدیہی غلطی کا سبب اُن کے حواس کی پریشانی ہے کہ مرزا صاحب کے
صادق ثابت کرنے میں نہایت پریشان ہیں یا کم علموں کے پھنسے رکھنے کے لئے
یہ عربی جملہ کہدیا افسوس۔

آٹھویں وجہ - اگر اس مجنونانہ کلام سے بھی قطع نظر کیجائے تو ہم یہ دریافت کرتے ہیں کہ
محمدی کا مرزا صاحب کے نکاح میں آنا اُس کے لئے اور اُس کے کنبے کیلئے باعث
خیر و برکت اور ہر طرح کی بھلائی کا ہے" یا موجب مصیبت و آفت کا - مرزا صاحب نے
تو اُس کے نکاح میں آنیکی بہت کچھ برکتیں بیان کی ہیں اور یہ بھی نہایت ظاہر ہے کہ
توبہ کرنا ایسی عمدہ چیز ہے کہ انسان کو دائمی عذاب سے نجات دیتی ہے اور ہمیشہ کی راحت
اسکی وجہ سے ملتی ہے اس لئے جب اُن لوگوں نے توبہ کی تو اُن پر برکتیں نازل ہونی
چاہئیں یعنی اس نکاح کا ظہور ہونا چاہئیے جسکی وجہ سے بے انتہا برکتیں اُس منکوحہ پر اور اُسکے کنبے والوں پر
نازل ہوں توبہ کا یہ اُلٹا اثر کیا کہ اسکی وجہ سے نکاح کا ظہور نہ ہوا اور ان برکتوں سے
وہ منکوحہ اور اُس کے کنبے والے محروم رہے ہیں اگر یہ خیال ہو کہ اُس کے نکاح میں آنے سے
احمد بیگ کے داماد پر بلا آئے گی یعنی وہ مریگا اس لئے اُن کی توبہ نے اُس کی بلا کو

ٹال دیا مگر یہ نہایت ہی جاہلانہ خیال ہے اس کے دو جواب نہایت ہی ظاہر ہیں ایک تو یہ کہ ایسی صورت ہوتی کہ احمد بیگ کا داماد طلاق دیکر اُس سے علیحدہ ہوجاتا اس کے بعد وہ منکوحہ مرزا صاحب کے نکاح میں آتی اس صورت سے توبہ کا ثمرہ دونوں پر مترتب ہوتا دوسرا یہ کہ اس پیشینگوئی کا پورا ہونا یعنی منکوحہ آسمانی کا ظاہری نکاح میں آجانا ہزاروں کی ہدایت کا باعث ہوتا اور بے انتہا لوگ مرزا صاحب کو مان لیتے پھر ایسے فائدے عظیم الشان کے آگے ایک شخص کی جان جانا کسی دانشمند کے نزدیک بلا نہیں ہوسکتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے جہاد کو خیال کرو کہ اسی رُشد و ہدایت کیلئے ہزاروں جانیں تلف کی گئیں۔ مگر اس کی کچھ پروا نہیں کی گئی اور جس طریقہ سے مناسب ہوا ہدایت کی گئی ایسا ہی یہاں بھی ہونا چاہیئے تھا۔

نویں وجہ۔ مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۵۳ کے حاشیہ میں اسی منکوحہ آسمانی کی نسبت حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشینگوئی نقل کی ہے۔ لکھتے ہیں۔

اس پیشینگوئی کی تصدیق کیلئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیشینگوئی فرمائی ہے یتزوج ویولد لہٗ۔ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کریگا اور نیز صاحب اولاد ہوگا اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اسمیں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشینگوئی موجود ہے۔" اس کلام میں غور کرنے سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ روایت یتزوج ویولد صحیح ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کیونکہ ایک ملہم خدا کا رسول اُسکی تصدیق کرتا ہے اور اپنے کلام کی صداقت میں سبکے سامنے اُسے پیش کرتا۔ دوسرے یہ کہ اس تزوج سے مراد یقینی طور سے منکوحہ آسمانی کا نکاح میں آنا ہے۔ تیسرے یہ کہ اس منکوحہ آسمانی سے ایک خاص اولاد ہوگی جس کی پیشینگوئی

مرزا صاحب کر چکے ہیں۔

چوتھے۔ یہ کہ اس نکاح کے لئے کوئی ایسی شرط نہیں ہو سکتی جو کسی حالت میں ظہور نکاح سے مانع ہو اس کا حاصل یہ ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بموجب منکوحہ آسمانی مرزا صاحب کے نکاح میں ضرور آئے گی اور اس سے اولاد ہو گی اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جس طرح مرزا صاحب کے الہامات الٰہیہ مرزا صاحب کے مذکورہ جوابوں کو غلط بتاتے ہیں اسیطرح اُن کے کہنے کے بموجب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی مرزا صاحب کے جوابات کو غلط بتا رہا ہے کیونکہ حدیث میں صاف طور سے ارشاد ہے کہ نکاح کا ظہور ہوگا۔ اور اس سے اولاد ہو گی اب اگر کسی وجہ سے نکاح کا ظہور نہ ہو تو مرزا صاحب کے قول کے بموجب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد غلط ہو جائے گا اس لئے ضرور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے مرزا صاحب کے جوابات کو غلط مانا جائے یہ وہ نتیجہ ہے کہ مرزا صاحب کے قطعی اور صریحی اقوال سے اظہر من الشمس ہو رہا ہے اب اگر مرزا صاحب کا اس حدیث کو صحیح ماننا اور پھر اُسے اپنے منکوحہ آسمانی کیلئے پیشینگوئی سمجھنا غلط ہے تو ذرا ہوش میں آکر بتایا جائے کہ جب مرزا صاحب نے ایسی عظیم الشان غلطی کی جس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہایت صریح جھوٹی پیشینگوئی کا الزام آیا جسکی وجہ سے مخالفین اسلام کو سخت حملہ کا موقع ہوا تو پھر کیا وجہ ہے کہ جملہ "تو بی تو بی" کو شرط کہنا صحیح مان لیا جائے اور یہ نہ کہا جائے کہ جس طرح حدیث مذکور کے ماننے اور اُسے اپنے مدعا کی پیشینگوئی سمجھنے میں بھاری غلطی کی اسیطرح مرزا صاحب نے اس جملہ کو شرط کہنے میں بھی غلطی کی اور ضرور کی۔ اور اس غلطی کے متعدد وجوہ بھی بیان ہوئے پھر کیا وجہ ہے کہ اس پیشینگوئی کے غلط ہونے پر قطعی حکم نہ دیا جائے اگر کچھ عقل و انصاف ہے تو ضرور ایسا ہی کرنا ہوگا اس کے علاوہ

جب ایسی بھاری غلطی مرزا صاحب کی جماعت احمدیہ تسلیم کرتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ مرزا صاحب کے اصل دعویٰ مہدویت و مسیحیت میں غلطی کو تسلیم نہ کرے اگر صداقت کا دعویٰ ہے تو اس کا معقول جواب دیں۔

الحاصل۔ توبی توبی کی شرط کہنا اور اس کی بنیاد پر نکاح کا فسخ بتانا محض مغالطہ ہے اس پیشینگوئی کے غلط ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور اس کے ساتھ اس کی اولاد کی پیشینگوئی بھی غلط ہو گئی۔

الغرض۔ یہ تو روشن دلیلیں ہیں جو اپنی روشنی سے دکھا رہی ہیں کہ مرزا صاحب کا جواب ہر طرح غلط ہے صرف اپنی جھوٹی پیشینگوئی کے بناوٹ کے لئے یہ بات بنائی ہے مگر وہ بناوٹ بھی ایسی ہے کہ ان کے علم و فہم کو پوشیدہ کرکے ان کے الہام جاہل و مجنون[1] کا مصداق انھیں بتاتی ہے یہ الہام براہین احمدیہ کے شروع میں ان کے خاص مرید معراج الدین نے لکھا ہے اب جماعت احمدیہ میں کوئی ہے جو ان دلائل کا جواب دے کہ مرزا صاحب کے بناوٹ کو پوشیدہ کرکے اس پیشینگوئی کی صداقت ثابت کر سکے۔

اے راستبازو۔ حق کے پسند کرنے والو، یقین کر لو کہ یہ بالکل ناممکن ہے کہ کوئی احمدی اس کا جواب دے سکے اس بیان سے مرزا صاحب کے تینوں جوابوں کا خاتمہ ہو گیا مگر بغرض تفصیل کچھ اور لکھنا منظور ہے لہذا دوسرا جواب بھی ملاحظہ کیجئے۔

دوم۔ کتاب مذکور[2] میں لکھتے ہیں کہ کیا آپ کو خبر نہیں۔ یمحو اللہ ما یشاء و یثبت یعنی اللہ تعالیٰ جس بات کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے قائم رکھتا ہے۔ اس نے پہلے نکاح کا وعدہ کیا تھا پھر اسے پورا نہیں کیا محو کر دیا سخت افسوس ہے کہ مرزا صاحب نے اس آیت کے ایسے معنی کئے ہیں جو بہت آیات قرآنیہ اور

[2] یعنی حقیقۃ الوحی۔

نصوص قطعیہ کے مخالف ہیں اور پھر قرآن دانی کا دعویٰ ہے اے جناب جس کلام پاک میں آیت مذکورہ ہے اسی میں یہ آیتیں بھی ہیں۔

(۱) لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ خدا کی باتیں بدلا نہیں کرتیں جو بات کہدی وہ ضرور پوری ہوگی۔

(۲) مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرے یہاں کوئی بات بدلا نہیں کرتی جو ایکمرتبہ کہدیا وہ ضرور ہوگا اور وعدے اور وعید کے پورا ہونے کیلئے تو صراحت کیساتھ بہت آیتیں ہیں مثلاً

(۳) اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔ (۴) لَنْ یُّخْلِفَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ۔

(۵) اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے وعدے میں تخلف ہرگز نہیں ہوتا اس کا وعدہ ضرور سچا ہوتا ہے۔

ان آیتوں نے نہایت صفائی سے ثابت کردیا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں اور اس کے وعدوں میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ جو وعدہ وہ کریگا وہ ضرور پورا ہوگا اب ضرور ہے کہ ان نصوص کو پیش نظر رکھکر یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ کے معنی کرنا چاہیئے اگر اس کی ہر بات میں محو اور اثبات ہوا کرے تو نبی کی نبوت بھی لائق وثوق نہ رہے گی۔ کیونکہ ہر وقت محو کا احتمال رہے گا۔ اس لئے ضرور ہے کہ آیت کے ایسے معنے کئے جائیں کہ مذکورہ آیات کے مخالف نہ ہوں اور یہ اعتراض بھی وارد نہ ہوسکے وہ معنی یہ ہیں کہ قرآن مجید میں متعدد جگہ مشیت الٰہی کو عام بیان کیا ہے مگر اس سے مقصود صرف اظہار قدرت ہے مثلاً ارشاد ہے یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ۔ یعنی جسے چاہے بخشے اور جسپر چاہے عذاب کرے۔

لہ ان آیتوں کی تفسیر اوپر بیان کی گئی ہے وہاں دیکھنا چاہیئے ۱۲

مگر دوسری اس آیت کا ظاہر یہ ہے کہ مغفرت اللہ کی مشیت پر ہے اس میں کافر
ومسلمان سب برابر ہیں۔ مگر دوسری آیت اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ اس
بات کو بتا رہی ہے کہ مشرک کی بخشش نہ ہوگی اس لئے ضرور ہوا کہ پہلی آیت میں
جو مشیت کو عام لکھا ہے اُس سے مقصود صرف اظہار قدرت ہے مگر دوسری
آیت نے یہ ثابت کر دیا کہ مشرک کے لئے یہ مشیت ہو چکی ہے کہ بخشا نہ جائیگا
اسی طرح آیت اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ نے یہ ثابت کر دیا کہ وعدہ الٰہی میں
محو نہ ہوگا۔ ایک معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ شریعت الٰہیہ میں بعض احکام ضرورتِ وقت
اور مناسب حال کے ہوتے ہیں وہ علم خداوندی کے بموجب بدلتے رہتے ہیں
انھیں کی نسبت اس آیت میں ارشاد ہے کہ ایسے احکام کا محو واثبات اللہ تعالیٰ
کی مشیت پر ہے جسے چاہتا ہے محو کرتا ہے۔
یعنی شریعت سے اس حکم کو مٹا کر اُس کی جگہ دوسرا حکم دیتا ہے اور اس کے اصلی
اور واقعی بھید کو وہی جانتا ہے یا جسے وہ آگاہ کرے۔
حاصل یہ کہ اس آیت میں وعدہ کے محو اثبات کا ذکر نہیں ہے صرف بعض
احکام کی نسبت ارشاد ہوا ہے افسوس ہے کہ مرزا صاحب باوجود نہایت عظیم الشان
دعوے کے اس آیت کے ایسے غلط معنی سمجھے جو نصوص قطعیہ کے خلاف ہیں اور
اُن صحیح معنی کا انھیں علم نہ ہوا۔
اور اب اُن کے خلیفہ بھی اس غلطی پر متنبہ نہیں ہوتے۔
دوم تیسرے جواب میں مرزا صاحب نے حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ پیش
کیا ہے اس قصہ کا آموختہ مرزا صاحب نے غالباً سولہ۔ سترہ۔ برس تک رٹا ہی
اور اپنی غلط پیشینگوئیوں پر پردہ ڈالنے کیلئے مختلف عنوان سے اسے دکھایا
ہے مگر افسوس ہے کہ کوئی ذی علم بھی اصل واقعہ کی تحقیق نہیں کرتا اور محققانہ

طور سے تفسیر حدیث سیر تاریخ کی کتابوں کو دیکھکر واقعی حالت دریافت نہیں کرتا اس لئے اس قصہ کی واقعی حالت جس قدر قرآن مجید اور احادیث سے ظاہر ہوتی ہے۔ علٰحدہ رسالہ میں لکھی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ طالبان حق عنقریب اُس کے مطالعہ سے مسرور ہوں گے یہاں اسقدر لکھنا کافی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی یہ پیشینگوئی کرنا کہ یہ قوم عذاب الٰہی سے ہلاک ہوگی نہ قرآن مجید سے ثابت ہے نہ کسی حدیث[۱] میں اس کا پتہ ہے لیکن غیر معتبر روایت میں آیا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے صرف عذاب آنکی پیشینگوئی کی تھی اور اُسی روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ پیشینگوئی پوری ہوئی یعنی عذاب آیا اور اس قوم کے سچے ایمان لانے اور نہایت گریہ زاری سے وہ عذاب ٹل گیا۔

اب اس قول کو بھی ملاحظہ کیجئے۔ جو حقیقۃ الوحی میں انھوں نے لکھا ہے۔ کیا یونس علیہ السلام کی پیشینگوئی نکاح پڑھنے سے کچھ کم تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ آسمان پر یہ فیصلہ ہوچکا ہے کہ چالیس دن تک اس قوم پر عذاب نازل ہوگا۔ مگر عذاب نازل نہ ہوا حالانکہ اس میں کسی شرط کی تصریح نہ تھی پس وہ خدا جس نے ایسا ناطق فیصلہ فسخ کردیا اُس پر مشکل تھا کہ اس نکاح کو بھی فسوخ یا کسی وقت پر ڈالدے۔ اجمالی طور پر تو اس جواب کی غلطی ظاہر کردی گئی اب ان دونوں پیشینگوئیوں کا فرق بھی کچھ معلوم کرنا چاہیئے۔ حضرت یونس علیہ السلام کے قصہ میں اور اس پیشینگوئی میں زمین و آسمان کا فرق ہے اس کے متعدد وجوہ انصاف و غور سے ملاحظہ کیجئے۔

(۱) حضرت یونس علیہ السلام کی الہامی پیشینگوئی کا ثبوت نہیں ہے اس لئے یہ کہنا کہ آسمان پر قطعی فیصلہ ہوچکا ہے کہ چالیس دن تک اس قوم پر عذاب نازل ہوگا محض غلط ہے

[۱] شفاء قاضی عیاض اور تاریخ طبری فارسی ملاحظہ ہو۔

اور آسمانی قطعی فیصلہ مان کر یہ کہنا کہ عذاب نازل نہ ہوا قرآن مجید کی صریح مخالفت کرنا ہے کیونکہ نصوص موجود ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ۔ وَلَنۡ یُّخۡلِفَ اللّٰہُ وَعۡدَہٗ۔

ان دونوں آیتوں کے معنی اور ان کی تفسیر اوپر بیان ہوئی ہے جس سے قطعی طور سے ثابت ہوگیا ہے کہ خدا کے وعدے اور وعید میں تخلف ہرگز نہیں ہو سکتا۔

الغرض۔ مرزا صاحب کی پیشینگوئی نہایت ہی موکد اور مستحکم برسوں ہوتی رہی ہے اور حضرت یونس علیہ السلام کی آسمانی پیشینگوئی کا ثبوت ہرگز نہیں ہے۔

(۲) منکوحہ آسمانی کے نکاح میں آنے کی خبر اور اس کا نکاح ہو جانے کے بعد اس کے لوٹ آنے کی خبر نہایت تاکید کے ساتھ بار بار دی گئی۔

اور اس کی نسبت مرزا صاحب نے کلام خدا کی اس طرح نقل کیا، کنا فاعلین یعنی ہم اس کے کرنیوالے ہیں۔

اب جماعت احمدیہ بتائے کہ حضرت یونس علیہ السلام سے اسطرح کا کلام الٰہی، قرآن و حدیث سے کہیں ثابت ہے؟ ہرگز ثابت نہیں ہے۔

(۳) اس منکوحہ کی نسبت یوں الہام ہوا کہ اس عورت کا لوٹ کر آنا حق ہے ایسا شک نہ کرنا یعنی مرزا صاحب کے نکاح میں آنا ایسا یقین ہے کہ اس میں شک کرنیکی ممانعت کی گئی۔ اب کوئی بتائے کہ حضرت یونس علیہ السلام سے اس طرح کسی وقت کہا گیا۔ ہرگز نہیں۔

(۴) اس وعدہ کی نسبت ان کا الہام ہے کہ خدا کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔

یعنی اس وعدہ میں تغیر و تبدل ہرگز نہیں ہو سکتا ہے بلکہ اس کا پورا ہونا ضرور ہے

۱؎ اس میں شبہ نہیں کہ اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا ہے

۲؎ اس آیت میں نہایت تاکید سے ارشاد ہوا کہ اللہ اپنے وعدے کے خلاف ہرگز نہیں کرتا۔ ۱۲

کیا کوئی ثابت کرسکتا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام سے بھی یہ صراحت کی گئی تھی۔
ہرگز نہیں۔

(۵) مرزا صاحب کہتے ہیں کہ بار بار کی توجہ سے یہ معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ اس لڑکی کو
ہر ایک مانع دور ہونیکے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائیگا۔

حضرت یونس علیہ السلام نے نزول عذاب کیلئے ایسا یقین کسیوقت نہیں بیان کیا۔
(۶) ان دونوں واقعوں میں نہایت فرق ظاہر ہوا اور بہت بڑا فرق یہ ہے کہ حضرت
یونس علیہ السلام کی پیشینگوئی وعید ہے۔ اور مرزا صاحب کی یہ پیشینگوئی وعدہ ہے۔
الغرض یونس علیہ السلام کی پیشینگوئی کو منکوحہ آسمانی والی پیشینگوئی سے کوئی مناسبت
نہیں ہے اس کے جھوٹا ہونیکے جواب میں اسے پیش کرنا سخت مغالطہ دینا ہے۔
(۱) سب سے اول تو یہ بات ہے کہ قطعی طور سے اس کا ثبوت نہیں ہے کہ حضرت
یونس علیہ السلام نے الہامی پیشینگوئی کی تھی۔
(۲) اگر کسی قسم کا ثبوت ہے تو صرف اسقدر ہے۔ کہ عذاب آنے کی پیشینگوئی تھی
وہ پوری ہوئی۔ یعنی عذاب آیا۔ جس ضعیف روایت میں الہام سے پیشینگوئی کرنا آیا ہے اسمیں
عذاب کا آنا بھی مذکور ہے۔ تفسیر درمنثور ملاحظہ کیجائے۔ اور یہ کہا جائے کہ عذاب
نہیں آیا۔ تو پھر الہامی پیشینگوئی کا ثبوت ضعیف روایت سے بھی نہ ہوگا۔
اگر کسی ذی علم کو دعویٰ ہو تو ثابت کرے مگر ہم کہتے ہیں کہ نہیں کرسکتا۔
حاصل کلام یہ ہے کہ مرزا صاحب کا پہلا جواب تو خود انہیں کے متعدد اقوال سے
غلط ثابت ہوا۔ اور دوسرا اور تیسرا جواب نصوص قطعیہ قرآنیہ کے خلاف ہے اور
تیسرا جواب واقعات کی رو سے بھی غلط ہے اور خلیفہ صاحب نے جو جواب تراشا
ہے اور قرآنی جواب بتایا ہے اس کا نہایت کافی جواب فیصلہ کے پہلے حصہ
میں دیا گیا ہے۔

اور یہاں جو اقوال مرزا صاحب کے نقل کئے گئے ہیں وہ بھی ان کے جواب کو غلط بتا رہے ہیں اور اس پر بھی اگر کسی صاحب کو سیری نہ ہو تو تتمہ حصہ اول ملاحظہ کریں

بالآخر ہمیں کسیطرح کا شبہ نہیں رہا کہ منکوحہ آسمانی کے اور اُس کے شوہر کے متعلق جو پیشینگوئی مرزا صاحب نے کی تھی وہ ہر طرح غلط ہوئی کسی منصف فہمیدہ کو ان دونوں بلکہ تینوں پیشینگوئیوں کے جھوٹا ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں رہا۔ ان کا غلط ہونا آفتاب تاباں کی طرح روشن ہو رہا ہے اب اگر کسی شپرہ چشم کو آفتاب نہ سوجھے۔ یا کوئی گرد وغبار کو اڑا کر آفتاب کو چھپانا چاہے تو آفتاب چھپ نہیں سکتا دنیا اس کی روشنی سے انکار نہیں کر سکتی اسیطرح اس پیشینگوئی کے غلط ہونے سے انکار نہیں ہو سکتا۔ اس کا لازمی نتیجہ بالضرور یہ ہے کہ بموجب ارشاد خداوندی اور نصوص قطعیہ قرآنی اور توریت مقدس مرزا صاحب کاذب ٹھیرے اب جماعت احمدیہ اس پر غور کرے اور اپنی عاقبت برباد نہ کرے۔ میں نہایت خیر خواہی سے